قل هاتوا برهانكم ان كنتم صدقين

برہانِ صداقت

برد

نجدی بطالت

از

مولینا محمد حسن علی رضوی

مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

یا اللہ جل جلالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ

سیف حقانی کے ابلیسانہ افترائات کا مدلل و مسکت جواب

بُرہانِ صداقت

بر رد

نجدی بطالت

مولانا محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی مدظلہ

خلیفہ مجاز

نائب اعلیٰحضرت محدث اعظم امام اہلسنت مولانا محمد سردار احمد محدث بریلوی و شہزادہ اعلیٰحضرت مفتی اعظم مخدوم اہلسنت مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خاں بریلوی مدظلہ و خلیفہ اعلیٰحضرت ملک العلماء مولانا محمد ظفر الدین فاضل بہاری و نبیرۂ اعلیٰحضرت مفسر اعظم مولانا محمد ابراہیم رضا جیلانی قدست اسرارہم

ناشر مکتبہ فریدیہ۔ جناح روڈ ساہیوال

نام کتاب	زبان صداقت برد نجدی بطالت
مصنف	مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی
سائز	۱۸ × ۲۲ / ۸
ضخامت	۲۷۲ صفحات
بار	اوّل
ناشر	مکتبہ فریدیہ ساہیوال
مطبع	نامی پریس ہند۔ اخبار لاہور

قیمت 18/-

فہرست

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

عرض ناشر

قیامِ پاکستان کے بعد سے ہی کانگریسی علماء کی یہ خواہش رہی ہے کہ پاکستان کو استحکام حاصل نہ ہو۔ اس ملک میں رہنے اور اس ملک کا کھانے کے باوجود کانگریسی مولویوں نے آج تک پاکستان کو دل سے تسلیم نہیں کیا۔ شاید انہیں پاکستان کی بقاء و سلامتی سے موروثی بغض ہے جو ان کو مولوی حسین احمد "مدنی" صدر جمعیۃ العلماء ہند، ابوالکلام آزاد جیسے کانگریسی کٹھ پتلی لوگوں سے ورثہ میں ملا ہے۔ ویسے تو یہ لوگ دن رات زبانی کلامی طور پر اور دکھاوے کے لئے اتحاد، اتحاد، اتحاد کا راگ الاپتے اور عوام کو بے وقوف بنانے کے لئے سرگرمِ عمل رہتے ہیں لیکن دوسری طرف ملک کے حقیقی سوادِ اعظم اہلِ سنت وجماعت بریلوی مکتبِ فکر کے خلاف سخت دل آزار و شر انگیز کتب و پمفلٹ شائع کرتے رہتے ہیں اور ملک کی پُرامن فضا کو مکدر کرتے ہیں۔ اور جب علمائے اہلِ سنت اپنے دفاع میں کوئی قدم اٹھاتے ہیں اور ان کے الزامات و افتراءات کا جواب دیتے ہیں تو یہ لوگ آسمان سر پر اُٹھا لیتے ہیں فرقہ واریت ہو رہی ہے حالانکہ فتنہ اور شر کی چنگاری خود سلگاتے ہیں۔ حال ہی میں کراچی کے کسی غیر معروف کانگریسی ملاں نام نہاد "علامہ" محمد عمر قریشی نے ایک سراپا خرافات کتاب بنام "سیفِ حقانی" شائع کی، جس کے زیادہ تر مضامین مولوی ریحان الدین قاسمی دیوبندی کے کتابچہ "بریلی کا نیا دین" سے حرفاً حرفاً نقل کئے تھے۔ یہ اس دور کی سب سے جھوٹی کتاب ہے۔ کذب و افتراء میں اس کتاب کے مصنف کو جھوٹ کا عالمی ایوارڈ مل سکتا ہے۔ اس کا مصنف

بات کہنے سے پہلے رافضیوں کی طرح تبرا کہنے کا عادی ہے۔ سیف حقانی کا مصنف اگرچہ ادھر اُدھر سے جوڑ توڑ کرکے اور مولوی ریحان قاسمی کے کتابچہ "بریلی کا نیا دین" قسم کے دیوبندی کتابچوں سے نقال بارگ مصنف بن بیٹھا ہے۔ اور اس کتاب میں اگر پچاس فیصد دروغگوئی اور افترائات سے کام لیا گیا ہے تو پچاس فیصد حوالہ جات سراسر بے محل نقل کئے ہیں اور حوالہ جات کی نقل میں کتر بیونت سے کام لیا گیا اور ایک بات کا بار بار اعادہ کیا گیا ہے۔

مقام مسرت ہے کہ فاتح نجدیت قاطع دیوبندیت مجاہد اہل سنت مولانا محمد حسن علی قادری رضوی بریلوی نے اس کتاب کا تحقیقی محاسبہ فرمایا اور جملہ افترارات کے نہایت علمی وتحقیقی جوابات دیئے اور مصنف سیف حقانی کی خیانتوں کا راز طشت ازبام کیا ہے بجا طور پر اس کو دفاع اہل سنت کے لئے مولانا موصوف کا ایک عظیم کارنامہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ کتاب اس دور میں چھپنے والی بہت سی دیوبندی وہابی کتب کے جواب کو محیط ہے۔ حضرت مولانا ممدوح کے قلم حقیقت رقم میں ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ جس کتاب کا رد یا جواب تحریر فرماتے ہیں اس کا حرفاً حرفاً جواب دیتے ہیں۔ مکتبہ فریدیہ اس عظیم شاہکار کو برادران اہل سنت کی خدمت میں عموماً اور طلباء و مدرسین مبلغین و مناظرین اہل سنت کی خدمت میں خصوصاً فخریہ طور پر پیش کرتا ہے۔ ہمارے مدرسین طلباء کو مخالفین اہل سنت کی خیانتوں سے آگاہ کر سکتے ہیں تو مبلغین و مناظرین مخالفین اہل سنت کے مناظرین کو ہر بات کا دندان شکن جواب دے سکتے ہیں۔

ادارہ (مکتبہ فریدیہ) کی یہ پیشکش دفاعی نوعیت کی ہے ہم نے کبھی کوئی جارحانہ کتاب شائع نہیں کی۔ ہمیں اہل سنت کے تحفظ و دفاع کے لئے مجبور ہونا پڑتا ہے۔ اگر مخالفین اہل سنت الزامات و خرافات سے پر کتابیں شائع نہ کریں تو ہم بہت سی اصلاحی اور اہم درسی کتب شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ تفسیر و حدیث اور فقہ سیر و مناقب کے بہت سے مجموعے ہمارے پیش نظر ہیں ہم ان کو پہلی فرصت میں زیور طبع سے آراستہ کرنا چاہتے ہیں۔

ہم دیوبندی کانگریسی ٹولے سے التماس کرتے ہیں کہ وہ فتنہ و شر کی تبلیغ کے ذریعہ سستی شہرت حاصل کرنے کے انداز فکر میں تبدیلی پیدا کرے اور وہ کام نہ کریں جس

سے ملک کے اتحاد و استحکام کو نقصان پہنچے۔

اس موقعہ پر ہم ارباب حکومت سے یہ درخواست کرنا بھی اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ کانگریسی دیوبندی ٹولہ پر کڑی نظر رکھے اور فرقہ واریت کو ہوا دینے والی کتب شائع نہ ہونے دے۔ منفی سیاست کے حامل اخبارات وجرائد پر پابندی لگائی جاسکتی ہے تو منفی تبلیغ اور سراسر تخریبی تصانیف پر بھی پابندی عائد کی جاسکتی ہے۔ ملک میں اس وقت تقویت الایمان۔ حفظ الایمان۔ براہین قاطعہ۔ فتاوی رشیدیہ۔ صراط مستقیم۔ تحذیر الناس۔ دھماکہ۔ سیف رحمانی۔ سیف حقانی۔ بریلی کا نیا دین۔ جواہر القرآن جیسی کتابوں کی گستاخانہ عبارات تفرقہ وفتنہ کا سبب بنی ہوئی ہیں۔ ان تمام کتابوں کو ضبط کیا جائے۔ فتنہ وشر کا خاتمہ کیا جائے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو استحکام نصیب فرمائے۔ آمین۔

حافظ ابوالعطاء نعمت علی چشتی سیالوی

خازن جماعت اہل سنت صوبہ پنجاب

انتساب

صدر الصدور
صدر الشریعت بدر الطریقت فقیہ ملت
خلیفہ اعلیٰ حضرت علامہ ابو العلا مولانا
محمد امجد علی اعظمی رضوی
مصنف بہار شریعت کے
نام

حافظ عبدالعزیز محدث مبارکپوری

امام المتکلمین فاضل جلیل علامہ
سید غلام جیلانی میرٹھی ثم گوالیاری قدس سرہ

امام المنطق علامہ
قاضی شمس الدین جونپوری

امام الفقہ علامہ
مفتی رفاقت حسین محدث کانپوری مدظلہ

امام المدققین فاضل اجل علامہ
حکیم شمس الہدیٰ اعظمی مرحوم

امام المتکلمین علامہ ... رضوی بریلوی
مفتی محمد اعجاز ولی خاں علیہ الرحمہ

[illegible]

جن کی تدریس کا ڈنکا چار دانگ عالم میں بجتا رہا جو حدیث و فقہ کے مسلم امام بہار شریعت جیسی عظیم کتاب کے مصنف جن کے تلامذہ اپنے عہد کے استاذ الاساتذہ اور فن تدریس کے امام مانے گئے اور آج درس و تدریس، تصنیف و تالیف، وعظ تبلیغ اور سیاست میں مرکزی کردار ادا کر رہے ہیں۔ سیدی امجد علی ہیں چاند یہ ہیں چاندنی
چاند گہنا سکتے ہیں ہے بجھ سکتی ہے چاندنی

فقیر قادری محمد حسن علی الرضوی غفرلہ
ادارہ رضا میلسی۔ ملتان ڈویژن

شہزادہ اعلیٰحضرت مخدوم اہل سنت حضرت قبلہ مفتی اعظم امام العصر

مولانا شاہ مصطفیٰ رضا خان

سجادہ نشین بریلی شریف

کا

پیغام تہنیت

عزیز گرامی قدر محب مکرم و محترم مولانا محمد حسن علی صاحب قادری رضوی سلمہٗ ربہ و کرم

وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ و برکاتہ' مزاج گرامی، بحمدہ تعالیٰ فقیر مع الخیر ہے۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔ مولیٰ تعالیٰ آپ کو تا دیر سنت و اہل سنت کی خدمت کے لئے قائم رکھے آپ کی خدمات دینیہ کو شرف قبولیت بخشے (آمین) آپ سے آپ کی دینی خدمات کے سبب دل کو تعلق ہے۔ اپنی خیر و عافیت سے مطلع کرتے رہیں، آپ کے والد محترم سلمہ ربہ و کرم کو داخل سلسلہ عالیہ قادریہ برکاتیہ رضویہ کر لیا ہے۔ شجرہ مرسل ہے ان سے فقیر کا سلام مسنون فرما دیجئے۔

والسلام والدعا

فقیر مصطفیٰ قادری غفرلہ

۷۸۶
۹۲

مکتوب گرامی

شہزادۂ محدث اعظم پاکستان مولانا صاحبزادہ

حاجی محمد فضل کریم حامد رضوی

ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان

محترم جناب حضرت مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی دامت برکاتہم السلام علیکم۔

اُمید ہے آپ خیریت سے ہوں گے ..... اہل سنت کو پہلے ہی آپ جیسی شخصیتوں پر ناز ہے۔ آپ اہل سنت کے لئے بہت کام فرما رہے ہیں۔ آپ نے پہلے بھی بہت سی کتابیں لکھی ہیں لیکن تازہ کتاب "برہان صداقت برد نجدی ابطالت" سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہوگی۔ اس کے پڑھنے سے بہت سے اہل سنت کو فائدہ ہوگا اور معلومات میں اضافہ ہوگا۔ میں اللہ تعالیٰ کے حضور دعاگو ہوں کہ آپ کو اپنے پیارے حبیب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ اسی طرح کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ آپ کی اس کتاب اور سلسلہ تصنیف و تالیف میں برکتیں عطا فرمائے۔ میری طرف سے تمام گھر والوں اور احباب کو بہت بہت سلام۔

فقط والسلام

حاجی محمد فضل کریم حامد
جامعہ رضویہ مظہر اسلام فیصل آباد

کچھ مصنف کے بارے میں!

از: ایم غلام مصطفیٰ مجمی۔ نامہ نگار امروز ملتان، مشرق لاہور، مقیم میلسی

مصنف کتاب ہٰذا مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی اہلسنت وجماعت کے ایک ممتاز اہلِ قلم، کہنہ مشق مناظر ہیں۔ کتب تواریخ پر ان کی گہری نظر ہے۔ برصغیر ہند میں مشرقی پنجاب کا شہر ہانسی ایک تاریخی حیثیت کا حامل ہے۔ شہر ہانسی میں پرتھوی راج کا مشہور قلعہ اور تاریخی عمارات اور حضرات اولیاء اللہ، شہداء و بزرگان دین کے مزارات گھر گھر پائے جاتے ہیں۔ اس عظیم شہر ہانسی کو شیخ الاسلام حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ اوّل و خلیفہ اعظم حضرت خواجہ قطب جمال رضی اللہ عنہ کی نسبت سے دنیا بھر میں شہرت حاصل ہے۔ سیر الاولیاء[*] و دیگر کتب تواریخ کے مطابق خود حضرت بابا فرید گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے اس شہر کو بارہ سال تک اپنے قدوم میمنت لزوم کی برکتوں سے سرفراز فرمایا۔ قلعہ کہنہ پر امام المکاشفین حضرت میراں صاحب نعمت اللہ ولی کا مزار پر انوار ہے۔ مولانا محمد حسن علی کی ولادت ۱۹۳۰ء ماہ محرم الحرام میں ہوئی ان کے آباؤ اجداد قصبہ مہم انبالہ سے منتقل ہو کر ہانسی شریف آباد ہوئے تھے۔ مولانا محمد حسن علی کو بچپن ہی سے دینی رغبت زیادہ تھی۔ خاندان کے تمام افراد متصلب سنی مسلمان تھے۔ گھر میں میلاد و گیارہویں شریف کی تقاریب اہتمام سے ہوتی تھیں۔ آپ بچپن ہی سے شہر میں مختلف مقامات پر حضرات اولیاء اللہ کے مزارات طیبہ پر حاضری دیا کرتے تھے۔ ایک روایت کے مطابق شہر ہانسی میں اعلیٰحضرت امام اہلسنت مجدد دین و ملت رضی اللہ عنہ کی تشریف آوری بھی ثابت ہے۔ مولانا محمد حسن علی نے ۱۹۳۵ء میں شہر ہانسی کے اسلامیہ پرائمری سکول میں داخلہ لیا۔ وہاں بھی اولیاء اللہ کے مزارات بکثرت تھے۔ اس طرح آپ کی روحانیت کی طرف رغبت بڑھتی گئی ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے پاکستان آگئے۔ تو اپنے عم محترم ذکاء الدین مرحوم کے ہمراہ حضرت غوث بہاؤالحق و دیگر بزرگان دین کے مزارات

---

[*] سیر الاولیاء کا اردو ترجمہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال سے طلب فرمائیں۔ مترجم پروفیسر عبدالسمیع صاحب ضیاء

... مدرسہ مصباح العلوم بیسی ں کے قیام میں آپ نے اہم کردار ادا کیا۔ بیسی میں سب سے پہلے آپ نے انجمن خدام الاولیاء قائم کی اور حاجی محمد سلیمان صاحب کے ساتھ مل کر اہلسنت کے تبلیغی جلسوں کے متعدد پروگرام بنائے اور مولانا محمد بشیر و مولانا محمد شفیع اوکاڑوی کو متعدد بار بلایا گیا۔ علمائے اہلسنت کے تبلیغی دوروں سے شہر کی فضا نکھری۔ کچھ عرصہ کے بعد جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور سے مولوی ابوالمختار عبدالجبار فارغ التحصیل ہو کر آئے۔ انہوں نے حاجی محمد سلیمان اور مولانا محمد حسن علی کے مشورہ کے بعد تحصیل بازار میں ایک کرایہ کے چوبارہ میں مدرسہ جامعہ رضویہ سراج العلوم کا آغاز کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب قدس سرہٗ نے مولانا محمد حسن علی کو مکتوب گرامی تحریر فرمایا کہ جامعہ رضویہ سراج العلوم کے نام سے ہمارا مدرسہ گوجرانوالہ میں ہے۔ آپ اپنے مدرسہ کا نام مدرسہ حنفیہ رضویہ مصباح العلوم یا مصباح العلوم حنفیہ رضویہ رکھیں۔ چنانچہ آپ نے حسب ہدایت مدرسہ کا نام تبدیل کر کے حنفیہ رضویہ مصباح العلوم رکھ دیا۔ بعد میں انجمن خدام الاولیاء کا نام بھی تبدیل کر کے آپ نے لائل پور کی انجمن فدایان رسول کے نام پر انجمن فدایان رسول رکھ دیا۔ مدرسہ مصباح العلوم کی موجودہ جگہ جو ایک دنگل اور پہلوانوں کے اکھاڑہ وغیرہ کے لئے استعمال ہوتی تھی۔ آپ نے مدرسہ کے لئے منتخب کی۔ اور حاجی محمد سلیمان اور حاجی محمد شریف اشرفی اور بندو خاں وغیرہ احباب سے مشورہ کے بعد یہاں مدرسہ کی مستقل عمارت کی تعمیر عمل میں آئی۔ مدرسہ کی پہلی منزل کے لئے الحاج خان اللہ یار خاں بلوچ نے خصوصی تعاون کیا اور پہلی منزل کی تمام پختہ اینٹیں بطور امداد فراہم کیں۔ مدرسہ میں مدرس کی ضرورت کے پیش نظر حاجی سلیمان وغیرہ احباب نے آپ کو مدرس لانے کے لئے لائل پور بھیجنا چاہا لیکن قریب ہونے کی وجہ سے آپ علامہ کاظمی صاحب کی خدمت میں ملتان گئے اور مدرسہ انوار العلوم کے فاضل مولانا سید کاظم القادری کو اپنے ہمراہ لائے۔ مدرسہ حنفیہ غوثیہ انوار رضا بیسی بھی آپ ہی کی کوششوں سے معرض وجود میں آیا۔

شرف بیعت | مولانا محمد حسن علی کو شرف بیعت امام اہلسنت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب سے حاصل ہے۔ بیعت سے پہلے

آپ نے بہت سے اکابر مشائخ وعلمائے کرام سے رجوع کیا۔ ان سب نے حضرت صاحب دیال پوری سے شرف بیعت حاصل کرنے کا مشورہ دیا۔ آپ ذیقعدہ ۱۳۷۰ھ میں محدث اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ پھر جامعہ رضویہ ہی میں تعلیمی سلسلہ بھی شروع کر دیا۔ جو محدث اعظم پاکستان کے وصال شریف کے بعد تک جاری رہا۔ اور کچھ کتب حکیم الامت مفتی احمد یار خاں صاحب کے مدرسہ غوثیہ نعیمیہ گجرات میں پڑھیں۔

سلسلہ تصنیف و تالیف

آپ نے تصنیف و تالیف کا سلسلہ نو عمری ہی سے شروع کر دیا تھا۔ اس کی ابتداء ماہنامہ طیبہ میں مضامین سے ہوئی اور اس کے بعد ہفت روزہ رضائے مصطفےٰ گوجرانوالہ۔ ماہنامہ سالک راولپنڈی ماہنامہ شمس الاسلام ماہنامہ معرفت و ماہنامہ نوری کرن بریلی شریف و ماہنامہ عرفات لاہور۔ ہفت روزہ سواد اعظم لاہور میں آپ کے مضامین کثرت سے آنے لگے۔ محدث اعظم پاکستان کے وصال کے بعد جامعہ رضویہ مظہر اسلام لائل پور سے ہفت روزہ محبوب حق جاری ہوا تو بطور نائب مدیر آپ کا تقرر عمل میں آیا۔ اور پھر کچھ عرصہ بعد ماہنامہ آستانہ فیض عالم دربار داتا گنج بخش لاہور کے مدیر معاون مقرر ہوئے۔ ان دونوں رسائل میں زیادہ تر مضامین آپ ہی کے ہوتے تھے۔ ان دونوں رسائل کو آپ نے بڑی خوش اسلوبی سے چلایا۔ آپ کی تصانیف کی تعداد ۲۵ سے متجاوز ہے، چند مشہور تصانیف یہ ہیں۔

(۱) نور مجسم (۲) اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ (۳) قرآن اور دیوبندی مولویوں کا ایمان۔ (۴) آئینہ حق و باطل (۵) انوار حق بجواب اظہار حق (۶) اظہار حقیقت (۷) ضرب کبیر (۸) تذکرہ محدث اعظم پاکستان (۹) قہر خداوندی بر دعاگو دیوبندی (۱۰) برق آسمانی بر فتنہ شیطانی (۱۱) دیوبندی شاطر اپنے منہ کا فر (۱۲) اور زیر نظر "برہان صداقت برد شہدی اطالت" ـــ آپ نے شورش کاشمیری، ضیاء القاسمی، غلام راولپنڈی وغیرہ دیوبندی مولویوں کے متعدد چھوٹے موٹے کتابچوں اور پمفلٹوں کے جوابات بھی تحریر فرمائے۔ روزانہ اخبارات میں مذہب اہلسنت کی حقانیت اور اکابر علمائے اہلسنت کی حیات طیبہ پر آپ کے اکثر مضامین شائع ہوتے رہتے ہیں۔ الغرض سنی

علاوہ ازیں پاکستان کے ورق پر آپ کے تقریباً تمام قابل ذکر روزنامہ و ہفت روزہ اخبارات اور ماہنامہ جستی رسائل میں بکثرت مضامین لکھے اور علمائے اہلسنت کی دینی مذہبی سیاسی اور تعلیمی خدمات کا تعارف کرایا۔ متعدد مناظروں میں شرکت کی۔ فتح پور میلسی میں مولوی عبد الشکور دین پوری اور مسجد مائی ولال مولوی سلطان محمود مظفر گڑھی سے طویل کامیاب مباحثے فرمائے۔ موضع پیر شاہ زود کرم پور میلسی میں مولانا غلام مہر علی گولڑوی اور صدر تنظیم اہلسنت مولوی دوست محمد قریشی کے درمیان نوک جھونک ہوئی۔ اور مولوی دوست محمد قریشی نے مناظرہ کا چیلنج دیا تو میلسی سے مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی نے مولوی دوست محمد کو جوابی چیلنج دیا اور دس اہم سوالات پر مشتمل ایک اشتہار شائع کیا جس سے وہ لاجواب ہوگیا۔

پاکستان کے دیوبندی مناظرین میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں جس کے ذمہ آپ کے سوالات کا قرضہ نہ ہو۔ رسائل وجرائد کے فائل گواہ ہیں کہ مخالفین اہلسنت میں سے جس کسی نے بھی مذہب اہلسنت و مسلک اعلیحضرت کے خلاف زہر اگلا تو آپ نے معاندین کا مدلل و مسکت جواب ضرور دیا۔ اہلسنت کے لئے آپ کی تحریری تصنیفی خدمات قابل فخر و باعث صد شکر ہیں۔

اجازت وخلافت

مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی کو شرف بیعت محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رحمۃ اللہ علیہ سے حاصل ہے اور پھر آپ کی خدمات دینیہ اور مذہبی جذبہ کو دیکھ کر محدث اعظم پاکستان نے سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ چشتیہ صابریہ میں اجازت وخلافت سے بھی مشرف فرمایا۔ اور ۴ر ذیقعد ۱۳۸۱ھ مطابق ۳۰ اپریل ۱۹۶۲ء بروز دوشنبہ کو مولانا معین الدین صاحب شافعی سے اجازت نامہ لکھوا کر اپنی مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا۔

شہزادہ اعلیحضرت مخدوم اہلسنت مفتی اعظم مولانا شاہ مصطفےٰ رضا خان صاحب سجادہ نشین خانقاہ عالیہ رضویہ بریلی شریف آپ پر بہت ہی کرم فرماتے ہیں۔ حضرت مفتی اعظم ہند نے بھی مولانا موصوف کو سلسلہ عالیہ قادریہ رضویہ میں اجازت وخلافت سے مشرف فرمایا۔ اور ۲۰ر رمضان المبارک ۱۳۸۲ھ کو مفتی مجیب الاسلام نسیم اعظمی

رضوی سے نہایت خوشخط اجازت نامہ لکھوا کر اپنی مبارک مہر اور دستخطوں سے ارسال فرمایا۔

اسی طرح خلیفۂ اعلیٰحضرت ملک العلماء مولانا شاہ محمد ظفر الدین صاحب بہاری اور نبیرۂ اعلیٰحضرت مولانا شاہ محمد ابراہیم رضا خاں عرف جیلانی میاں رحمۃ اللہ علیہما نے بھی اپنی اپنی اجازتوں سے سرفراز فرمایا۔ بارگاہ اعلیٰحضرت کے نعت گو شاعر حضرت سید محترم مخدوم اہلسنت سید ایوب علی صاحب رضوی بریلوی علیہ الرحمۃ نے آپ کے شجرہ کے لئے یہ شعر تحریر فرما کر شامل شجرہ کیا تھا۔

بارشِ انوارِ رضا ہو رضویوں پر تا ابد
مرشدی سردار احمد بر رضا کے واسطے
جذبۂ تبلیغ دیں دے حسن رضوی کے طفیل
دائما بجتا رہے ڈنکا رضا کے واسطے

تاریخی ریکارڈ

مولانا محمد حسن علی رضوی کے پاس اکابر اہلسنت مشائخ طریقت کی نایاب کتب اور برصغیر ہند کے اکثر و بیشتر مناظروں کی روئیداد کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے۔ اور مختلف اہم مسائل پر مفتی اعظم ہند مولانا مصطفےٰ رضا خاں صاحب مدظلہ، محدث اعظم ہند مولانا ابو المحامد سید محمد محدث کچھوچھوی، محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد صاحب، امام العلماء مولانا قاری سید محمد خلیل کاظمی محدث امروہی، استاذ العلماء علامہ ابو البرکات سید احمد، علامہ مفتی محمد مظہر اللہ، مولانا عبد الحامد بدایونی، مفتی احمد یار خاں گجراتی، شیخ القرآن مولانا عبد الغفور ہزاروی قدست اسرارھم جیسے اکابر کرام کا مختلف مسائل پر شرعی فتاوی کا ذخیرہ ہے۔ جس کو آپ فتاوی اکابر اہلسنت کے نام سے شائع کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے تذکرہ محدث اعظم پاکستان کے لئے ایک ہزار سے زائد صفحات پر مشتمل مواد جمع کیا ہے جو اس موضوع پر لاجواب و بے مثال مجموعہ ہے۔

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ابتدائیہ

؎ ابتدا ہماری تری انتہا کے بعد

خدا جانے کس سوچی سمجھی سکیم کے تحت دیوبندی وہابی فرقہ کی طرف سے یکے بعد دیگر دھماکہ، سوانح اعلیٰحضرت، سیف رحمانی وغیرہ شر انگیز کتب شائع ہوئیں فقیر راقم الحروف دھماکہ کے جواب قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی کے جواب سے فارغ ہوا تو ایک روز منڈی جہانیاں سے واپسی پر محب محترم رانا خلیل احمد صاحب نے "سیف حقانی" کے نام سے ۱۷۱ صفحات پر مشتمل ایک نہایت خوبصورت مجلد کتاب* ہیت فرما کر اس کے جواب کے لئے ارشاد فرمایا۔ ہیلسی پہنچا تو فخر اہل سنت مولانا الحاج ابوداؤد محمد صادق صاحب الرضوی نگران اعلیٰ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ کا حکمنامہ موجود پایا۔ اس دوران مختلف مقامات کے علماء و احباب اس کے جواب کے لئے اصرار فرماتے رہے۔ اس کتاب سے میری ذاتی دلچسپی بڑھ گئی تھی کیونکہ اس کے صفحہ اول پر بڑے طمطراق سے لکھا تھا۔ بجواب زلزلہ و تبلیغی جماعت۔ ان الفاظ نے مجھے چونکا دیا کہ کیا واقعی دیوبندی خانوادہ میں بھی کوئی ایسا بچہ پیدا ہو گیا ہے جو کلک رضا خنجر خونخوار برق بار کے مظہر اتم رئیس التحریر علامہ ارشد القادری الرضوی مدظلہ العالی کے قلم حق رقم کا جواب لکھ سکے۔ فقیر اپنی تمام تر مصروفیات کو چھوڑ چھاڑ کر زلزلہ اور تبلیغی جماعت اور ان کے جواب سیف حقانی کو لیکر بیٹھ گیا اور سیف حقانی کے اس خواب کی تعبیر تلاش کرنے لگا کہ یہ کتاب زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا جواب ہے کیونکہ اس کے مصنف نے جو حال ہی میں علامہ ابوالناصر محمد عمر قریشی کے بھاری بھرکم نام سے قلمی دنیا میں پہلا قدم کے طور پر نمودار ہوئے ہیں الغرض پہلی ہی شب میں سیف حقانی کو اول سے آخر تک دیکھ لیا۔ یقین فرمایئے، ہمیں خود

* جس کے اکثر مضامین مولوی ریحان الدین کے کتابچہ "بریلی کا نیا دین" سے نقل تھے

اسلئے آپ پر اعتبار نہیں آ رہا تھا۔ ہم نے کتاب کی بار بار ورق گردانی کی لیکن علامہ ارشد القادری مدظلہ العالی کے زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا سیف حقانی کے کسی صفحہ پر کوئی جواب نہ تھا۔ عام طور پر تو ہوتا ہے کہ جوابی کتاب لکھنے والے اگر کسی کتاب کا حرفاً حرفاً پورا جواب نہیں لکھ پاتے تو کم از کم چند ایک باتوں کو تو ضرور جھٹلاتے اور ان کا جواب دیتے ہیں لیکن سیف حقانی کو اس زور دار دعوے کی روشنی میں کہ جواب زلزلہ و تبلیغی جماعت اول تا آخر حرفاً حرفاً ملاحظہ فرمایئے۔ لیکن اس میں زلزلہ اور تبلیغی جماعت کی کسی ایک بھی دلیل کو تو نہیں جھٹلایا گیا۔ زلزلہ و تبلیغی جماعت میں مذکور حوالہ جات میں سے کسی ایک کو بھی تو چیلنج نہیں کیا گیا —— البتہ مصنف نے اپنے مکتب فکر کی ڈوبتی کشتی کو تنکے کا سہارا دینے کے لئے علماء اہل سنت بالخصوص امام اہل سنت سیدنا اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت الامام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات ستودہ صفات پر بے سروپا الزامات و اتہامات کی بوچھاڑ کی تھی۔ مصنف کا یہ نام نہاد جواب سوال گندم جواب چنے کا عکاس و آئینہ دار تھا۔ ہم حیران تھے کہ یہ کیا کرامت ہے کہ علامہ ارشد القادری مدظلہ کے زلزلہ و تبلیغی جماعت کے ایڈیشن پر ایڈیشن چھپ رہے ہیں اور ہاتھوں ہاتھ جا رہے ہیں۔ اس کا اب انکشاف ہوا کہ دیوبندیت کی پوری قلمی مشنری زلزلہ و تبلیغی جماعت کے رد و جواب کے خبط میں مبتلا ہے۔ اور اس طرح یہ لوگ خود ہی زلزلہ و تبلیغی جماعت کے تعارف کا باعث بن رہے ہیں۔ جہاں تک زلزلہ و تبلیغی جماعت کے جواب کا تعلق ہے تو یہ حقیقت ارباب فکر و نظر سے مخفی نہیں۔ سیف حقانی تو بجائے خود زلزلہ و تبلیغی جماعت کے لاجواب ہونے کی دلیل ہے ورنہ بتایا جائے کہ سیف حقانی کے کس صفحہ پر زلزلہ و تبلیغی جماعت کی کس سطر کا کیا جواب ہے —؟

اور پھر اہل علم و انصاف سے یہ حقیقت مخفی نہیں کہ دیوبندی طائفہ کی طرف سے سیف حقانی یا اس کے ساتھ حال ہی میں جو کتب دھماکہ، سیف رحمانی، بریلی کا نیا دین، سوانح اعلیٰحضرت شائع ہوئیں زبان و کلام اور اسلوب بیان کے لحاظ سے وہ کس قدر غلیظ ہیں اور کیسی بازاری زبان استعمال کی گئی ہے اور ان میں حقائق و دلائل کا کتنا کیا عنصر ہے اس سے اہل دیوبند کی بے چارگی اور علمی بے بضاعتی کا بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ سیف حقانی کے مصنف کو

صفحہ اوّل پر دعویٰ تو یہ ہے کہ سیف حقانی وہ کتاب ہے جس میں "ہم نے دلائل سے بتایا کہ یہ (زلزلہ وتبلیغی جماعت) اتہامات محض ہیں" ص[illegible] — لیکن اس دعویٰ کی دلیل از اوّل تا آخر سیف حقانی کے کسی صفحہ پر موجود نہیں۔ ہم بلکم خود علامہ ابوالناصر محمد عمر صاحب سے پوچھتے کہ جناب جب آپ کے پاس جواب نہیں تھا تو بجواب زلزلہ وتبلیغی جماعت لکھنا کیا ضروری تھا۔ آپ جی بھر کر دل کی بھڑاس نکالتے۔ اہل سنت وامام اہل سنت، بریلویوں اور فاضل بریلوی پر جاہلانہ خرافات اور الزامات وافترات کی بوچھاڑ کرتے اور "ذخیرہ آخرت" بناتے۔

بے بسی کا اعتراف اور تضاد بیانی

مصنف سیف حقانی یوں تو اپنے زعم باطل میں جواب لکھنے بیٹھ گیا اور اپنی سادہ لوح دیوبندی قوم کو باور کرا دیا کہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا جواب ہوگیا۔ لیکن یہ جواب لکھنے والے "علامہ" خود اعتراف کرتے ہیں "میرے کرم فرما دوست حضرت محمد عثمان صاحب حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مدنی کے خاص عقیدت مندوں میں سے ہیں، بیک وقت تین کتابیں لا کر دکھائیں.... چنانچہ میں نے تینوں کتب (زلزلہ، تبلیغی جماعت، جماعت اسلامی) جو کسی علامہ ارشد القادری صاحب کی تالیف ہیں تین چار دن میں بالاستیعاب دیکھ لیں اور اس کے بعد دیکھنے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ اس لئے کہ از آغاز تا اختتام جملہ کتب میں ایک ہی بات کا تکرار اتنے التزام کے ساتھ ہے کہ جی متلانے لگے اور دوبارہ دیکھنے کے تصور سے ہی کوفت ہونے لگے۔" (سیف حقانی باب اول ص[illegible])

اس کے بعد لکھتا ہے:

"لیکن (زلزلہ وتبلیغی جماعت میں) کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی کہ جواب دیا جائے محض دعاوی سے کام چلایا ہے۔" (سیف حقانی ص[illegible])

انصاف پسند قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جب مصنف سیف حقانی کو ایک بار کتاب زلزلہ وتبلیغی جماعت کے دیکھنے کے بعد دوبارہ دیکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئی ہو اور جس کو دوبارہ دیکھنے کے تصور سے ہی کوفت ہو ایسے علامہ نے زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا کیا جواب لکھا ہوگا اور اس کے نام نہاد جواب کی کیا حقیقت ہوگی۔ بھلا جو شخص اپنے اندھے پن

کی بنا پر یہ کہہ رہا ہے کہ زلزلہ و تبلیغی جماعت میں کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی گئی کہ جواب دیا جائے۔ جب اس بے چارے کو زلزلہ و تبلیغی جماعت میں دلائل و حوالہ جات نظر ہی نہیں آئے تو یہ کیا جواب دے سکتا ہے لہذا اس کے اپنے قول پر یہ ماننا پڑے گا کہ اس نے جو یہ نام نہاد جواب دیا ہے وہ اندھے کی لاٹھی ہے۔

جھوٹے کی پہچان مان نہ مان میں تیرا مہمان

کہتے ہیں دروغ گو را حافظہ نباشد سچ ہے جھوٹے آدمی کا حافظہ نہیں ہوتا۔ ایک طرف تو سیف حقانی کا مصنف علامہ بن کر یہ کہہ رہا ہے کہ :

"کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی گئی کہ جواب دیا جائے"

لیکن تضاد بیانی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں :

> "اکابرین دیوبند کی کتب عقائد سے عبارات نقل کر کے لیکن بغیر بیان کردہ سیاق وسباق کے دلائل کے ان کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں پھر آسمان سر پہ اٹھا لیا کہ لوگو قیامت کیوں نہیں آگئی" (سیف حقانی صہ)

> "ہم نے کتاب زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا مدلل جواب دیا ہے" (سیف حقانی صہ)

اب اس بھلے آدمی سے کون پوچھے کہ ایک طرف آپ یہ کہہ رہے ہیں کہ زلزلہ و تبلیغی جماعت میں دلائل سے بات نہیں کی گئی کیا جواب دیا جائے۔ اور دوسری طرف آپ یہ فرما رہے ہیں اکابرین دیوبند کی کتب عقائد کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں۔ "کتب عقائد کا مقابلہ چند سوانحی خاکوں سے کیا ہے" صہ

جب آپ کے اس اعتراف کے مطابق کتب عقائد و کتب سوانح کے حوالہ جات و دلائل ہیں تو پھر یہ کیا بے شرمی ہے کہ آپ دوسری طرف یہ فرما رہے ہیں کہ کہیں بھی تو دلائل سے بات نہیں کی یہ واضح تضاد بیانی مصنف سیف حقانی کے ذہنی خلفشار کی عکاس و آئینہ دار ہے اور وہ اپنی اس غلط بیانی کے سہارے دن دھاڑے لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتا ہے۔

ہم مصنف سیف حقانی سے پوچھتے ہیں کہ کیا اکابر دیوبند کی سوانحریاں کتب عقائد

کے منافی ہیں۔ یہ بات ہر ذی فہم و شعور جانتا ہے کہ کتب سوانح کسی بھی شخص کے حالات زندگی پر مشتمل ہوا کرتی ہیں۔

یا تو یوں کہو کر دیو بندی کتب عقائد میں جو کچھ لکھا ہے وہ لکھنے کی حد تک ہے عمل سے اس کا کوئی تعلق نہیں مثلاً دیو بندی کتب عقائد میں شراب کو حرام لکھا ہے۔ اگر کوئی دیو بندی عالم شراب پی لے تو وہ گنہگار نہ ہوگا یا دیو بندی کتب عقائد میں غیر خدا کو سجدہ عبادت شرک اور سجدہ تعظیم حرام لکھا ہے لیکن اگر کوئی دیو بندی عالم غیر خدا کو سجدہ کرے تو وہ مشرک نہ ہوگا یا بصورت دیگر گنہگار قرار نہ پائے گا۔ یہ کیا تاویل ہے؟ یہ کیسا مدلل جواب ہے؟ سینکڑوں کتابوں کے حوالوں پر مشتمل زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا کیا صرف اتنا کہہ دینے سے جواب ہو گیا؟ یا تو یوں کہو کہ اکابر دیو بند کے حالات زندگی کتب عقائد کے منافی تھے یا یوں کہو کہ اکابر دیو بند کی سوانح عمریاں غلط ہیں۔ ان کے صحیح حالات زندگی پر مشتمل نہیں ہیں۔ ان سے تذکرۃ الرشید، سوانح قاسمی، اشرف السوانح وغیرہ میں غلط باتیں منسوب کر دی گئی ہیں اور پھر علامہ ارشد القادری صاحب مدظلہ العالی نے کتب سوانح سے ایسی ہی عبارات نقل کی ہیں، جو اُن کے عقیدہ و مسلک کو ظاہر کرتی ہیں یا اُن کی عملی زندگی سے متعلق ہیں —— مصنف سیف حقانی پر لازم تھا کہ

اوّل تو وہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں دیئے گئے حوالوں کو غلط ثابت کرتا۔ اگر غلط ثابت نہ کر سکتا تو ان حوالوں میں کتر بیونت یا جوڑ توڑ ثابت کرتا۔

دوم یہ ثابت کرتا کہ مولانا ارشد القادری صاحب نے ان عبارات کو غلط معنیٰ پہنائے ہیں من مانے مفہوم اخذ کئے ہیں۔

سوم یہ ثابت کیا جاتا کہ اُن کا تقابلی نقشہ غلط ہے اور جو متضاد عبارات نقل کی گئی ہیں وہ معنیٰ و مفہوم کے لحاظ سے ایک ہی ہیں۔

لیکن بقائمی ہوش و حواس کوئی بھی شخص اس علامہ صاحب کی اس منطق کو کس طرح تسلیم کرے گا اور صرف اس ایک جملہ کو کس طرح زلزلہ و تبلیغی جماعت کا مدلل جواب قرار دیا جائے گا کہ

> "دیوبندیوں کی دشمنی میں یہ نرالا قاعدہ اختراع کیا ہے کہ کتب عقائد کا مقابلہ چند سوانحی خاکوں سے کیا ہے بھلا سوانحی خاکوں سے بھی عقائد بنا کرتے ہیں؟
> (سیف حقانی ص۵)

اس لایعنی بات سے مصنف جو علامہ بھی ہیں کی بے بسی بے بضاعتی واضح ہے۔ جناب مصنف صاحب! عقائد سوانحی خاکوں سے نہیں بنتے تو عقائد سے سوانحی خاکے تو بنتے ہیں جیسے جس کے عقائد ہوں گے ویسا ہی سوانحی خاکوں میں لکھا جائے گا لہٰذا جیسے اکابر دیوبند کے عقائد تھے ویسا ہی اُن کے سوانح نگاروں نے اُن کے سوانحی خاکوں میں لکھا ہے اور پھر مصنف نے امام اہل سنّت سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ و دیگر علماء اہل سنّت کی تصانیف سے جو کچھ لکھا ہے ان میں سے اکثر کون سا کتب عقائد سے لکھا ہے ان میں بھی زیادہ تر کتب مناقب و سوانح حیات و منظوم کلام سے ہے کتب عقائد سے نہیں ہے۔ مصنف میں اگر رتی بھر دیانت ہوتی تو وہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ یا دیگر علماء اہل سنّت کے خلاف کچھ لکھنے یا محض الزامات کی بوچھاڑ کرنے سے قبل اپنے اکابر کے سر سے بار ہلکا کرتا زلزلہ اور تبلیغی جماعت کے دلائل و حوالہ جات کا توڑ پیش کرتا اور پھر ہمارے عقائد پر تبصرہ کرتا۔ لیکن "علامہ" اتنی استعداد و قابلیت کہاں سے لائے۔ یہاں بھی علامہ ارشدُ القادری صاحب کی نقالی کا جذبہ کارفرما ہے جیسے انہیں لوگ علامہ کہتے ہیں اور ان کے نام گرامی کے ساتھ زلزلہ و تبلیغی جماعت پر علامہ ارشدُ القادری لکھا ہے ایسے مصنف نے بھی اپنے آپ کو "علامہ" کے ساتھ پیش کیا ہے تاکہ دنیا کو پتہ چل جائے کہ دیوبندیوں میں بھی ایک عدد علامہ ہے۔ ہمارا مقصد تلخی اور تیزی نہیں جواب دینا ہے ورنہ ہم مصنف سیف حقانی کی جملہ لن ترانیوں، عامیانہ پھبتیوں بے ڈھنگی نقالی کا پوری طرح پوسٹ مارٹم کر سکتے ہیں۔ مصنف نے علامہ ارشدُ القادری صاحب کو یہ بھی لکھا ہے "کتب عقائد سے عبارات نقل کر کے ..... ان کے مقابلہ میں کتب سوانح کے اقتباس پیش کئے ہیں اور پھر آسمان سر پہ اُٹھا لیا" اور یہ کہ کوئی پوچھے بھلے آدمی واویلا مچانے اور بدحواسی کا مظاہرہ کرنے کی کیا ضرورت لاحق ہوئی ہے۔ مولانا ارشد القادری نے تو دلائل

قائم کرکے آسمان سر پر اٹھایا ہوگا۔ لیکن آپ زبانی کلامی وہی خیالی اختراعی باتیں کرتے ہوئے شرم سے زمین میں کیوں نہیں گڑ جاتے۔ واویلا مچانے اور بدحواسی کا مظاہرہ کرنے کی بھی خوب کہی حالانکہ ہر سمجھدار یہ جانتا ہے کہ بدحواس واویلا نہیں کرتا۔ بدحواسی اور واویلا بھی متضاد چیزیں ہیں۔ الغرض سیف حقانی میں ایسی ہی لایعنی و بے معنی و متضاد باتیں ہیں۔ علامہ ارشد القادری صاحب کیا بدحواس ہوں گے یا واویلا کریں گے، انہوں نے تو اہل دیوبند کی اعتقادی بے راہ روی کی روح قبض کرلی اور ان پر دلائل کی دیوار کھڑی کردی ہے۔ اور اب اہل دیوبند پر بدحواسی چھائی ہوئی ہے اور "علامہ ایوان ناصر" واویلا کررہے ہیں۔ کتاب سیف حقانی پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ مصنف کو اردو زبان میں کتاب لکھنے کا شوق تھا۔ ایک ہی معنی کے متعدد الفاظ بیک وقت نقل کئے گئے۔ بے ربط و بے مقصد فقرے اور محاورے استعمال کئے گئے ہیں اور استعداد و قابلیت کا یہ عالم ہے عبارت صحیح لکھنے یا فقرہ یا محاورہ بنانے پر یہ علامہ قادر نہیں اور انداز بیان ایسا ہے جیسے کوئی مسخرہ واعظ اپنی ہوائی فائرنگ سے سادہ لوح عوام کو بے وقوف بنا رہا ہو۔ تھرکتی ہوئی طبیعت، مچلتی ہوئی زبان اور آوارہ قلم کے ساتھ سیف حقانی تحریر فرمائی گئی ہے۔ ہم اپنے جواب میں انشاء اللہ العزیز اُن ہی باتوں کا جواب دیں گے جو اس علامہ نے بحوالہ کتب اہل سنت نقل کی ہیں اور جو وہمی خیالی الزامات و اتہامات ہیں وہ اسکے نامہ اعمال میں شامل رہیں گے کل بروز قیامت داور محشر کے حضور جواب دینا ہوگا۔

فقیر محمد حسن علی الرضوی غفرلہ

مہتمم مدرسہ حنفیہ غوثیہ انوار رضا میلسی

مصنف کا علمی حدود اربعہ

مصنف "سیف حقانی" نے جس قدر ہولناک غلطیوں اور لفظی و معنوی تحریف کا ارتکاب کیا ہے، اس کا مکمل حال تو زیرِ نظر کتاب کے مفصل مطالعے سے معلوم ہوگا۔ قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے اس "علامہ" مصنف کی علمی استعداد و قابلیت کا ایک اجمالی خاکہ بطور مشتے نمونہ از خروارے پیش کرتے ہیں جس سے پتہ چلے گا کہ اس "علامہ" جاہل کو اردو کے عام الفاظ لکھنے اور فقرے بنانے کی بھی لیاقت نہیں مثلاً مصنف ص۹ پر بالاستیعاب کی بجائے بالاستیعاب اور ص۱۰ پر برِصغیر کی بجائے برے صغیر۔ ص۱۲ پر دردوں کی بجائے دروں کو ص۱۹ پر کل دار محشر کے سامنے کی بجائے دار محشر ہیں۔ ص۲۳ پر اہل یا مجاز۔ ص۲۹ پر کشف ضلال دیوبند کی بجائے کشف ضلالح دیوبند۔ ص۴۲ پر علاقہ کی جگہ علاقعہ۔ ص۴۸ پر امام شعرانی کی بجائے امام شعرافی۔ ص۶۳ پر ظاہرہ کی بجائے ظاہرا۔ ص۸۳ پر اساتذہ کی بجائے استاذہ۔ ص۹۱ پر تبری کی بجائے تبرا۔ ص۹۵ گاہ گاہے حتی کہ کی بجائے حتیکہ۔ ص۱۰۱ پر عیسیٰ علیہ السلام کی جگہ عیسا۔ ص۱۲۵ پر دعویٰ کی بجائے دعوہ۔ ص۱۳۲ پر مملکت کی بجائے ممکت ص۱۴۲ پر اعتراف واقرار کی بجائے اعترافا واقرار۔ ص۱۷۵ پر صواب کی بجائے ثواب لکھتا اور دھر گھسیٹتا ہے۔ اور صریح جہالت وحماقت کے اس زعم میں علامہ بنا بیٹھا ہے اور تعجب تو اس بات پر ہے کہ اپنی اس جہالت کے غرور و گھمنڈ میں سیدی اعلیٰحضرت فاضل بریلوی جیسے علم و فضل کے بادشاہ اور علماء و فقہاء عرب و عجم کے ممدوح پچاس مختلف علوم میں ایک ہزار سے زائد کتب کے مصنف مولانا شاہ احمد رضا خاں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تصانیف جلیلہ پر تنقید کر رہا ہے تو کہیں فاضلِ محقق علامہ ارشد القادری جیسے عظیم مصنف و رئیس التحریر کے منہ آ رہا ہے۔ اور قطعاً کوئی شرم و حیا محسوس نہیں کرتا۔

"خدام الدین" کے دل آزار تبصرے

اردو ہفت روزہ "خدام الدین" لاہور جیسے صلح کل اور بظاہر صلح و آشتی کا پیغام دینے

والے دیوبندی ہفت روزہ نے بھی اس جہالت افروز کتاب پر زوردار معاندانہ تبصرے شروع کر دیئے اور "خدام الدین" میں اشتہار آنے لگے۔ "خدام الدین" نے اپنی ۲۹ دسمبر ۱۹۶۵ء کی اشاعت میں صـ۲ پر لکھا

> سیف حقانی۔ مصنف علامہ محمد عمر قریشی
>
> "انگلستان کی فضاؤں میں بیٹھ کر اہل حق پر سب و شتم کرنے والے ارشد القادری نامی مصنف کی کتابوں "زلزلہ" اور "تبلیغی جماعت" کا مسکت و دندان شکن جواب علامہ محمد عمر قریشی نے اس کتاب میں دیا ہے۔ ارشد صاحب کی یہ کتابیں مغالطہ انگیزی میں اپنی مثال آپ ہیں جس سے امن عامہ شدید طور پر متاثر ہو رہا ہے۔ بعض نام نہاد ادارے اور جماعتیں ان خرافات کے مجموعوں کو مفت تقسیم کرکے صورتحال کو بری طرح بگاڑنے کی فکر میں ہیں اور کوئی عجب نہیں کہ ایک برطانوی تنظیم جس کے ارشد صاحب کرتا دھرتا ہیں یہ گل کھلا رہی ہو۔ بہر حال جواب آں غزل از بس ضروری تھا اور قریشی صاحب نے فرض کفایہ ادا کیا ہے۔ اہل حق کی محبت میں سرشار قلم سے یہ کتاب نکلی ہے پڑھیں اور حرز جاں بنائیں" (خدام الدین ۲۹ پـ۱۱)

اور ایک دوسری اشاعت میں لکھا

> سیف حقانی بجواب ارشد القادری ہندوستانی۔ احمد رضا خاں صاحب اور ان کے گروہ کی پوری داستان عجیب۔ از علامہ ابوالناصر محمد عمر صاحب قریشی کراچی۔ وغیرہ وغیرہ
>
> (خدام الدین ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۶۶ء صـ۲۳)

یہ ہے "خدام الدین"، جو جانشین دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری مولوی عبید اللہ انور صاحب امیر جمعیت العلماء اسلام صوبہ پنجاب مفتی گروپ کی زیر ادارت شائع ہوتا ہے۔ اور غالباً پاکستان میں جانشین دیوبندی شیخ العرب والعجم مولوی حسین احمد صدر مدرس دیوبند مفتی محمود صاحب اس کے رئیس التحریر ہیں۔ سیکڑوں لفظی و معنوی غلطیوں کے مرتکب کو علامہ کہہ رہے ہیں اس سے ادارہ "خدام الدین" کی جہالت و لاعلمی کا بھی پتہ چلتا ہے اور غصہ ہے کہ تھمتا نظر نہیں آرہا۔ کہیں ارشاد ہوتا ہے کہ انگلستان کی فضاؤں میں بیٹھ کر

سب وشتم کرنے والے ارشد القادری ــــ حالانکہ ارشد القادری صاحب مدظلہ نے زلزلہ و تبلیغی جماعت میں کوئی سب وشتم نہ کیا۔ اکابر دیوبند کے حوالہ جات نقل کئے ہیں جن کی تردید یا تاویل یا کوئی معقول جواب نہ "علامہ" محمد عمر کے بس میں، نہ صوبائی امیر عبید اللہ انور صاحب اور قائد جمعیۃ مفتی محمود صاحب جیسے رئیس التحریر کے بس کا روگ ہے اور پھر انگلستان کی فضاؤں میں بیٹھکر تو انہوں نے سب وشتم کیا تھا جن کو عبید اللہ انور صاحب "خدام الدین لاہور" کی ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں ص۱۵ پر

بگرامی خدمت محترم علامہ خالد محمود صاحب ایم اے، پی ایچ ڈی کہہ کر سپاس نامہ پیش کیا ہے، ان "محترم علامہ" نے بھی برادر شرافت و انسانیت اتار کر ایک غلیظ و پلید مجموعہ خرافات "دھماکہ" کے نام سے شائع کیا تھا جس کا پوسٹ مارٹم فقیر راقم الحروف کو "قہر خداوندی بر دھماکۂ دیوبندی" میں کرنا پڑا۔

آپ کا نہایت سادگی اور بھولے پن کے ساتھ یہ ارشاد کتنی بے خبریوں کا مظہر ہے کہ ارشد صاحب کی یہ کتابیں (زلزلہ و تبلیغی جماعت) مغالطہ انگیزی میں اپنی مثال آپ ہیں۔ وائے انصاف اس دور کی سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ جس کو یہ پتہ کہ ہم غلطی پر ہوں وہ بھی اڑتا ہے۔ کاش کہ مولوی عبید اللہ انور صاحب یا رئیس التحریر مفتی محمود صاحب دلائل اور سنجیدگی کے ساتھ یہ ثابت کرتے کہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں فلاں فلاں مغالطے ہیں ان کا یہ دعویٰ دلیل کے ساتھ کتنا اچھا لگتا۔ زلزلہ اور تبلیغی جماعت سے تو امن عامہ شدید طور پر متاثر ہو رہا ہے۔ حالانکہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں زیادہ سے زیادہ علماء دیوبند ہی کے خلاف لکھا گیا ہے اور وہ بھی ان کی اپنی کتابوں کے حوالوں سے۔ لیکن ادارہ خدام الدین کو کیا اس کا احساس نہیں کہ تقویت الایمان۔ صراط مستقیم۔ تحذیر الناس۔ براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان۔ فتاویٰ رشیدیہ۔ بہشتی زیور سے لے کر دھماکہ۔ سوانح اعلیٰحضرت۔ سیف رحمانی۔ سیف حقانی بریلی کا نیا دین سے بھی امن عامہ شدید طور پر متاثر ہو رہا ہے زلزلہ اور تبلیغی جماعت تو ان کا معمولی ردعمل ہے۔ یہ وہ کتب ہیں جن میں علمائے بریلی کے خلاف نہیں بلکہ انبیاء ورسل علیہم السلام اور محبوبان خدا حضرات اولیاء اللہ قدست اسرارہم کی شان ارفع و اعلیٰ میں

نہایت جسارت اور بے باکی کے ساتھ دریدہ دہنی کی گئی ہے اور ایسی کہ مخالفین و باغیان اسلام کی کتب میں بھی اس کی مثال نہیں ملتی۔ جس کی تفصیل حسام الحرمین، الکوکبۃ الشہابیہ، اطیب البیان وغیرہ میں ہے اور مختصراً ہم بھی عرض کریں گے۔ اہل دیوبند اگرچہ بحوالہ کتب اکابر دیوبندی ہو اپنے علماء کے متعلق تو حق بات بھی سننے کو تیار نہیں لیکن حضرات انبیاء و اولیاء (علیہم السلام و قدست اسرارہم) کی شان میں یہ لوگ جس طرح چاہیں بدزبانی کا مظاہرہ کرتے رہیں دوسروں کے احساسات کی انہیں کوئی پرواہ نہیں۔ انہیں تو اول و آخر اپنے اکابر کی عزت و ناموس کی فکر دامن گیر ہے۔ خدام الدین کے تبصرہ نگار کی زبان درازی ملاحظہ ہو زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا مدلل جواب ترین پڑا اُلٹا زلزلہ اور تبلیغی جماعت چھاپنے والے دینی اداروں اور جماعتوں کو بھی نام نہاد ہونے کا فتویٰ دے دیا اور زلزلہ و تبلیغی جماعت کو مجموعہ خرافات قرار دیا ہے۔ زلزلہ اور تبلیغی جماعت میں تو جو کچھ بھی ہے وہ آپ کے اکابر ہی کا ہے مجموعہ خرافات تو اکابر دیوبند کی وہ کتب ہیں جن سے زلزلہ و تبلیغی جماعت ترتیب دی گئیں۔ برطانیہ میں اہل سنت وجماعت کی جو عالمگیر تنظیم دی ورلڈ اسلامک مشن ہے اس کے صدر بھی بفضلہ تعالیٰ پاکستانی ہیں اور وہ وہی ہیں جن کو آپ اور آپ کی جماعت جمعیت علماء اسلام نے بھٹو صاحب کے مقابلہ میں وزارت عظمیٰ کا ووٹ دیا یعنی مولانا شاہ احمد نورانی قادری رضوی خلف خلیفہ اعلیٰحضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی قدس سرہ ......

اس طرح آپ نے برطانوی تنظیم کے مرکزی صدر کو ووٹ دیکر خود کو برطانوی تنظیم کے نمائندہ کا حامی ثابت کیا۔

اور پھر برطانیہ میں آپ کی بھی تو ایک تنظیم انجمن خدام التوحید والسنۃ برمنگھم میں ہے شاید یہ برطانوی تنظیم پاکستان میں فتنہ و انتشار کے گل کھلا رہی ہے۔

آپ نے اپنے تبصرہ میں یہ لکھ کر سیف حقانی کی تمام ذمہ داری قبول کر لی ہے کہ "قریشی صاحب نے فرض کفایہ ادا کیا ہے۔" گویا اب آپ تمام حضرات کی طرف سے فرض ادا ہو گیا۔ اس کے جاہلانہ مندرجات اور بازاری خرافات میں اس طرح آپ بھی حصہ دار بن گئے۔ اس جاہل مصنف کو آپ نے علامہ قرار دیا اس کی ناپاک کتاب کو حرز جان بنانے کا دیوبندی قوم کو

مشورہ دیا سنگے ہاتھوں آپ نے اپنا تعارف بھی کرا دیا۔ ہم آپ کے مشکور ہیں۔

قارئین کرام! دیانتداری کے ساتھ دیوبندی قوم کے علاموں کی حالت زار ملاحظہ فرمائیں اور ایسوں کو علامہ کی ڈگری دینے والے جانشین شیخ التفسیر وں و رئیس التحریروں کی پی شخصیتوں کا اندازہ بھی لگائیں۔ جن کو املا لکھنے کی بھی تمیز نہیں وہ ان کے نزدیک علامہ ہیں۔ جہالت و حماقت کی یہ باتیں، انہی تک محدود نہیں۔ دیوبندی حکیم الامت جناب تھانوی صاحب کو بھی اپنی اور اپنی دیوبندی قوم کی جہالت وحماقت اور بے وقوفی کا اعتراف ہے ملاحظہ ہو

دیوبندی حکیم الامت کا اعتراف

فرماتے ہیں:

* چھنٹ چھنٹ کر تمام احمق میرے حصے میں آگئے (الافاضات الیومیہ جلد ۱ صفحہ ۲۳)

* میں بھی بے وقوف ہوں مثل ٹھ ٹھ کے۔ (الافاضات الیومیہ جلد ۱ صفحہ ۲۲)

جب حکیم الامت صاحب کو اپنی دیوبندی قوم کی حماقت اور اپنی بے وقوفی کا اعتراف ہے تو پھر "علامہ" ایوان مر صاحب مصنف سیف حقانی کی کیا شکایت جو بزر صغیر کو برے صغیر لکھے اور اساتذہ کو استاذہ تحریر کرے اور کیوں نہ ہو کہ مصنف کے حضرت شیخ العرب والعجم (حسین احمد) صدر دیوبند نے بھی الشہاب الثاقب میں صفحہ ۹۸ و صفحہ ۹۹ پر حضرت شاہ حمزہ کی بجائے دو جگہ شاہ ہمزہ شاہ ہمزہ لکھا ہے۔

چھوٹے میاں چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ

مصنف سیف حقانی کی دھوکہ منڈی

ناظرین کرام! مصنف سیف حقانی کی شخصیت کے اس مختصر سے تعارف کے بعد اس کے ہیر پھیر کا مشاہدہ کریں۔ مصنف کی چار سو بیس ملاحظہ ہو۔ سیف حقانی اس بات کی شہادت دے گی۔ اس کا مصنف جب چاہتا بے دردی سے بے دریغ الزام عائد کر دیتا ہے بکثرت مقام ایسے ہیں جہاں مصنف نے اپنے دعویٰ کی دلیل پیش نہیں کی الزام کا ثبوت نہیں اور بکثرت مقام ایسے ہیں جہاں مصنف الزام عائد کرنے کے بعد ثبوت کی بجگہ لکھتا ہے۔

* — اس پر ہم آگے چل کر بات کریں گے صفحہ

* — یہ ہم کسی اور عنوان کے تحت بتائیں گے (ص۸)
* — کسی دوسرے عنوان کے تحت ہم نے اس بات کو دلائل اور وضاحت سے بیان کیا ہے۔ (ص۱۱)
* — ہم اگلے صفحات ...... پر نقل کریں گے۔ (ص۱۳)

الغرض الزام پر الزام لگاتا چلا گیا اور ثبوت کی بجائے ارشاد فرماتے رہے آگے چل کر بتائیں گے، کسی دوسرے عنوان کے تحت بیان کریں گے۔ الغرض بکثرت مقام ایسے ہیں جہاں اپنے قائم کردہ الزامات کے ثبوت میں حوالہ ادھار کر لیا ہے۔ اور جب ہم حوالوں کی تلاش میں کتاب سیف حقانی دیکھتے دیکھتے آگے پہنچے تو پتہ چلا جناب "علامہ" پیچھے حوالہ دے آئے ہیں پیچھے مدلل بیان کر آئے ہیں۔ بکثرت مقام ایسے ہیں آگے پہنچ کر پیچھے کا نام لے دیا۔ مثلاً

* — ہم پچھلے اوراق میں نقل کر آئے ہیں (ص۱۳۸)
* — حوالے سب گزر چکے ہیں (ص۱۳۶)
* — پچھلے باب میں نقل کر آئے ہیں (ص۱۳۸)

کہتے ہیں کہ ایک مصنف سیف حقانی کی طرح کا چار سو بیس آدمی کسی حلوائی کی دوکان پر گیا اور ارشاد فرمایا لڈو کیا بھاؤ ہیں دوکاندار نے کہا دس روپے سیر، فرمایا ایک سیر دیدو، دوکاندار نے ایک سیر لڈو تول کر لفافہ میں بند کر کے دیدیے، پھر دریافت فرمایا جناب جلیبیاں کیا بھاؤ ہیں۔ دوکاندار نے کہا وہ بھی دس روپے سیر ہیں۔ حضرت نے ارشاد فرمایا تو پھر لڈو واپس رکھ لو اور جلیبیاں دیدو۔ دوکاندار نے ایک سیر جلیبیاں تول کر دیدیں اور جناب بغیر رقم ادا کیے جلیبیاں لے کر چل پڑے، دوکاندار نے کہا قریشی صاحب پیسے تو دیتے جاؤ فرمایا پیسے کیسے؟ دوکاندار نے عرض کیا حضرت جلیبیوں کے پیسے فرمایا جلیبیاں تو لڈو کے بدلہ میں لی ہیں۔ دوکاندار نے عرض کیا تو پھر لڈو کے پیسے عنایت فرمائیں۔ ارشاد فرمایا، لڈو تو واپس کر دیئے ——— گویا حضرت نے نہ لڈو کے پیسے دیئے اور نہ جلیبیوں کے اور چلتے ہوئے۔ یہی حال سیف حقانی کے "علامہ" مصنف کا ہے۔ بے حیائی سے آنکھیں بند کر کے الزامات عائد کرتا رہا ہے۔ ابتدائی اوراق میں آگے کا نام لے دیا اور

آگے بیچکر پیچھے کا نام دے دیا۔

دیوبندی فریب گردہ

سیف حقانی کے جاہل علامہ نے مختلف النوع جعلسازیوں کا ارتکاب کیا بلکہ جعلسازی میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا ہے۔ آجتک یہ تو ہوا ہے کہ عاقبت نااندیش مصنفین اپنے مدمقابل کے دلائل سے عاجز آکر حوالہ جات میں جوڑ توڑ کر لیتے ہیں لیکن مصنف سیف حقانی کا مقام ان سے بھی بلند ہے۔ اس نے الزام اپنی زبان سے لگایا اور ثبوت اپنے گھر سے دیا ہے۔ کیا یہی زلزلہ اور تبلیغی جماعت کا جواب ہے؟ جی ہاں مدلل جواب اور دندان شکن جواب۔ دنیا جانتی ہے کہ مولوی ریحان الدین قاسمی، پروفیسر روحی، عبدالکریم شورش مدیر چٹان اور ظفر علی خاں دیوبندی وہابی مکتب فکر کے حامل ہیں۔ مصنف نے ان اور ان جیسے دوسرے متعدد حضرات کے حوالے سے اپنا مدعا ثابت کیا ہے۔ مثلاً

سیف حقانی ص۱۹ پر سیدی حجۃ الاسلام امام الاولیا، حضرت مولینا شاہ مفتی محمد حامد رضا خاں صاحب قادری رضوی بریلوی قدس سرہ العزیز کے خلاف بہارستان ظفر علی خاں سے ایک نظم نقل کی ہے۔

ص۴۲ پر امام المناظرین شیر بیشۂ اہل سنت مولانا ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی پیلی بھیتی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ایک درود کا حوالہ "بریلی کا دین" مصنفہ مولانا ریحان الدین قاسمی دیوبندی سے نقل کیا ہے۔

ص۱۰۴ پر انگریز دوستی کا ایک حوالہ دیوبندیت وہابیت کے جدید وکیل آغا عبدالکریم شورش سے نقل کیا ہے۔

ص۱۶۳ و ص۱۲۹ پر حکم تکفیر سے متعلق ایک حوالہ اپنے دیوبندی وہابی پروفیسر روحی صاحب سے نقل کیا ہے۔

یہ ہے "علامہ" مصنف کے حوالہ و دلائل کی حقیقت۔ الزام اپنی زبان سے ثبوت اپنے گھر سے اور بجواب زلزلہ و تبلیغی جماعت لکھ کر مصنف بن بیٹھے۔ بتائیے یہ کیا جواب ہے؟

سبب تالیف سیفِ حقانی

سیفِ حقانی کا سبب تالیف کیا ہے وہ مصنف نے بڑی رازداری کے ساتھ خود ہی بتا دیا فرماتے ہیں:

> اس (نئی) نسل کو ژالہ و تبلیغی جماعت جیسی لغو و بیہودہ کتب دین و رجال دین دونوں سے اور بھی دُور جا رہی ہے و متنفر کر رہی ہیں۔ دیوبند دشمنی میں نسل نو کے سامنے دین کے نام پر ایسا جدل لٹریچر کہ جس سے اہل دین کی رسوائی ہو دین دشمنی کے مترادف ہے آپ (یعنی اہل سنت) اور یہ بات ہمیں (دیوبندیوں کو) بھی کہہ سکتے ہیں لیکن بھیا یہ مظلوم کی آہ ہے کہ پون صدی آپ ہمارے اکابرین کے ساتھ بلا وجہ اسی قسم کا ناروا سلوک کرتے چلے آرہے ہیں۔ ان کی رواداری، چشم پوشی و سیع القلبی تمہاری اصلاح نہ کر سکی تو ہم صرف اتنا عرض کئے دیتے ہیں کہ شیشہ کے گھر میں بیٹھ کر اگر کلوخ اندازی کرو گے تو پھر پتھر بھی پڑیں گے ہم نے جو کچھ لکھا ہے اس کے لئے آپ ہی نے تو ہمیں مجبور کیا ہے۔ آپ اپنی روش بدل دیں گے تو ہماری طرف سے یعنی دیوبندی حلقے کی طرف سے پہل نہ کبھی ہوئی ہے نہ آئندہ اس کا کوئی سوال ہے ".....الخ
>
> (سیف حقانی ص۱۳۹، ص۱۴۰)

اہل علم و انصاف پسند قارئین کرام! غور فرمائیں مصنف سیفِ حقانی نے اپنی اس مایہ ناز تالیف کی غرض و غایت خود ہی بڑی صفائی سے بیان کر دی۔ خط کشیدہ عبارت ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں۔" آپ ہمارے اکابرین کے ساتھ بلا وجہ اسی (سیف حقانی کی) قسم کا ناروا سلوک کرتے چلے آرہے ہیں" مقصد یہ کہ سیف حقانی بدلہ لینے کے لئے ایک جذباتی انداز میں لکھی گئی ہے اور اسمیں جو ص۳۱ پر تمغہ انگریز، ص۳۴ پر خدا کی توہین، ص۳۶ پر قرآن کی توہین ص۴۰ پر توہین رسول، ص۴۵ پر گستاخانہ کفریہ جسارتیں، ص۵۶ پر انکار شفاعت، ص۶۰ پر خدا کی خدائی اور رسول کی ختم نبوت کا انکار۔ ص۹۰ رفض نوازیوں کے جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ حقیقت نہیں ہیں اور فی الواقعہ بریلویوں کے ایسے عقیدے نہیں ہیں جیسے سیف حقانی میں نقل کئے گئے ہیں بلکہ سیف حقانی میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ صرف اور صرف اس

سے ڈیڑھ سو برس سے آپ (یعنی سنی بریلوی) ہمارے (دیوبندی) اکابرین کے ساتھ بلاوجہ اسی (سیف حقانی قسم) کا سلوک کرتے چلے آرہے ہیں۔ اس لئے سیف حقانی میں سب کچھ بدلہ لینے کے لئے لکھا گیا ہے۔ پس جذبۂ انتقام کارفرما ہے اور کچھ نہیں۔

ہم پوچھتے ہیں کہ مصنف کون سے ضابطہ شریعت کے اعتبار سے بدلے رہا ہے! اور پھر مصنف کو یہ کیسے معلوم ہوگیا کہ ہم آپکے اکابر سے "بلاوجہ" ناروا سلوک کرتے چلے آرہے ہیں۔ "علامہ" صاحب کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تقویۃ الایمان۔ صراط مستقیم۔ تحذیرالناس براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان۔ فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ کتب چھپی ہوئی ہیں چھپی ہوئی نہیں ہیں۔ ہم اگر پون صدی سے آپ کے اکابر کے ساتھ ناروا سلوک کر رہے ہیں تو آپ کے اکابر گذشتہ ایک صدی سے شان الوہیت و رسالت میں شدید ترین بے ادبیوں گستاخیوں کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ کیا آپ کو اس کا کچھ پاس و لحاظ نہیں ہے ؟

فرضی کتابیں اور فرضی حوالے

بلاشبہ ضد و عناد کا مرض بہت ہی بُرا مرض ہے جذبۂ انتقام آدمی کو اندھا کر دیتا ہے۔ سنی بریلوی دیوبندی مذہبی اختلافات سے ادنیٰ واقفیت رکھنے والا بخوبی جانتا ہے کہ یہ ضد اور جذبۂ انتقام ہی تھا کہ مصنف سیف حقانی کے "حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مدنی" نے جذبۂ انتقام اور ضد و عناد سے مجبور ہو کر اپنی الشہاب الثاقب میں سیدنا اعلیٰحضرت امام اہل سنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جدِ طریقت سیدی حضرت شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ "خزینۃ الاولیاء" اور جدِ امجد امام العارفین سیدی مولانا شاہ رضا علی خانصاحب علیہ الرحمۃ کے ذمہ "ہدایۃ الاسلام" نامی فرضی کتابیں لگا کر فرضی مطبوعہ کانپور و صبح صادق سیتاپور تک لکھ دیا تھا۔ حالانکہ خزینۃ الاولیاء اور ہدایۃ الاسلام نامی کتابوں کا دنیا میں کوئی وجود ہی نہیں۔ اگر صدر دیوبند کی ذریت میں جراٴت ہے تو دکھائے اور اپنی صداقت کا لوہا منوائے ورنہ اہل حق پر افتراء سے باز آئے۔

اب تو کہنا یہ ہے کہ سیف حقانی کے مصنف نے بھی اپنے شیخ العرب والعجم صدر دیوبند "مدنی" صاحب کی اتباع میں فرضی حوالے بکثرت دیئے اور اکثر حوالوں کا حلیہ بگاڑ کر نقل کئے ہیں

جس سے عبارات کے الفاظ و مفہوم سب کچھ بدل جاتا ہے۔ مثلاً ص۸۴ پر سیدنا اعلیٰحضرت پر افتراء کیا کہ "قرآن و حدیث کے خلاف بزرگوں کے قول کو حجت پکڑنا جائز ہے" حالانکہ حسام الحرمین، فتاویٰ افریقہ، احکام شریعت میں کسی جگہ یہ عبارت نہیں ہے۔

اسی صفحہ پر شیر بیشہ اہل سنت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ لگایا "ہم محمد کے بندے ہیں محمد کی عبادت"..... الخ حضرت شیر بیشہ اہل سنت قدس سرہٗ کی کسی کتاب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا لفظ موجود نہیں۔

ص۹۶ پر حضرت مولانا شیر بیشہ اہل سنت علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ بھی لگایا "ہم خدا کی بندگی کے لئے نہیں پیدا کئے گئے بلکہ رسول اللہ کی بندگی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں" اور حوالے کے لئے لکھ دیا از مقامع الحدید علی الکذاب العنید۔ حالانکہ نہ آپ کی اس نام سے کوئی کتاب ہے اور نہ ہی کسی اور کتاب میں یہ عبارت موجود ہے۔ عبارت کے الفاظ ہی بتا رہے ہیں کہ یہ شیر بیشہ اہل سنت کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے نہیں حضرت مولانا نام پاک محمد سے پہلے القاب اور آخر میں درود شریف ضرور لکھتے ہیں ہرگز ہرگز ترک نہیں فرماتے، حوالہ فرضی کتاب کا ہے۔

اور تو اور بغیر حوالہ و ثبوت کے علماء اہل سنت کے ذمہ یہ بھی لگایا کہ ان کا عقیدہ ہے

بنا دیتا ہے سلطاں آپ سا جس پر عنایت ہو
خدا سے کم نہیں عز و جلال اس دین کے سلطان کا ص۹۹

مگر حوالہ موجود ہی نہیں، بھلا یہ کہاں کی شرافت ہے کہ کسی مراثی کا شعر لے کر علماء اہل سنت کے ذمہ لگا دیا جائے۔

ص۹۲ پر علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رضوی علیہ الرحمۃ کے ذمہ یہ لگایا کہ "ہر حنفی اہل سنت والجماعت کو لازم ہے کہ مندرجہ بالا افعال سے متفق ہو کر ان پر عمل پیرا ہو یعنی ننگے سر سیاہ پوش ہو کر ہاتھ میں علم لیکر اقسام اقسام کے مرثیے پڑھے واویلا کرے اور خوب منہ پیٹے اور سر پیٹے اور چلا چلا کر روئے اور ماتم کرے اور تعزیہ نکالے" حوالہ کی جگہ لکھ دیا کہ نقل اشتہار محرم الحرام ۱۳۵۲ھ ۔ "اوراق غم" مصنف نے نقل اشتہار محرم الحرام

سنہ ۵۳ء کا حوالہ دیا ہے۔ حالانکہ محرم الحرام سے سن عیسوی کا کیا تعلق۔ کیا محرم بھی عیسوی سن کا مہینہ ہے۔؟ اگر اس سے اس کی مراد سن سنہ ۵۳ء کا محرم الحرام ہے تو سنہ ۱۹۵۳ء کے محرم الحرام میں تو مولانا ابوالحسنات قادری تحریک تحفظ ختم نبوت کی قیادت فرماتے ہوئے سول نافرمانی کے جرم میں سکھر جیل میں تھے۔ سکھر جیل سے مولانا نے کس طرح اشتہار شائع فرما دیا۔ اور اگر مصنف کی مراد سنہ ۵۳ھ ہجری ہے تو آج سے ۴۵ سال پہلے نہ مولانا لاہور میں تھے نہ مسجد وزیر خاں کے خطیب تھے کیونکہ مصنف نے اشتہار کے حوالہ کے ساتھ انہیں خطیب مسجد وزیر خاں بھی لکھا ہے اور موصوف کو مفتی اور پنجاب بھی لکھا ہے حالانکہ اور پنجاب میں نہیں اور تو خود ریاست ہے۔ ثابت ہوا یہ اشتہار فرضی ہے۔ مولانا کی طرف اسی طرح غلط منسوب کیا گیا ہے جس طرح حسین احمد صدر دیوبند نے خزینۃ الاولیاء اور ہدایۃ الاسلام کی فرضی کتابیں سرکار اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے اکابر کرام کے ذمہ لگائی تھیں۔ اورٌ اوراق غم میں یہ ہے ہی نہیں۔

صفحہ ۱۰۲ پر لکھا ہے۔ "خدا کے ساتھ نبی بھی عالم الغیب ہے" اس کا بھی قطعاً کوئی حوالہ نہیں ہے۔

صفحہ ۳۴ پر الامن والعلی کے حوالے سے لکھا ہے "اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں" حالانکہ الامن والعلی میں کہیں بھی ایسا نہیں ہے۔

قارئین کرام! یہیں سے سیف حقانی کی حیثیت کا اندازہ لگا سکتے اور اس کے مصنف کی دیانت وامانت کا پتہ چلا سکتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب فرضی کتابوں کے فرضی حوالوں پر مشتمل ہے یا پھر اپنے گھر کے حوالوں پر انحصار کیا ہے۔ یعنی ہمارے خلاف اپنے گھر سے شہادت پیش کی ہے۔

اکابر کا خلاف

قارئین کرام و منصف مزاج حضرات کے لئے یہ بات خالی از دلچسپی نہ ہوگی اور ناظرین کے لئے موجب حیرت ہوگی کہ سیف حقانی کے مصنف نے اپنی یہ کتاب اپنے اکابرین دیوبند کے طریقہ کے خلاف تحریر فرمائی ہے۔ یہ بات بھی اس نے خود ہی کھول دی ہے وہ خود بعنوان معذرت کے ساتھ

ص۴ پر لکھتا ہے :

"اگرچہ ہمارے اکابرین کثر اللہ سوادھم کا طریق اپنے مخالفین (علماء اہل سنت) کے بارے میں بڑا نرم اور سنجیدہ رہا ہے اور ہمیشہ اعتدال و میانہ روی جو طریق صواب بھی ہے اور طریق سلف بھی کے پابند رہے ہیں...... بہر حال ہمارے اکابرین اگر اپنے معیار بلند سے ہمیں فروتر پائیں تو ہمیں معاف فرمائیں...... اگر کہیں بے احتیاطی نظر آئے یا ضبط کا دامن چھوٹ جائے تو ہمیں مطعون کرنے کی بجائے"... الخ ص۴

ایک دوسری جگہ یوں لکھتا ہے :

"پھر از منہ طالب علمی جب یاد کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ لائق صد احترام اساتذہ میں سے کسی نے بھی تو دوران اسباق میں بریلوی مکتب فکر سے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ قیام ملتان کے زمانہ میں طلباء مدرسہ قاسم العلوم بعد از عصر قلعہ پر چلے جاتے تھے نماز مغرب کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا کہ قلعہ کی جملہ مساجد کے ائمہ بدعتی ہیں نماز باجماعت ترک کر دی جائے معاملہ استاذی مفتی محمود صاحب تک پہنچا۔ آپ نے فرمایا۔ باجماعت نماز ادا کرو۔ اگرچہ امام بدعتی بھی ہو۔ طلباء نے حجت کی۔ بحث چل پڑی۔ مفتی صاحب نے اس حدیث اور اس کی سند پر بہترین بحث فرمائی صلوا خلف کل بر و فاجر۔ کسی نے کہا حضرت یہ فاجر نہیں مشرک ہیں۔ بس پھر کیا تھا جلال میں مفتی صاحب نے فرمایا کہ کیا دین تم اس لئے پڑھتے ہو کہ مخلوق خدا کو کفر و شرک کی تلوار سے ذبح کرتے پھرو تم رب کی جنت کے ٹھیکیدار ہو۔ میرے اکابرین (دیوبند) نے اس فرقہ (اہل سنت) پر کوئی فتویٰ فسق کے علاوہ نہیں دیا۔ میرا بھی یہی فتویٰ ہے"

(سیف حقانی ص۲۸)

قارئین کرام : غور سے ملاحظہ فرمائیں اور دیکھیں "علامہ" صاحب کی سیف حقانی ص۴ پر تحفظ انگریز۔ ص۳۶ پر توہین قرآن۔ ص۴۱ پر خدا کی توہین۔ ص۸۰ پر توہین رسول وغیرہ کے ناپاک الزام غلط اور سراسر مبنی بر بغض و عناد ہیں یا نہیں، مفتی محمود صاحب خود اور بقول مفتی صاحب اکابرین دیوبند ہمیں مسلمان سمجھتے ہیں ہماری اقتدا میں نمازیں ادا کرنے

کی تنقیص کرتے ہیں اور شرک وکفر کا فتویٰ دینے والوں پر جلال آجاتا ہے۔ کیا مصنف سیف حقانی نے مذکورہ بالا قسم کے الزامات لگا کر اپنے اکابر و اساتذہ کا خلاف نہ کیا۔ مصنف کی اس تحریر سے یہ واضح ہوا کہ سیف حقانی اکابر دیوبند کے طریقہ سے ہٹ کر لکھی گئی ہے۔

اب اس بھلے آدمی سے کون پوچھے کہ جناب "علامہ" جب آپ خود ہی اپنے اکابر کا خلاف کرتے ہیں تو دوسرا کون ان کی بات مانے گا؟

سیف حقانی

کے مصنف نے اپنی کتاب کو اگرچہ دس ابواب میں بند کیا ہے اور ہر باب کو علیحدہ علیحدہ عنوان دیا ہے، مگر کتاب کو از اول تا آخر دیکھتے چلے جاؤ کچھ وہی پکی پکائی اور تقریباً ہر باب میں تکفیر اور اپنے آقا انگریز کا رونا رویا ہے۔ ایک ہی بات کو بے مقصد و بے ڈھنگی لفاظی کے سانچے میں ڈھال کر متعدد مقامات پر نقل کیا۔ بہر حال اس نے عمومی طور پر اپنی جملہ خرافات کو دس ابواب میں بند کیا ہے۔ ہم اس کے جملہ ابواب میں بکھرے ہوئے الزامات کو چن کر صرف پانچ ابواب میں جواب عرض کریں گے۔ اور جس قدر بھی اس نے حوالہ جات و دلائل نقل کئے ہیں ان کا لازمی طور پر جواب دیں گے اور جو بازاری گالیاں بے ہودہ الزامات، مسخرانہ خرافات ہیں ان کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں۔

باب اوّل

انگریز پرستی

مصنف نے سب سے پہلے اپنے آقا انگریز کو یاد کیا ہے. علماء اہل سنّت پر الزامات کے بہانے اپنے فرنگی مُربّی و سرپرست کے نام کا وظیفہ جپا ہے. کیوں نہ ہو اپنی سرکار برٹش کے احسانات عظمٰی تو یہ قیامِ قیامت تک نہیں بھول سکتے. سرکار نے ان کو جن نازبرداریوں کے ساتھ پالا تھا یہ اسی کا حق نمک ہے. لہٰذا مصنف نے صفحہ پر یہ زوردار سرخی جمائی ہے

علمبرداران تثلیث کی عیاری

اس عنوان کے تحت مصنف نے بلا دلیل و ثبوت ایک وہمی خیالی کہانی اس انداز سے پیش کی کہ جیسے مصنف انگریزی حکومت کا پالیسی ساز یا مشیر خصوصی تھا کہ انگریز نے یوں کیا یوں کیا ایسی بات تو کوئی بندۂ بارگاہ و مقرب خصوصی ہی بتا سکتا ہے. جملہ خرافات اپنی جگہ لیکن یہ بات ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ انگریز نے سوچا

> "اب عیسائیت کے وہی مشرکانہ عقائد اسلام کے نام پر چند نوکر پیشہ زرخرید ملّاؤں کے ذریعہ رسول عربی سے محبت کی آڑ میں پھیلاؤ" (سیف حقانی صلا)

کیا کوئی مسلمان رسول عربی سرکار مدنی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کامل محبت کے بعد عیسائیت کو اپنا سکتا ہے. حالانکہ معاملہ اس کے برعکس ہے جس قوم کو اس کے مذہب سے برگشتہ کرنا ہوتا ہے اُس مذہب کے بانی کی عزت و عظمت اس کے دل سے تلف کی جاتی ہے کیونکہ مذہب کے بانی کا احترام نہ رہا تو اُس کے مذہب کا احترام کیا خاک رہے گا لیکن یہ عجیب بے تکی پالیسی تھی کہ انگریز نے اسلام کو عیسائیت میں بدلنے کے لئے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و عظمت مسلمانوں کے قلوب میں جمانے کا اہتمام کیا.

اس دیوبندی کھوپڑی کی اس الٹی منطق کو کون تسلیم کرے گا۔

مارہرہ شریف اور بدایوں

بے خبر و لاعلم مصنف نے اپنے اکابر کے احوال سے عدم واقفیت کے باعث بہر عنوان دل کی بھڑاس نکالنے کے لئے صلا پر بلا دلیل و ثبوت یہ بھی لکھا ہے:

> "گدی نشینان مارہرہ انگریز بہادر کے وظیفہ خوار تھے خود اس آلۂ کار فرقہ کے پیش رو یعنی اپنے قبلہ فضل رسول بدایونی مولوی محمد صادق آنریری مجسٹریٹ جو بانیان تحریک میں سے بڑی خوبیوں اور شہرتوں کے مالک ہیں انگریز بہادر تو اللہ نظر بد سے بچائے ایسا گرویدہ ہوا کہ چار پشتوں تک آپ کے بعد آپ کی اولاد کے عشق میں مبتلا رہا۔" (صلا)

دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے سچ کہا ہے کہ

> "جو کسی کو نہ سوجھتی تھی وہ ہم ۔۔۔۔ کو سوجھتی تھی" (الافاضات الیومیہ جلد ۴ صلا)

تو مصنف سیف حقانی اس حکیم الامت صاحب کے بیمار ہیں ان کو ایسی ہی سوجھے گی جو کسی کو نہ سوجھی ہو اور پھر جہالت و عدم واقفیت کا یہ عالم ہے کہ گھر کی خبر نہیں۔ آستانہ عالیہ قادریہ مارہرہ شریف وہ عظیم آستانہ ہے جس کے گدی نشین زبدۃ العارفین سیدی حضرت شاہ حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب یوں لکھتے ہیں اور رحمۃ اللہ علیہ و مرحوم لکھ کر انکی بزرگی و ولایت کا اقرار کرتے ہیں

> "مجدد صاحب (اعلیحضرت فاضل بریلوی) کے دادا پیر حضرت شاہ حمزہ صاحب مرحوم و مغفور مارہروی" (الشہاب الثاقب صلا)

> "جناب شاہ حمزہ رحمۃ اللہ علیہ" (الشہاب الثاقب صلا)

مشہور دیوبندی کتاب "دھماکہ" صلا پر لکھا ہے:

> "مولانا احمد رضا خاں نے مارہرہ کے نامور بزرگ شاہ آل رسول سے ۱۲۹۴ھ میں بیعت کی" (دھماکہ صلا)

اور خوشانوادہ قادریت مخدوم العلماء اہل سنت مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ وہ ہیں جن کے متعلق بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کے تاثرات

ملاحظہ ہوں :

"سیدنا الامام الکبیر خواجہ تشریف فرماتے کسی مجلس میں مولوی فضل رسول صاحب بدایونی کا ذکر چھڑ گیا...... میری زبان (یعنی امیر شاہ خاں کی زبان) سے، بجائے فضل رسول (بضاد منجمہ) فصل رسول (بصاد مہملہ) نکل گیا، گویا ایک نقطہ کو فضل کے لفظ سے ساقط کرکے امیر شاہ خانصاحب مولوی صاحب کو ایک ایسی ہستی قرار دے رہے تھے جو رسول کی امت کو رسول کی راہ اور سنت سے جدا کرنے میں معاون ثابت ہو رہی ہے ظاہر ہے کہ تقریباً یہ وہی خیال تھا جو دیوبند کی جماعت مولوی (فضل رسول) صاحب کے متعلق رکھتی ہے ان پر الزام ہی یہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی جگہ بدعت کی ترویج سے دلچسپی رکھتے ہیں شاید خانصاحب سمجھے ہوئے تھے کہ ایک نقطہ کے رد و بدل سے جو نکتہ میں نے پیدا کیا ہے وہ سیدنا امام الکبیر (نانوتوی صاحب) کی خوشنودی کا باعث ہوگا لیکن بالکل خلاف توقع وہ سن رہے تھے کہ حضرت والا ان سے پوچھ رہے ہیں کہ لوگ ان کو (مولوی فضل رسول کو) کیا کہتے ہیں، خانصاحب نے عرض کیا کہ فضل رسول کہتے ہیں، تب آپ (مولانا نانوتوی) نے فرمایا..... تم فصل رسول کیوں کہتے ہو؟" (ارواح ثلثہ صـ۲۰۲ حکایت نمبر ۲۴۸ و سوانح قاسمی جلد اول صـ۴۲۲)

آج صدر مدرسہ دیوبند حسین احمد صاحب اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب ہوتے تو اپنے اس نالائق فرزند کی حیا باختہ باتوں پر نوحہ کناں ہوتے کہ اس نے شرافت اور آداب انسانیت کو بالا طاق رکھکر مارہرہ مطہرہ کے گدی نشینوں اور پیکر عشق رسول مولانا شاہ فضل رسول علیہ الرحمۃ کو کس بے دردی سے (معاذ اللہ) انگریز کا وظیفہ خوار وغیرہ قرار دیا۔ اور حیا کی آنکھ پر پٹی باندھکر قطعاً کوئی حوالہ ثبوت میں پیش تک نہ کیا۔

مصنف نے یہی الزام "لارڈ میکالے کے بقیہ اصول" کے زیر عنوان صـ۱۲۱ پر دھرایا ہے اور اپنے اس ناپاک الزام کے ثبوت میں دیوبندی طائفہ کے ماڈرن محافظ آغا عبد الکریم شورش کاشمیری کو پیش کیا ہے، گویا الزام بھی اپنا اور ثبوت بھی اپنے گھر سے۔ لکھتا ہے :

"محترم آغا عبدالکریم شورش صاحب ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے جس میں آپ نے برٹش لائبریری لندن کے حوالے سے گورنمنٹ کی اُن خفیہ رپورٹوں کی نشاندہی فرمائی ہے جس میں اس خانوادے کے باوا آدم رضا خاں صاحب اور اُن کے پیش رو فضل رسول بدایونی پھر اُن کے معاصرین ہم مشرب مذہب فروشوں کے اسمار گرامی گورنمنٹ کے آلۂ کار کی حیثیت سے درج ہیں۔" (سیف حقانی ص۱۰۲)

آواز تو بہت زوردار ہے مگر ثبوت موجود ہی نہیں

۱۔ "چٹان" کا وہ کونسا پرچہ ہے شمارہ نمبر و تاریخ اور بعینہ الفاظ کیا ہیں یہ کچھ موجود نہیں بس اتنا ہے ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے۔ مصنف نے ایڈیٹر چٹان کا پرچہ لکھا ہے چٹان کا پرچہ نہیں لکھا۔ ممکن ہے کہ شورش صاحب نے کوئی پرچہ ان کو لکھدیا ہو تاکہ سند رہے اور بوقت ضرورت کام آوے۔ اگر پرچہ سے مراد ہفت روزہ "چٹان" ہی مراد ہے تو یہ چٹان کونسا پارہ ہے؟ کیونکہ مصنف خود عارف باللہ سیدی حضرت شیخ محمد صاحب علیہ الرحمۃ کی تالیف "سبع سنابل شریف" پر اعتراض کرتا ہوا ص۷۷ پر تمسخرانہ انداز میں لکھتا ہے کہ سبع سنابل کون سا پارہ ہے — اب مصنف خود بتائے کہ یہ "چٹان" کونسا پارہ ہے —؟

۲— پھر شورش کاشمیری جو اپنی مغربی و فرنگی شکل و صورت اور کردار کے اعتبار سے اور ذہنی و فکری اعتبار سے خود انگریز مردود کی غلامی میں جکڑا ہوا ہے وہ سیدنا اعلیٰحضرت یا شاہ فضل رسول بدایونی جیسے عشاق رسول پر کس طرح انگریز کی آلۂ کاری یا وظیفہ خوری کا ناپاک الزام لگا سکتا ہے جس دیوبندی مجاہد کا سارا جہاد عظیم سنت رسول داڑھی کے منڈانے اور صفایا کرنے کے لئے وقف تھا وہ اعلیٰحضرت اور مولانا شاہ فضل رسول جیسے علمبرداران سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کس طرح منہ آسکتا ہے؟

۳— باقی رہی خفیہ رپورٹوں کی نشاندہی وہی کر سکتا ہے جو خود انگریز کا خصوصی معتمد اور جدی پشتی ایجنٹ ہو۔ جب وہ رپورٹیں تھیں ہی خفیہ (اور دیوبندی بظاہر انگریز دشمنی کا دعویٰ کرتے ہیں) تو پھر انگریزوں نے اپنی خفیہ رپورٹیں اپنے دشمنوں کو

کس طرح دکھادیں؟ خفیہ رپورٹیں وہی دیکھ سکتا ہے جو مقرب خاص ہو اور منظور نظر ہو. بات درالاصل یہ ہے کہ انگریز بڑا عیار ہے اور یہ لوگ اُن کے ایجنٹ و معتمد خصوصی ہیں ممکن ہے اس نے اپنے ایجنٹ شورش کے ذریعہ دیوبندیت کی مردہ نعش میں جان ڈالنے اور اپنے قدیم دشمنوں (سنی بریلوی علماء) کے خلاف آخری وار کے طور پر وہاں کسی جعلی رپورٹ کی نقل شورش کو دیکر اپنے دشمنوں کو اپنا ایجنٹ کہلوا کر بدنام کرنے کی ناپاک سعی کی ہو. اگر فی الواقع علماء اہل سنت انگریز کے ایجنٹ ہوتے تو خفیہ رپورٹوں کی نقل شورش کو نہ ملتی. دشمنوں کو کوئی خفیہ رپورٹوں کی نقل دے. یہ کوئی عقل میں آنے والی بات نہیں. جس طرح یہ عقل میں آنے والی بات نہیں کہ انگریز زرخرید ملاؤں کے ذریعہ رسول عربی کی محبت کی آڑ میں عیسائیت پھیلانا چاہتا تھا کوئی بھی شخص بقائمی ہوش وحواس ایسی باتیں نہیں کرتا.

۴— اور پھر سوچنے کی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ کی "خفیہ رپورٹیں" بطور نمائش یا عام مطالعہ کے لئے لائبریریوں میں رکھی جاتی ہیں. مصنف سیف حقانی نے یہ بھی لکھا ہے —— کہ آغا عبدالکریم شورش نے یہ خفیہ رپورٹیں برٹش لائبریری لندن سے حاصل کی ہیں —— جو بات کی خدا کی قسم لاجواب کی

اور پھر اس کو کیا کہئے کہ مصنف سیف حقانی اپنے منہ پر خود طمانچہ مارتے ہوئے لکھتا ہے:

> "مسلمانان ہند جو انگریزوں کی آمد سے قبل بھی مختلف مذہبی وسیاسی گروہوں میں بٹے ہوئے تھے اور کسی حد تک گاہ گاہے باہم برسرپیکار ہوتے رہتے تھے."
> (سیف حقانی ص۹۵)

جب اختلاف پہلے بھی تھا تو پھر یہ الزام کیسا کہ علماء اہل سنت کو انگریزوں نے آلہ کار بناکر تفریق بین المسلمین کا کام کرایا وغیرہ. کچھ تو شرم چاہیئے.

مصنف سیف حقانی کے پاس اگر انگریز دوستی کا یہی ثبوت ہے کہ

> "دیکھو! علامہ ارشد القادری کا مرکزی دفتر لندن میں ہے" (سیف حقانی ص۱۲)

ہم کہیں گے کہ جناب انگریز کے آلہ کاروں جانثاروں اور قدیم وظیفہ خواروں دیوبندی

ماؤں کا مرکز بھی لندن ہے۔ اور دیو بندیوں کی مرکزی تنظیم انجمن خدام التوحید والسنۃ برمنگھم برطانیہ میں موجود ہے۔ ملاحظہ ہو "دھماکہ" ص۳۲

لارڈ میکالے کی تعلیمی پالیسی بیان کرتے ہوئے مصنف سیف حقانی نے یہ منطق بھی ماری ہے کہ اس کا یہ مقصد بھی تھا۔

> "علماء عوام سے کٹ جائیں گے تو عوام عیسائیت کے جال سے مانوس ہوں گے۔"
> (سیف حقانی ص۱۲)

یہ بھی خوب! مصنف ص۱۱ پر تو انگریز کی پالیسی یہ بتاتا ہے کہ اس نے رسول عربی کی محبت کی آڑ میں عیسائیت کے مشرکانہ عقائد پھیلائے اور یہاں لارڈ میکالے کی یہ پالیسی بیان ہو رہی ہے کہ علماء عوام سے کٹ جائیں گے تو عوام عیسائیت کے جال میں پھنس جائیں گے کیونکہ رسول عربی سرکار مدنی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت تو عیسائیت کے مشرکانہ عقائد اپنانے کا سبب بنتی ہے اور دیو بندی علماء کا تعلق اور ان کی محبت عیسائیت کے جال سے مانوس نہیں ہونے دیتا۔ گویا محبت و عقیدت رسول عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے دیوبندی علماء سے ہونی چاہیئے

؎ اُلٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

باقی رہا دار السلام کا مسئلہ کہ امام اہل سنت سیدی اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے یہ فرمایا کہ ہاں ہندوستان بفضلہ تعالیٰ دار السلام ہے تو یہ بھی مصنف کی بے خبری ہے کاش وہ اپنے اکابر میں سے تھانوی صاحب اور گنگوہی صاحب کی کتب کا بغور مطالعہ کرتا اور پھر دار السلام کہنے کے جرم میں اعلیٰحضرت قدس سرہٗ العزیز پر انگریز کا حق ادا کرنے کا ناپاک الزام عائد کرتا ___ ہم ابھی اس مسئلہ پر مفصل گفتگو کریں گے کہ مصنف کے دانت کھٹے ہو جائیں گے۔

داعیان تثلیث کی ترجمانی

مصنف نے داعیان تثلیث کی ترجمانی کرتے ہوئے ص۱۴ پر لکھا ہے:

"رضا خانی فرقہ تثلیث کا داعی اور مسیحیت کا خوشہ چین ہے یہ کوئی الزام نہیں اور نہ محض بدنام کرنا مقصود ہے۔" (سیف حقانی صفحہ ۹۴)

ہم نے کہا حضرت ثبوت؟ فرمایا ثبوت تو رشید گنگوہی کے ساتھ دفن کر دیا تھا۔ مان جاؤ ہم جو کہہ رہے ہیں۔ یہ کوئی الزام نہیں نہ محض بدنام کرنا مقصود۔ ہم نے کہا۔ آپ جو کہتے ہیں "وحی آسمانی" تھوڑا ہی ہے اور کچھ نہیں تو چچی کے بھائی شورش سے ہی ثابت کر دو نہیں انگریز سے مرزا قادیانی مردود کے لئے خبریں لاتا تھا۔ اور شورش دیوبندیوں کے لئے برٹش لائبریری لندن سے خفیہ رپورٹیں تک لے آتا تھا مگر شورش بھی برٹش لائبریری ہی سے ہی کچھ حوالہ تو بیان کرے کہ لارڈ میکالے نے اس کے ہاتھ کیا کہلا بھیجا ہے۔ شورش کاشمیری نے تو مصنف کے استاذ مفتی محمود اور غلام غوث ہزاروی کے متعلق یہ بھی کہا ہے

— بظاہر مفتی و ملا بباطن ڈوم ڈھاری ہیں
انہیں نزدیک آ کر دیکھ لو پکے مداری ہیں

— چٹان ۱۰ اپریل ۱۹۶۳ء

ہم حیران ہیں کہ مصنف سیف حقانی نے صفحہ ۱ تا صفحہ ۱۲ علمبرداران تثلیث کی عیاری اور صفحہ ۲۰ تا صفحہ ۲۲ "تحفظ انگریز کا جذبہ صادقہ ایمان کا پہلا رکن ہے" اور پھر صفحہ ۹۴ تا صفحہ ۱۱۵ باب پنجم "داعیان تثلیث"۔ ایک حوالہ بھی ایسا نقل نہیں کیا جس سے حضرت مخدوم العلماء مولانا شاہ فضل رسول صاحب قادری بدایونی رحمۃ اللہ علیہ و سیدنا امام اہل سنت مجدد دین و ملت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ یا کسی بھی سنی بریلوی عالم دین یا شیخ طریقت کا انگریز مردود سے کوئی تعلق و ربط ثابت ہوتا ہو۔ مصنف نے صدہا اقسام کی لن ترانیوں سے کام لیا ہے لیکن اس کے پاس اپنے دعویٰ کے ثبوت میں قطعاً کوئی دلیل نہیں۔ زبانی کلامی باتوں اور محض دعاوی سے کام چلایا ہے یا پھر کھینچا تانی اور جوڑ توڑ کا سہارا لیا ہے کہ انگریز یہ چاہتا تھا اور وہ چاہتا تھا۔ رضا خانی دین کا ماخذ مسیحیت ہے وغیرہ وغیرہ ؎

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

معلوم ہوتا ہے کہ سیف حقانی کا مصنف جو "علامہ" بھی ہے درجہ دوم کا

افسانہ نویس ہے۔ سیف حقانی افسانوی طرز پر لکھی گئی اور کچھ نہیں تو صت ۲ پر: تحفظ انگریز کا جذبہ صادقہ ایمان کا پہلا رکن، کے زیر عنوان یوں لکھا کہ

> "فرقہ ضالہ (اہل سنت) کے ایمان کی اساس انگریز کا تحفظ ہے حاشا وکلا یہ کوئی الزام محض نہیں بلکہ تاریخی حقیقت ہے۔"

اگر کوئی پوچھے جناب آپ کے اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے فوراً تلملا کر جواب ارشاد ہوتا ہے:

> "جو لوگ (علماء دیوبند) علمی وعملی میدان میں انگریز کے خلاف تھے اور اپنی جملہ قوتوں کو مجتمع ویکجا کرکے اس خبیث پودے کو بیخ وبن سے اکھاڑ دینا چاہتے تھے تو اسی فرقہ (اہل سنت) کے پیش رو یعنی مولوی فضل رسول بدایونی اور ان کے ہم عصر گدی نشینان مارہرہ وبدایوں اور نوابان مارہرہ وبدایوں نیز آنریری مجسٹریٹ مولوی محمد صادق صاحب مالک صبح صادق پریس سیتاپور اور خطاب یافتہ سب مل کر ان مجاہدین سبیل اللہ کے خلاف وہابیت کے فتوے لگانے میں معروف تھے لطف یہ کہ فتوے لگانے والے کون تھے انگریز کے پیسے پر پلنے والے ...... الخ

اب جناب مصنف کو کون بتائے کہ وہابیت کا الزام صرف علماء اہل سنت یا حضرات مشائخ طریقت گدی نشینان مارہرہ شریف وبدایوں ہی نے نہ لگایا تھا بلکہ دیوبندی وہابی تو خود وہابیت پر فخر کرتے تھے اور اعلانیہ وہابیت کا اظہار کرتے تھے۔۔۔ ملاحظہ ہو

مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی:

جن دنوں تھانوی صاحب کانپور مدرسہ جامع العلوم میں مدرس تھے..... محلہ کی کچھ عورتیں فاتحہ کرانے کے لئے مٹھائی لیکر آئیں۔ تھانوی صاحب کے طلباء نے فاتحہ دینے کی بجائے مٹھائی لے کر خود کھالی اس پر بڑا ہنگامہ ہوا۔ تھانوی صاحب کو خبر ہوئی تو وہ آئے اور انہوں نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا

> "بھائی! یہاں وہابی رہتے ہیں یہاں فاتحہ نیاز کے لئے کچھ مت لایا کرو۔"
>
> (اشرف السوانح ص ۴۵ ج ۱)

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی :

تو وہابیت پر اس قدر فریفتہ تھے کہ وہابیت کے لفظ سے انہیں جنون کی حد تک عشق تھا فرماتے ہیں :

> " محمد بن عبد الوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے "
> (فتاویٰ رشیدیہ جلد اصد ۱۱)

مولوی منظور سنبھلی :

مشہور دیوبندی مناظر مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان کہتے ہیں :

> " ہم خود اپنے بارہ میں بھی بڑی صفائی سے عرض کرتے ہیں کہ ہم بڑے سخت وہابی ہیں "
> (سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی صد ۱۹۲)

مولوی محمد زکریا صاحب :

> " مولوی صاحب ! میں خود تم سے بڑا وہابی ہوں " (سوانح مولانا محمد یوسف کاندھلوی صد ۱۹۲)

اب مصنف سیف حقانی بتائے کہ اس کے اکابر جو خود کو برملا وہابی وہابی کہہ رہے ہیں انہوں نے انگریز سے کتنے پیسے لئے تھے ؟ اگر نہیں تو کم از کم اتنا تو ارشاد فرمائیں کہ جب اکابر دیوبند خود کو وہابی کہنے میں ایک فخر محسوس کرتے ہیں اگر علماء اہل سنت نے انہیں وہابی کہہ دیا تو کون سا جرم کیا ؟ جب وہ ہیں ہی وہابی تو وہابی کہا جائے گا بلا وجہ یا انگریز کے اشارہ پر ہم نے تمہیں مرزائی قادیانی تو نہیں کہہ دیا۔

وہابیت سازی کیلئے تھانوی کی بیقراری

مصنف سیف حقانی اکابرین اہل سنت پر یہ ناپاک الزام عائد کرتا ہے کہ انہوں نے انگریز سے پیسے لیکر اکابر دیوبند پر وہابیت کے فتوے لگائے حالانکہ دیوبندی حکیم الامت جناب اشرف علی صاحب تھانوی کا ذوق وہابیت سازی اور اشاعت وہابیت کے لئے بیقراری یہاں تک تھی۔ فرماتے ہیں :

> " اگر میرے پاس دس ہزار روپیہ ہو تو سب کی تنخواہ کر دوں پھر لوگ خود ہی وہابی بن جائیں " (الافاضات الیومیہ جلد ۵ صد ۶۷)

اگر انگریز تھانوی صاحب کو دس ہزار روپیہ عنایت فرما دیتے تو وہ سب کی تنخواہ کر دیتے اور لوگ خود ہی وہابی ہو جاتے مگر افسوس کہ تھانوی صاحب کو انگریزوں نے صرف چھ سو روپیہ ماہوار دیا لہٰذا وہ محدود تعداد میں لوگوں کو وہابی بنا سکے اور یہ چھ سو روپیہ ماہوار والی بات بھی حلیف شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی نے اپنے مدمقابل کانگریسی شیخ الاسلام مولوی حسین احمد صاحب "مدنی" اور اراکین جمعیت العلماء ہند کو جواب دیتے ہوئے خود ہی کھول دی۔ فرماتے ہیں:

> "دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ (حسین احمد وغیرہ) کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے۔"
> (مکالمۃ الصدرین صـ ۱۲)

بتایئے جناب! انگریزوں سے پیسہ لیکر تو جناب تھانوی صاحب لوگوں کو وہابی بنا رہے تھے لیکن الزام ہمارے اکابر کو دیا جا رہا ہے کہ ہم انگریز سے پیسہ لیکر ان پر وہابیت کے فتوے لگاتے تھے (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

مصنف سیف حقانی نے تحفظ انگریز کے ذیل میں اپنے اس دعویٰ کے ثبوت میں کہ مولانا فضل رسول صاحب بدایونی اور گدی نشینان مارہرہ و بدایوں انگریز سے پیسے لیکر اکابر دیوبند پر وہابیت کے فتوے لگاتے تھے۔ مولانا شاہ ضیاء القادری بدایونی مرحوم کی سوانح مولانا فضل رسول اکمل التاریخ صـ ۲۷ و صـ ۳۸ و صـ ۵۱ کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے کہ

> فکر معاش نے عرصہ تک کسی ہندو راجہ کی دربانی کرائی پھر حکام وقت (انگریز) اور والیان ملک (راجے نواب جو انگریز کے ایجنٹ تھے) آپ کی خدمات کو سرکاری کاموں کی انجام دہی کے لئے مانگنا چاہا پہلے مفتی پھر سررشتہ داری کے عہدے پر فائز ہے"

قارئین کرام کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ مصنف کی نقل کردہ معدود بریکٹ کے اضافہ شدہ الفاظ کے یہ تین سطری عبارت سوانح فضل رسول اکمل التاریخ صـ ۲۷ و صـ ۳۸ و صـ ۵۱ کا خلاصہ ہے جو اس نے جوڑ توڑ کے ذریعہ تیار کیا اور عبارت کے درمیان بصورت بریکٹ

انگریز اور راجے نواب جو انگریز کے ایجنٹ تھے کا اضافہ کر کے عبارت کا حلیہ تبدیل کیا اور غلط معنیٰ پہنا کر علماء دیوبند کی انگریز پرستی پر پردہ ڈالا۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ یہ عبارت بعینہٖ اکمل التاریخ میں ہے ہی نہیں۔ مصنف نے کمال جعلسازی سے جوڑ توڑ کے ذریعہ یہ چوں چوں کا مربہ تیار کیا ہے۔ کیوں نہ ہو جبکہ خود بانی مدرسہ دیوبند جناب مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی جوڑ توڑ کا کھیل کھیلتے تھے۔ ملاحظہ ہو سوانح قاسمی جلد اول ص۱۹۱۔ مصنف نے کمال بے حیائی سے حکام وقت سے مراد انگریز لیا ہے اور والیان ملک (ریاست) سے مراد راجے اور نواب جو انگریز کے ایجنٹ تھے مراد لئے ہیں اور اس جملہ کو بھی بریکٹ میں بند کر کے عبارت کا مفہوم تبدیل کیا ہے۔ حالانکہ حکام وقت اس وقت مغلیہ خاندان کے افراد تھے اور والیان ملک (ریاست) مسلمان نواب صاحبان تھے نہ کہ انگریز مردود یا اس کے ایجنٹ وغیرہ۔ اور پھر خیانت شدہ اس عبارت میں یہ کہیں موجود نہیں کہ مولانا شاہ فضل رسول قدس سرہٗ یا مشائخ کرام مارہرہ شریف و بدایوں نے انگریزی حکومت کو اپنی رحمدلی و بے ریا گورنمنٹ قرار دیا یا انگریزوں کے خلاف جہاد نہ کرنے کا فتویٰ دیا ہو، جیسا کہ ہم اسی باب میں اکابر دیوبند سے بحوالہ کتب ثابت کریں گے۔ اس کے بعد "روشن مستقبل" ص۱۸۷ و ص۱۸۸ کا حوالہ اگرچہ خیانت شدہ ہے لیکن ہمارے خلاف نہیں اس کا اطلاق خود علماء دیوبند پر ہوتا ہے کیونکہ وہی سرکار برطانیہ سے وظیفے اور تنخواہیں وصول کرتے تھے۔ اس کے بعد مصنف نے پھر دوبارہ ص۲۱ ہی پر تیرہ روپیہ یومیہ کی بات کی جو بعد میں گھٹ کر گیارہ روپیہ ہو گیا اور بعد میں یہ گیارہ روپیہ آپ کے بیٹے مولانا عبد القادر بدایونی اور پھر ان کے بعد عبد المقتدر پھر فرزند ثانی عبد القدیر کو ملتا رہا اس کے حوالے کے طور پر مصنف نے صرف یہ لکھا ہے دیکھئے اکمل التاریخ۔ حالانکہ مصنف سیف حقانی نے حوالہ کے بعینہٖ الفاظ نقل نہیں کئے کیونکہ ایسا ہوتا تو اس کی بے ایمانی کا راز منکشف ہو جاتا مگر اس حوالہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ یہ ریاست حیدر آباد دکن سے مقرر ہوئے تھے نہ انگریز مردود سے اور حیدر آباد دکن کے حکمران مسلمان تھے۔ مذکورہ بالا الزام کے اختتام پر مصنف نے یہ کہا دیکھئے اکمل التاریخ مگر دوسرے ہی سانس میں یہ

الزام بھی دھر مارا کہ

"مارہرہ کے گدی نشینوں کے لئے بھی وظائف مقرر رہے"

اس کا قطعاً کوئی حوالہ بیان نہیں کیا گیا ۔ اگر مارہرہ شریف کے مشائخ کرام ایسے ہی تھے تو صدر دیوبند حسین احمد صاحب انہیں حضرت اور رحمۃ اللہ علیہ اور دیوبندی دھماکہ کے مصنف نے نامور بزرگ کہہ کر کیوں ذکر کیا جیسا کہ ہم پیچھے "الشہاب الثاقب" اور "دھماکہ" کے حوالے سے نقل کر چکے ہیں۔ گویا دیوبندیوں کے مسلمہ ولی اور نامور بزرگ جن کو وہ رحمۃ اللہ علیہ بھی کہتے ہیں وہ انگریز کے وظیفہ خوار تھے۔

علاوہ ازیں مصنف نے صــ۲۲ پر بھی لکھا ہے کہ

"بدایوں ۔ بریلی ۔ مارہرہ و علی پور انگریز کے پشتیبان تھے"

مگر اس کا حوالہ برائے نام اور جوڑ توڑ شدہ بھی موجود نہیں۔ صــ۱۲ کے بعد پھر دوبارہ صــ۲۲ پر مسئلہ دار السلام پر کلام کیا ہے اور احکام شریعت حصہ دوم صــ۳۰ کا حوالہ دیا ہے اس پر ہم اسی باب میں مفصل معروضات پیش کرنے والے ہیں۔ دار السلام کے متعلق تھانوی صاحب، گنگوہی صاحب، نانوتوی صاحب، محمود الحسن صاحب، حسین احمد صاحب اس کی خرافات کی زد میں آتے ہیں۔ اور ہم اس مسئلہ کو عنقریب مدلل بیان کر رہے ہیں جیسا کہ ہم نے ابھی پیچھے وعدہ کیا ہے۔

"حسام الحرمین" کی ضربات قاہرہ

اہل علم سے حقیقت مخفی نہیں کہ امام اہلسنت سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظیم تصنیف کی ضربات قاہرہ سے مرتدین زمانہ تڑپ رہے ہیں سسک رہے ہیں۔ حسام الحرمین کا کس کے پاس کیا جواب ہے۔ بے چارے خلیل احمد انبیٹھوی سے لیکر حسین احمد تک ٹھوکریں کھا گئے حسام الحرمین کا جواب نہ بن پڑا تو "علامہ" صاحب کس کی بھیڑ ہیں جو حسام الحرمین پر جم کر کلام کر سکے۔ اور کچھ نہیں تو اپنے ناولانہ انداز میں اس پر بھی عادت سے مجبوری کے باعث صــ۹۶ و صــ۹۷ پر یہ ذلیل تبصرہ کر ڈالا

"مشرکانہ عقائد و اعمال پر اصرار جمنے لگا اس لئے علوم نبوت کے فیض یافتہ یقیناً ان

مشرکانہ اعمال وعقائد سے اظہار بیزاری کریں گے تو جاہل قوم کو یہ کہہ کر ان سے بدظن کیا جا سکے گا کہ میاں انگریز نے جہاد وغیرہ کا نعرہ اسلام سے محبت اور اس کے غلبہ کے لئے نہیں ہے اس لئے کہ یہ تو خلاصہ کائنات سردار دو جہاں کے دشمن ہیں، اولیاء کے مخالف ہیں اس لئے جہاد کرنا سے بھی تو ان کے خلاف کرو۔ انگریز تو صرف کافر ہے اور یہ کافر کے ساتھ وہابی بھی ہیں ان کے ایک کا قتل ہزار کافر انگریز کے قتل سے بہتر ہے۔ اندازہ کیجئے حسام الحرمین کی یہ ابلیسانہ شاطری بربادی اسلام کے لئے کتنی تباہ کن ہے" (ملخصاً صـ۹۱)

بتائیے یہ بازاری بکواس خالص مراثیانہ انداز حسام الحرمین شریف کی کس بات کا جواب ہے۔ جاہل علامہ کی جرأت دیکھو قوم کو جاہل بتا رہا ہے اور خود جہالت کے اندھے کنویں میں پڑا ہے۔ اپنے کو خلاصہ کائنات سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کا دشمن اور اولیاء کا مخالف نہ ہونے کا پرچار بھی کرنا چاہتا ہے۔ لیکن اندرونی بخار کی یہ حالت ہے کہ سردار دو جہاں خلاصہ کائنات پر صلی اللہ علیہ وسلم کا درود شریف اور حضرات اولیاء کرام کو فقط بازاری انداز میں اولیاء لکھتا ہے اور قدس سرہٗ یا رحمۃ اللہ علیہ قسم کا لفظ لکھنے کا بھی روادار نہیں اور کانگرس کے ایجنٹ اور مدرسہ دیوبند کے صدر کی باری آتی ہے تو صـ۹۳ پر حضرت شیخ العرب والعجم شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ لکھتا ہے نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود شریف اور اولیاء کرام کے نام گرامی کے ساتھ حضرت یا رحمۃ اللہ علیہ لکھنے کی بھی توفیق نہیں حتی کہ حضور پر نور سیدنا غوث اعظم محی الدین شیخ سید عبد القادر جیلانی قدس سرہٗ کی ذات گرامی کو صـ۹۲ پر عامیانہ انداز میں بے چارے عبد القادر لکھتا ہے نہ پہلے کلمہ تعظیم نہ آخر میں کلمہ دعا اور گاندھی و نہرو کے پٹھو کانگرس کے ایجنٹ دیوبند کے صدر کو ایک سانس میں دو دو بار حضرت حضرت اور شیخ العرب والعجم و شیخ الاسلام لکھتا ہے ملاحظہ ہو صـ۹۳۔ کیا اس سے یہ ظاہر نہیں کہ ان کے ناپاک دل اور پلید ذہن میں حضرات انبیاء کرام و اولیاء عظام (علیہم السلام و قدست اسرارہم) سے زیادہ کانگرسی کٹھ پتلی علماء کا زیادہ اور بہت زیادہ احترام ہے۔

اگر ان کے اس اندرونی بخار سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات اولیاء کرام قدست اسرارہم سے بغض وعناد کے ملیریا کا ٹیکہ لگایا جائے تو چلاتے ہیں تکفیر ہوگئی تکفیر ہوگئی۔ تکفیر تو جبھی ہوتی ہے جب محبوبان خدا انبیاء ورسل علیہم السلام کے بغض وعناد توہین وتنقیص کی تجویز ہو۔ بغض وعناد توہین وتنقیص کی تجویز نہ ہو تو تکفیر کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور پھر ——— ؎ جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

مصنف اپنے صفحہ ۹۲ کے مضمون میں یہیں اپنے زعم باطل میں انگریز مردود کا وظیفہ خوار وغیرہ بھی ثابت کرتا چاہتا ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھتا ہے کہ "(بریلوی کہتے ہیں) جہاد کرنا بھی ہے تو ان (دیوبندیوں وہابیوں) کے خلاف کرو انگریز تو صرف کافر ہے اور یہ کافر کے ساتھ وہابی بھی ہیں۔" ——— یہاں مصنف اعتراف کرتا ہے کہ ہم اہل سنت انگریزوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ اس کے اپنے قلم سے یہ ثابت ہوگیا۔ اب جو چاہے بکتا پھرے دماغی توازن درست نہ ہو تو ایسا ہی ہوتا ہے اور پھر جس حسام الحرمین کی بنیاد پر یہ گفتگو شروع کی وہ بات "حسام الحرمین شریف" میں ہے ہی نہیں۔ الفاظ تو کیا اس قسم کے معانی ومفہوم کی بھی کوئی بات حسام الحرمین میں نہیں ہے ؎

کذب گوئی کو سمجھ رکھا ہے معیار کمال
سچ بتاؤ بے کمالو! کیا یہی تہذیب ہے

لارڈ میکالے کے اصول

سیف حقانی کا مصنف بے ربط لکھتا چلا گیا ہے کسی عنوان وموضوع کو مدنظر رکھکر ترتیب وار نہیں لکھا مثلاً صفحہ ۱۰۱ پر لارڈ میکالے کے بقیہ اصول کے موضوع پر لکھا ہے لیکن بغیر عنوان قائم کئے۔ اس موضوع پر صفحہ ۱۰۰ پر بھی لکھ چکا ہے۔ الغرض موضوع خواہ کچھ ہی ہو جب بھی کچھ اس کو یاد آیا بے موقعہ ہی سہی نقل کر دیا۔ اسی لئے ہمیں اس کے مختلف النوع الزامات کے باب باندھنے میں دشواری ہو رہی ہے۔ متعدد مقام ایسے ہیں کہ ایک ہی بات کا بار بار اعادہ کیا گیا اور اس کے اپنے بقول اس التزام اور تکرار سے اس کا جی متلانے نہیں لگا صفحہ ۹۲ پر رضاخانی عقائد واعمال کے زیر عنوان لکھا ہے لیکن یہی بات

دوسرے باب میں کر چکا ہے، بہرحال اس نے لارڈ میکالے کے اصولوں کے ٹکڑے کر کے دو جگہ نقل کئے ہیں، اختصار کے پیشِ نظر ہم ص۱۱۱ و ص۱۱۲ پر مذکور لارڈ میکالے کے اصولوں کا ایک ہی جگہ جواب عرض کرتے ہیں۔ مصنف کے لارڈ میکالے کے اصول یہ ہیں

> (۱) ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترویج خواہ عیسائیت کے نام سے یا کسی اور نام سے۔
>
> (۲) ہندوستان میں لامذہبیت کا فروغ خصوصاً مسلمانوں میں کہ اگر عیسائی نہ بن سکیں تو مسلمان بھی نہ رہیں۔
>
> (۳) مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت تیار کرنا جو بظاہر مسلمان اور بباطن گورنمنٹ انگلشیہ کی وفادار ہو جو حاکم اور رعایا میں ترجمان کا کام دے۔
>
> (ص۱۱ و ص۱۲ و ص۱۲ سیف حقانی بحوالہ روشن مستقبل)

ہنری ہرنگٹن طامس اپنے رسالے (ہندوستان میں گذشتہ بغاوت اور ہماری آئندہ پالیسی) میں انہی تین اصولوں کو بنیادی پالیسی قرار دیتے ہیں۔ مقامِ شکر ہے کہ مؤخر الذکر اصول کے متعلق تو اس نے خود فیصلہ کر دیا کہ

> "تیسرے اصول کے لئے سرسید آگے آئے اور آج پوری ایک صدی گزرنے کے بعد تو یہ بات عیاں ہو گئی ہے کہ انگریزی حکومت کی آپ (سرسید) نے عظیم خدمات انجام دی ہیں۔" (ص۱۲ سیف حقانی)

اس موقعہ پر ہم منصف مزاج قارئین کرام کو یہ بتانا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ

> "سرسید احمد خاں صاحب بقول "مولانا" عبید اللہ سندھی مولانا مملوک العلی نانوتوی کے تلامذہ میں سے تھے۔" (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص۱۸۵)

> "مولانا" عبید اللہ کی اس روایت کے مطابق سرسید صاحب اور بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی آپس میں استاذ بھائی ہوئے کیونکہ مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی نے بھی ان ہی "مولانا" مملوک العلی سے تعلیم حاصل کی تھی۔
>
> (سوانح قاسمی جلد اول ص۲۲۲ و ص۲۲۳)

جب یہ ثابت ہوگیا کہ سرسید احمد خاں اور محمد قاسم نانوتوی صاحب آپس میں استاذ بھائی تھے تو اب مصنف سیف حقانی کی زبانی سرسید کی لامذہبیت اور انگریز پرستی کا ایک زناٹے دار حوالہ بھی سن لیجئے لکھتا ہے

"سر ولیم میور نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح انگریزی میں تحریر کی جس میں اسلام، قرآن، حدیث، تفسیر اور علماء امت حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر بے پناہ اور بھونڈے اعتراض کئے اور دل کھول کر مسلمانوں کی دل آزاری کی۔ اب لطف دیکھئے سرسید نے دفاع اسلام کے نام سے اردو میں اس کے جوابات خطبات احمدیہ میں دیئے۔ اس آڑ میں انگریزی سے نابلد ہندوستانیوں تک میور کا نکتہ نگاہ (سرسید نے) پہنچا دیا۔ دوسری طرف جوابات بھی ایسے کہ اصل اعتراضات کی سمیت سے بڑھ کر خطرناک۔ یوں (سرسید نے) لامذہبیت کو مذہب کے نام پر اور طرف داری کے رنگ میں پیش کر کے انگریز کی پالیسی کا باحسن وجوہ حق ادا کیا۔"
(سیف حقانی ص ۱۰۳ و ص ۱۰۴)

مصنف سیف حقانی کے اس قول سے سرسید کی بدعقیدگی واضح ہے کہ

۱۔۔۔ سرسید نے سر ولیم میور کا نکتہ نگاہ ہندوستانیوں تک پہنچایا۔

۲۔۔۔ اسلام، قرآن و حدیث و تفسیر اور علماء امت حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی پر میور کے بے پناہ اور بھونڈے اعتراضات کا ایسا جواب دیا جو (اصل اعتراضات) سے بھی بڑھ کر خطرناک تھا۔

۳۔۔۔ سرسید نے یوں انگریز کی پالیسی کا حق ادا کیا۔

ظاہر جو شخص ایسا ہے یقیناً اس کا اسلام اور پیغمبر اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ بات مصنف کہنے کو تو کہہ گیا کیونکہ اپنی بلا سرسید کے سر ڈالنی اور اپنے اکابر کو بچانا تھا مگر اس کو کیا کہئے۔ اسی سرسید کو جو اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوۃ والسلام پر خطرناک اور بھونڈے اعتراضات کرنے والا اور انگریزی پالیسی کا ناشر و مبلغ تھا علماء دیوبند مسلمان سمجھتے ہیں اور اس کو فخریہ سرسید احمد خاں مرحوم لکھتے ہیں مرحوم یعنی

جناب الٰہی سے رحم کئے گئے۔ ملاحظہ ہو سوانح قاسمی جلد اول ص۹۵ و ص۹۲ مصنفہ مناظر احسن گیلانی ومصدقہ مولوی حسین احمد صاحب "مدنی" صدر دیوبند۔

بانی مدرسہ دیوبند اور سرسید

بقول مولانا عبید اللہ سندھی مولوی محمد قاسم نانوتوی اور سرسید احمد خاں آپس میں استاد بھائی تھے اور دونوں ہی "مولانا" مملوک العلی نانوتوی کے شاگرد تھے۔ (مولانا احسن نانوتوی ص۱۹۵)

انگریزی پالیسی کے مبلغ وناشر کو فخریہ دعائیہ کلمات کے ساتھ مرحوم لکھنا کیا اس بات پر دلالت نہیں کرتا کہ وہ اندرون خانہ آپس میں ایک ہی کچھ ہیں۔ اور سرسید علی گڑھی صاحب اور ان میں ذہنی وفکری ہم آہنگی موجود ہے مگر مصنف سیف حقانی بڑی صفائی سے خود کو بچاکر ساری بلا سرسید کے سر ڈال رہا ہے۔

"علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ" کی رپورٹ

سرسید احمد خاں اور مولوی محمد قاسم نانوتوی میں کتنی گہری موافقت وہم آہنگی تھی اس کا پتہ سرسید احمد خاں کے رسالہ "علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ" کے اس مضمون سے لگتا ہے جو انہوں نے ۲۴- اپریل ۱۸۸۰ء کی اشاعت میں لکھا جس میں سرسید احمد خاں نے مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی قصیدہ خوانی کی اور پھر نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند نے سرسید احمد خاں کو لکھا "ہاں اس میں کچھ شک نہیں کہ سنی سنائی سید صاحب (سرسید) کی اولوالعزمی اور دردمندی اہل اسلام کا معتقد ہوں اور اسی وجہ سے ان کی نسبت اظہار محبت کردوں تو بجا ہے۔" اس کا انکار اور کوئی تاویل اس لئے ممکن نہیں کہ یہ مضمون سوانح قاسمی جلد سوم ص۱۶۱ تا ص۱۶۵ پورا نقل کیا گیا ہے جس کی سرخی یہ ہے۔ "حضرت مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ سرسید مرحوم کی نظر میں" یہاں بھی سرسید کو مرحوم لکھا ہے۔ ہم مصنف سیف حقانی کو یہ کہہ کر بھاگنے نہیں دیں گے کہ جی یہ مضمون سرسید نے خود اپنے رسالہ میں لکھا ہے۔ بلکہ یہ مضمون سوانح قاسمی جلد ۳ کے علاوہ رسالہ "دارالعلوم" دیوبند کی جمادی الاولیٰ ۱۳۶۶ھ کی اشاعت میں بھی موجود ہے جس کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ سرسید نے کہا "دیوبند کا مدرسہ ان (مولوی نانوتوی) کی ایک نہایت عمدہ یادگار

ہے سب لوگوں کا فرض ہے کہ ایسی کوششیں کریں کہ وہ مدرسہ ہمیشہ قائم اور مستقل رہے۔"

ثابت ہوا دونوں ایک ہی کچھ تھے اور لارڈ میکالے کے اصولوں کے علمبردار تھے۔

پُر اسرار راز

مصنف سیف حقانی نے لارڈ میکالے کے جو اصول بیان کئے اس میں ایک پُر اسرار راز اور اہم معنی خیز بات تھی۔ مصنف نے سرسید صاحب کا نام لیکر جان بچانے کی کوشش کی ہے۔ لارڈ میکالے کے تیسرے اصول میں یہ مذکور ہے۔

> "مسلمانوں میں ایک ایسی جماعت تیار کرنا جو بظاہر مسلمان اور بباطن گورنمنٹ انگلشیہ کی وفادار ہو جو حاکم (انگریز) اور رعایا میں ترجمان کا کام دے" (سیف حقانی ص۱۲)

وفادار و ترجمان کون؟

اب لارڈ میکالے کے تیسرے اصول کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کا وفادار اور ترجمان کون ہے تو آیئے ہم اس کا ثبوت فتاویٰ افریقہ یا حسام الحرمین سے نہیں بلکہ تذکرۃ الرشید اور سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" سے پیش کرتے ہیں:

گاڈفری ہیگنس کی کتاب کا ترجمہ:

> "مولانا محمد احسن (نانوتوی) نے دہلی کالج میں انگریزی بھی پڑھی تھی۔ اُن کی قلمی بیاض میں خود مولانا محمد احسن کے ہاتھ کی بعض انگریزی تحریریں ہیں۔ مولانا محمد احسن نے سرسید احمد خاں کی فرمائش پر گاڈفری ہیگنس کی کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا۔ ۔ ۔ ۔
>
> مولانا محمد احسن نے نیچرل فلاسفی پر ایک مضمون لکھا تھا جو مسٹر ٹیلر پرنسپل دلی کالج کی نگرانی میں دو مرتبہ شائع ہوا۔" (سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" ص۲۵)

بتایئے جناب گورنمنٹ انگلشیہ کی ترجمانی کے فرائض کس نے انجام دیئے انگریزی کتابوں کا اردو میں ترجمہ کس نے کیا۔ سرسید اور نانوتوی علماء میں ذہنی وفکری ہم آہنگی تھی یا نہیں؟

> "مولانا محمد مظہر نانوتوی اور مولانا محمد احسن (نانوتوی) دونوں حقیقی بھائی اور ربانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے استاذ) مولانا مملوک علی کے قریبی رشتہ دار تھے"
>
> (سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" ص۱۲)

اور سنیئے :

" جب سر سید احمد خاں ۱۸۶۹ء میں لندن گئے تھے تو ان کے پیش نظر مشہور مصنف ولیم میور کی کتاب لائف آف محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا جواب لکھنا بھی مقصود تھا چنانچہ انہوں نے لندن میں کافی مواد جمع کیا۔ انگلستان کے ایک معروف مصنف گاڈفری ہیگنس GODFREY HIGGINS کی کتاب اپالوجی APOLOGY جو اس نے تائید و حمایت اسلام اور عیسائیوں کے اعتراضات کی تردید میں لکھی تھی سر سید احمد خاں نے بہت تلاش و جستجو کے بعد کسی جرمن کتب فروش سے دس گنی قیمت دے کر حاصل کی۔ اور خطبات احمدیہ کی تالیف میں اس سے مدد لی۔ سر سید احمد خاں کو خیال ہوا۔ اس کتاب کا اردو ترجمہ بھی ہونا چاہیئے چنانچہ انہوں (سر سید) نے مولانا محمد احسن (نانوتوی) کو یہ کام سپرد کیا۔ مولانا نے اس کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا۔"

(تنبیہ الجہال صفحہ ورسوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ۱۹)

کتاب کے ترجمہ پر تیس ہزار روپیہ ۳۰۰۰۰

علماء دیوبند انگریزی حکومت کے زیر اہتمام انگریزی کتابوں کے ترجمہ کی جو اہم خدمات انجام دے رہے تھے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا وہ یہ اہم فریضہ فی سبیل البرطانیہ انجام دیتے تھے یا سود الفقد ہوتا ہے۔

جناب مناظر احسن گیلانی صاحب مصنف سوانح قاسمی نے یہ بات خود ہی کھول دی۔ فرماتے ہیں :

" شروع میں چاہا گیا تھا کہ عربی ہی زبان میں ان کتابوں کو مغربی زبانوں سے ترجمہ کر کے پڑھایا جائے ..... مولوی عبدالحق صاحب (بابائے اردو) نے اپنی کتاب مرحوم دہلی کالج میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک کتاب کے عربی ترجمہ کے لئے تیس ہزار روپئے کی منظوری دی گئی۔ مولوی صاحب نے یہ بھی لکھا ہے کہ بہت سارا روپیہ ان کتابوں کے چھاپنے پر صرف ہوتا تھا۔" (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۱۹)

پھر لکھتے ہیں :

"اگر ترجمہ ایسا ہوتا جو سمجھ میں نہ آتا تو اس کی تشریح کے لئے مترجم کو معقول تنخواہ پر ملازم رکھ دیا جاتا تھا" (مرحوم دہلی کالج ص۳ از مولوی عبدالحق صاحب۔ سوانح قاسمی ج ۱ ص۹۲)

یہ ہے اکابر دیوبند کی کارکردگی اور انگریز پرستی جس پر آج مصنف سیف حقانی پردہ ڈالنے کے لئے اٹھا ہے باقی رہی وفاداری کی بات تو گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار بھی علماء دیوبند ہی تھے۔ یہ ہمارا الزام نہیں بلکہ دیوبندی قطب عالم و امام ربانی جناب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا اعتراف ہے۔ ملاحظہ ہو۔ فرماتے ہیں:

"جب میں حقیقت میں سرکار (برطانیہ) کا فرمانبردار رہا ہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اور اگر مارا بھی گیا تو سرکار (برطانیہ) مالک ہے اُسے اختیار ہے جو چاہے کرے۔" (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص۸۰)

اب لارڈ میکالے کے اصول نمبر ۳ کی طرف پھر پلٹیے اور سیف حقانی ص۸۱ ملاحظہ کیجیے۔ دیکھئے لارڈ میکالے کے خواب کی تعبیر کون ہے علماء اہل سنت یا علماء دیوبند؟

ہاں ہاں دیکھئے۔ گورنمنٹ انگلشیہ کا وفادار کون (انگریز) حاکم و رعایا میں ترجمان کا کام کس نے انجام دیا؟ بفضلہٖ تعالیٰ ہم نے روشن حقائق اور واضح شواہد سے ثابت کیا ہے کہ گورنمنٹ انگلشیہ کے وفادار و ترجمان علماء دیوبند تھے۔ ہم نے اِن کے گھر کے حوالہ جات سے سب کچھ ثابت کیا ہے۔ لیکن مصنف سیف حقانی کی حیا کا یہ عالم ہے کہ جوڑ توڑ کی دیوار کھڑی کر کے لکھتا ہے:

"دیکھئے اور غور فرمایئے۔ ہمارے اخذ کردہ نتائج ٹھیک ہیں یا غلط" (سیف حقانی ص۸۱)

اُب دنیا اس کے اخذ کردہ نتائج کو دیکھے یا تاریخی حقائق کو دیکھے۔

باقی رہے لارڈ میکالے کے اول الذکر دونوں اصول یعنی

(۱) ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترویج خواہ عیسائیت کے نام سے یا کسی اور نام سے

(۲) ہندوستان میں عیسائیت کی اعتقادی و فکری ترویج کہ اگر عیسائی نہ بن سکیں تو مسلمان بھی نہ رہیں ———— تو یہ ہر دو اصول اپنے معانی و مفہوم کے اعتبار سے ایک

رہی ہیں اس کے لئے مصنف نے بڑی ہوشیاری مگر کمال بے حیائی سے صلا پر "رضاخانی دین کا ماخذ مسیحیت" قرار دیکر ان کا اطلاق اہل سنت پر کیا ہے اور وجہ یہ بتائی ہے:

> "مثلاً دنیائے عیسائیت کا یہ عقیدہ کہ واجب الوجود خدا کی ذات کے ساتھ حضرت مسیح اور حضرت مریم بھی خدا ہیں" (صلا و صلا)

اس کے مقابلہ میں اہل سنت اور عیسائی عقیدوں میں ہم آہنگی ثابت کرنے کے لئے بلا دلیل و ثبوت مصنف سیف حقانی لکھتا ہے "بشریت کا انکار (صلا)

> "انکار بشریت (نبوی) کی بنیاد اثبات الوہیت ہی کا نتیجہ ہے اور دنیائے عیسائیت کے علم و کلام کی لایعنی موشگافیوں کی بدولت وجود میں آیا اور دنیا جس سے روشناس ہوئی اور اسی عقیدہ الوہیت مسیح کے نتیجہ میں یہ عقیدہ وجود میں آیا کہ آپ (نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم) عالم الغیب ہیں نیز آپ مختار مطلق و مختار کل ہیں۔ آپ نافع اور ضار بھی ہیں۔ آپ تو ہر اس عیسائی کے پاس حاضر و ناظر جن کو مجاز پادری نے بپتسمہ دیا ہو۔ غرض رضاخانی دین کے سارے کا سارا مشرکانہ عقائد کا دین اسلام سے کوئی تعلق ہی نہیں صرف علاقہ کی بات نہیں بلکہ اسلام کی ضد ہیں۔ یہ عقیدے عیسائیت کے ہیں اسلام کے نہیں"
>
> (سیف حقانی صلا)

مصنف سیف حقانی عیسائیت کے مذکورہ بالا عقائد گنوانے کے بعد لکھتا ہے:

> "لیکن اپنے رضاخاں تو امور تعلیم و عجبت میں سب کچھ روا جانتے ہیں"
>
> (سیف حقانی صلا)

اور اس کا ثبوت پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے:

> "جو عیسائیت کی خدمت کے لئے جتے اور مر گئے تو بھی عقائد تثلیث و مسیحیت کے لئے زمین کس قدر ہموار کر گئے کہ قیامت تک میکالے کی روح خوش ہوگی ہماری افریقہ کے چند اوراق کی سیر ہم کرا دیتے ...... انحضرت اور آپ کی امت کے عقائد کا ماخذ ہم بتلا چکے ہیں کہ عیسائیت ہے ان عقائد کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں"
>
> (سیف حقانی صلا)

اہل سنت وجماعت کے عقائد کا ماخذ مسیحیت ہونے کا ثبوت کیا ہے خود مصنف سیف حقانی کی زبانی سنئے . لکھتا ہے :

> " فتاویٰ افریقہ میں افعال تعظیم و محبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لئے راہ احداث کشادہ رہی ہیں جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجالائیں " (فتاویٰ افریقہ صلا)

سیف حقانی کے عنید مصنف نے اپنے زعم باطل میں محبوبان خدا کے ساتھ اہل سنت کی تعظیم محبت کو معیار عیسائیت ومسیحیت قرار دیا ہے .

ہم کہتے ہیں مصنف نے اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لئے جو یہ چار سو بیسی کا جال پھیلایا تھا . اس کا فائدہ تو مصنف کو جب پہنچتا جب مصنف اپنے دعویٰ کے مطابق یہ ثابت کرتا کہ جس طرح عیسائی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کو خدا سمجھتے ہیں اسی طرح مسلمانان اہل سنت یا امام اہل سنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی بھی حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا سمجھتے ہیں مگر وہ نہ یہ ثابت کرسکا اور نہ قیامت تک کرسکتا ہے . اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز کے فتاویٰ افریقہ کی عبارت میں خدا نہیں محبوبان خدا مذکور ہے . پرستش وعبادت نہیں تعظیم ومحبت مذکور ہے مصنف سیف حقانی نے فتاویٰ افریقہ سے یہ عبارت بھی خیانت کرکے نقل کی ہے اور اس خائین مصنف نے امام اہل سنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وہ مبارک الفاظ دانستہ چھوڑ دیئے جو اس کی باطل مراد اور عیسائی عقیدہ کا قلع قمع کرتے ہیں . پوری عبارت یہ ہے :

> " افعال تعظیم ومحبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لئے راہ احداث کشادہ ہے جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجالائیں جبتک کسی خاص صورت سے شرعاً ممانعت نہ ہو جیسے سجدہ . وہاں خاص کا ثبوت مانگنے والا اللہ عزوجل سے مقابلہ کرتا ہے کہ مولا عزوجل نے مطلق بلا تقیید وتحدید انبیاء واولیاء علیہم افضل الصلوٰۃ والثناء کی تعظیم کا حکم فرمایا قال تعالیٰ وتعزروہ وتوقروہ رسول کی تعظیم وتوقیر کرو
>
> وقال تعالیٰ فالذین اٰمنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ

اولئك هم المفلحون جو اس نبی امی پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم و مدد اور اُس نور کی جو اُس کے ساتھ اترا پیروی کریں وہی فلاح پائیں گے وقال تعالیٰ لئن اقمتم الصلوٰۃ واتیتم الزکوٰۃ وامنتم برسلی وعزرتموھم واقرضتم اللہ قرضا حسنا لاکفرن عنکم سیاٰتکم ولادخلنکم جنٰت تجری من تحتہا الانھر اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کے لئے اچھا قرض دو تو ضرور تمہارے گناہ مٹادوں گا اور ضرور تمہیں جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہیں وقال تعالیٰ ومن یعظم حرمٰت اللہ فھو خیر لہ عند ربہ جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اُس کے لئے اُس کے رب کے ہاں بہتر ہے وقال تعالیٰ ومن یعظم شعائر اللہ فانھا من تقوی القلوب جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے“
(فتاویٰ افریقہ)

کیا ہی ایمان افروز بیان ہے امام اہل سنت امام احمد رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محبوبان خدا کی تعظیم و محبت کے اثبات میں پانچ آیات قرآنیہ سے استدلال فرمایا ہے اور واضح الفاظ میں پرستش کی نفی فرماتے ہوئے سجدہ کی ممانعت فرمائی — لیکن مصنف سیف حقانی سجدہ کی ممانعت اور پانچ آیات کریمہ کو اپنی باطل مراد کے خلاف سمجھتے ہوئے چھوڑ گیا۔ کتنی صاف اور واضح بات تھی۔ عیسائیت و مسیحیت سے اہل سنت کے عقائد کی کوئی مطابقت ہی نہ بنتی تھی وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو خدا یا خدا کا بیٹا مانتے ہیں اعلیٰحضرت محبوبان خدا تحریر فرما رہے ہیں اور محبوبان خدا کی معبودیت و پرستش سجدہ کا انکار فرما کر برملا اُن کے معبود و الہ ہونے کی نفی فرما رہے ہیں تو پھر عیسائی اور سنی بریلوی عقائد میں مطابقت و یکسانیت کا الزام کیسا —؟

اور پھر مصنف سیف حقانی کا اندھاپن ملاحظہ فرمایئے۔ لکھتا ہے :

”آگے (اعلیٰحضرت) لکھتے ہیں ہمیشہ علماء کرام و ائمہ اعلام امور تعظیم و محبت میں ایجادوں کو پسند فرماتے اور ایجاد کنندہ کی منقبت میں گنتے آئے ہیں کسی نابلسی کی

حدیقہ ندیہ کا حوالہ   ہے جس نے نوی کو بھی ساتھ گھسیٹا ہے۔ اللہ بچائے کیسے مضبوط استدلال ہیں اپنے فتویٰ کی مزید تشریح فرماتے ہوئے اعلیٰحضرت نے معاملہ صاف کر دیا ہے لیکن کمال ہوشیاری سے بندوق چلائی ہے دوسروں کے کندھے پر رکھ کر کیا کرتے بیچارے قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے تو عیسائیت کا پنپنا محال تھا۔"

(سیف حقانی ص۱۰۲)

یہ لایعنی گفتگو اور بے ڈھنگا طرز تحریر بھی کسی دلیل کا حصہ ہے بھلا جس جاہل مطلق کو یہ بھی پتہ نہ ہو کہ امام عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ کون ہیں حدیقہ ندیہ کیا ہے وہ اپنی جہالت کا ماتم تو کرتا نہیں اور علم وفضل کے بادشاہ علماء عرب وعجم کے ممدوح اعلیٰحضرت فاضل بریلوی جیسے بے مثال فاضل ومحقق پر اعتراض کا شوق لئے پھرتا ہے اور تو اور امام نوی قدس سرہٗ کی شان میں گھسیٹنے کا ناپاک الفاظ استعمال کر رہا ہے۔ گستاخ ذہن میں گستاخی ہی آتی ہے اور اندھے پن کی انتہا ملاحظہ ہو لکھتا ہے کیا کرتے بیچارے قرآن وحدیث کے ہوتے ہوئے۔ حالانکہ امام اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے فتاویٰ افریقہ میں تعظیم ومحبت کے اثبات میں پانچ آیات قرآنیہ نقل فرمائی ہیں مگر یہ اندھے رشید گنگوہی کا اندھا فیض ہے جو ان کو اندھا کئے ہوئے ہے۔ کہ آیات قرآنیہ بھی نظر نہیں آتیں۔ حالانکہ پانچ آیات قرآنیہ مذکور ہیں۔ شاید وہ ان کو قرآنی آیات نہ مانتا ہو۔

ہم مصنف سیف حقانی سے تعظیم ومحبت کے اثبات میں مذکورہ بالا پانچ آیات قرآنیہ کی روشنی میں دریافت کرتے ہیں کہ وہ یہ بتائیں کیا قرآن عظیم نے محبوبان خدا کی تعظیم کا حکم دیکر عیسائیت ومسیحیت کی تعلیم دی ہے؟ کیا قرآن عظیم علمبرداران تثلیث کی ترجمانی کر رہا ہے؟ اور پھر یہ بات ہر ذی فہم شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ مسلمانان اہل سنت تعظیم تو بجالائیں سید الانبیاء حبیب خدا سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور قرار پائے یہ عیسائیت ومسیحیت اور مستفیض ہو یہ حضرت مسیح وحضرت مریم کے خدا ہونے پر۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پہ یہ بد ادا نہ دے

لہ مصنف کی جہالت اس کو کہ ان تک معلوم نہیں علامہ نابلسی کون ہیں حدیقہ ندیہ کیا ہے۔ مولوی اشرف علی تھانوی جاہل الاولیاء مثلاً پر [illegible]

اعلیحضرت کی کتب میں مسیحیت کی تردید

امام اہل سنت اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصاریٰ کے ہاتھ کا ذبیحہ مردار قرار دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

> "نصاریٰ (عیسائیوں) کے یہاں ذبح نہیں وہ گلا گھونٹتے ہیں یا سر پر ڈنڈا مارتے یا گلے میں ایک طرف سے چھری بھونک دیتے ہیں جیسا کہ مشہور ہے تو اُن کا مارا ہوا جانور مطلقاً مردار ہے ..... نصاریٰ مسیح کو خدا یا خدا کا بیٹا کہتے ہیں یہ اگر باقاعدہ ذبح بھی کریں تو ایک جماعت کے نزدیک جب بھی ان کا ذبیحہ مطلقاً حرام ہے۔"
> (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۹)

دیکھئے جن اعلیحضرت پر مصنف سیف حقانی آنکھیں بند کر کے مسیحیت وعیسائیت کا ناپاک الزام لگا رہا ہے وہ کتنی صراحت سے غیر خدا کو خدا یا خدا کا بیٹا کہنے کا رد فرما رہے ہیں یہاں تک کہ ان کے ہاتھ کا مارا ہوا جانور مطلقاً مردار وحرام قرار دے رہے ہیں۔ اور اس کے حاشیہ میں اسی صفحہ پر مجمع الانہر کے حوالے سے فرماتے ہیں:

> "فی المستصفیٰ قالوا الحل اذا لم یعتقد المسیح الٰہا اما اذا اعتقده فلا انتہی۔ ترجمہ: مستصفیٰ میں ہے مشائخ نے فرمایا کہ نصاریٰ کا ذبح کیا ہوا اور نصرانیہ (عورت) سے نکاح اس وقت حلال ہیں جبکہ وہ مسیح کو خدا نہ مانے ورنہ نکاح اور ذبیحہ دونوں حرام ہیں۔" (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۰)

اب جو بات اعلیحضرت علیہ الرحمۃ نے نہیں فرمائی وہ اُن کے ذمہ لگا کر اُس کو مسیحیت قرار دینا اور پھر ڈھٹائی سے اس کا رد کرنا بے شرمی ہے یا نہیں؟ متذکرہ بالا حوالہ تو خدا یا خدا کا بیٹا قرار دینے کے رد میں تھا، رہا غیر خدا کو سجدہ تو وہ بھی ابھی فتاویٰ افریقہ کے حوالے سے گزرا جس میں اعلیحضرت نے غیر خدا کے لئے صراحت کے ساتھ سجدہ کی ممانعت فرمائی اور پھر اس سلسلہ میں اعلیحضرت مجدد دین وملت قدس سرہٗ کا ایک مستقل رسالہ الزبدۃ الزکیہ کے نام سے موجود ہے جس میں غیر خدا کو سجدہ عبادت شرک خالص اور سجدہ تعظیم کو حرام قرار فرمایا۔ نہ معلوم مصنف کون سی دنیا میں رہتا ہے کہ بے سروپا باتوں کے سہارے

اپنے مذہب کی کشتی چلانا چاہتا ہے۔ باقی رہا بقول اس کے کہ کسی مذہب کے عالم مسیح کو بشر نہیں مانتے اور یہ کہ اہل سنت کا بھی یہی عقیدہ ہے۔ تو یہ بھی سراسر الزام اور کذب صریح ہے ۔ اعلیٰحضرت امام اہل سنت قدس سرہ کے مجموعہ نعت میں مصنف سیف حقانی کو اور بہت کچھ نظر آگیا لیکن یہ نظر نہ آیا:

> ؎ لیکن رضا نے ختم سخن اس پر کر دیا
> خالق کا بندہ خلق کا آقا کہوں تجھے
>
> (حدائق بخشش اول)

اور سجدہ کے متعلق ہے ۔

> پیش نظر وہ نوبہار سجدہ کو دل ہے بے قرار
> روکئے سر کو روکئے ہاں یہی امتحان ہے
>
> (حدائق بخشش اول)

اور ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

> ؎ ہو آقا کو سجدہ آدم و یوسف کو سجدہ ہو
>
> (حدائق بخشش اول)

الحمدللہ ہماری اس مختصر تحقیق سے سیف احمقانی کی ساری خرافات غبار راہ بن کر اڑگئیں اور لارڈ میکالے کے سارے اصول اہل دیوبند کے گلے کا ہار بن گئے۔

مسئلہ دارالسلام جاہل و مجہول مصنف سیف احمقانی نے مختلف صفحات پر دارالسلام کے مسئلہ پر بھی ہوائیاں اڑائی ہیں۔ ہم نے پچھلے اوراق میں اس مسئلہ پر مستقل گفتگو کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ ہمیں اپنا وعدہ یاد ہے ہم ایسا نہیں کریں گے جیسا کہ علامہ احمقانی نے کیا۔ الزام قائم کر دیا بے دریغ ثبوت کے لئے کہہ دیا آگے چل کر دیں گے۔ آگے پہنچکر فرمایا ثبوت پیچھے دے آئے ہیں۔ مصنف کو اس بات پر بڑا زعم ہے کہ اس نے احکام شریعت میں ہندوستان کے دارالسلام ہونے کا فتویٰ تلاش کر لیا۔ اور اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالسلام کا پتہ چلا لیا۔ چلو جی

ثابت ہوگیا اہل سنت انگریز کے ایجنٹ ہیں، انگریز کے آلہ کار ہیں —— مگر
ہم کہتے ہیں ؎ یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

بلاشبہ آپ نے شیف احمقانی کے ص۱۲ وص۲۲ پر احکام شریعت کے فتوی کے دو لفظ لکھ دیے اور اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالسلام کا نام بھی دے دیا مگر یہ کبھی ملاحظہ بھی فرمایا ہے آپ کو معلوم ہے اس میں کیا لکھا ہے۔ آپ کے پاس دارالسلام ہونے کے دلائل کا کیا توڑ ہے؟ آپ کیا آپ کے بڑے یہاں تو دم نہیں مار سکے ؎

یہ وہ دربارِ سلطان قلم ہے
یہاں پر سرکشوں کا سر قلم ہے

آپ نے اعلیٰحضرت امام اہل سنت مجدد دین وملت قدس سرہٗ کے کس حوالہ کو جھٹلایا ہے۔ کسی دلیل کا برائے نام تو جواب دو، مگر پہلے گھر کی خبر لو چلو ہم آپ کو آپ کے گھر پہنچاتے ہیں۔ دیکھئے ؎

یہ دھواں سا کہاں سے اُٹھتا ہے

دیکھئے اور پہچانئے۔ یہ آپ کے اکابر ہیں یا نہیں؟ (۱) مولوی اشرفعلی تھانوی (۲) مولوی رشید احمد گنگوہی (۳) مولوی محمود الحسن دیوبندی (۴) مولوی حسین احمد صدر دیوبند یہ سب بھی انگریز کے آلہ کار تھے اور ہندوستان کو دارالسلام کہہ رہے تھے۔ ملاحظہ ہو

مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی

○ "ہندوستان نہ تو صاحبین کے قول پر دارالحرب ہے .... اور نہ امام (اعظم ابوحنیفہ) کے قول پر "دارالحرب ہے" (تحذیر الاخوان ص۳)

○ "ترجیح (ہندوستان کے دارالاسلام ہونے ہی کو دی جاوے گی ..... اس صورت میں بھی ہندوستان دارالاسلام ہوگا" (تحذیر الاخوان ص۶)

○ "تعجب ہے بعض اہل اسلام ہندوستان کو دارالحرب قرار دیکر آمدنی بینک کو حلال سمجھتے ہیں" (تحذیر الاخوان ص۱۰ از مولوی اشرفعلی تھانوی صاحب)

○ "امام (ابوحنیفہ) صاحب نے جو دارالحرب کی تعریف کی ہے اس کا ہندوستان پر صادق آنا محل نظر ہے کیونکہ امام صاحب کے پاس دارالحرب ہونے کی یہ شرط ہے کہ کوئی حکم مسلمانوں کا باقی نہ رہے اور یہاں (ہندوستان میں) بہت سے احکام مسلمانی کے جاری ہیں۔" (تحذیر الاخوان صفحہ ۲)

○ "ہندوستان کو بہت سے علماء نے دارالاسلام کہا ہے۔"
(تحذیر الاخوان صفحہ ۴ از مولوی اشرف علی دیوبندی)

کیوں جناب "اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام" کا پتہ تو آپ نے چلا لیا اور کہیں نہ کہیں سے اس کا نام سن لیا مگر تحذیر الاخوان کی آپ کو خبر ہی نہیں یا پھر اپنوں سے چشم پوشی آپ کے دھرم کا بنیادی اصول ہے ــــ احکام شریعت کا تو آپ نے کھوج نکال لیا مگر مولوی گنگوہی جی کے فتاویٰ رشیدیہ کا آپ کو کچھ پتہ نہیں حالانکہ انہی خود رشید صاحب سے تھے اور نظر آپ کو نہیں آیا ــــ آیئے ہم دکھاتے ہیں:

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی

سوال: ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام۔ مدلل ارقام فرمادیں۔
جواب: دارالحرب ہونا ہندوستان کا مختلف علماء کے حال میں ہے اکثر دارالاسلام کہتے ہیں اور بعض "دارالحرب" کہتے ہیں۔ بندہ فیصلہ نہیں کرتا۔ فقط واللہ اعلم
رشید احمد عفی عنہ فتاویٰ رشیدیہ جلد اول صفحہ ۳ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز
مطبع سعیدی قرآن محل بالمقابل مولوی مسافر خانہ کراچی
مہر محمد عبدالمنان عفرلہ مکتبہ تھانوی (کراچی)

دیکھا! سائل سوال کر رہا ہے کہ مدلل ارقام فرمائیں مگر گنگوہی جی دلائل سے کورے زبانی کلامی جمع خرچ پر انحصار کر رہے ہیں۔ مگر کچھ بھی ہو مصنف سیف احمقانی کو اپنی دونوں آنکھیں اگر صحیح سلامت ہوں تو ذرا پوری طاقت سے کھول کر گنگوہی جی کے جواب میں یہ پڑھ لینا چاہیے "اکثر دارالاسلام کہتے ہیں"۔

فتاویٰ رشیدیہ مطبوعہ دیوبند

مذکورہ بالا حوالہ کراچی سے چھپنے والے ایک قدیم نسخے کا تھا جس میں مذکور ہے اکثر دارالسلام کہتے ہیں۔ اب دیوبند سے چھپنے والے ایک فتاویٰ رشیدیہ مکمل کا حوالہ ملاحظہ فرمائیے:

> سوال: ہند بقول امام یا صاحبین کیا دارالحرب ہے...... الخ
>
> جواب: ہند کے دارالحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے بظاہر تحقیق بندہ کی خوب نہیں ہوئی حسب اپنی تحقیق کے سب نے فرمایا ہے اور اصل مسئلہ میں کسی کو خلاف نہیں اور بندہ کو بھی خوب تحقیق نہیں کہ کیا کیفیت ہند کی ہے؟ (فتاویٰ رشیدیہ مکمل ص ۱۸۲)

اس جگہ بھی گنگوہی صاحب اعتراف کر رہے ہیں کہ ہند کے دارالحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے یعنی علماء دارالحرب ہونے کے خلاف ہیں اور دارالسلام کہتے ہیں گنگوہی صاحب نے یہ نہیں کہا دارالحرب اور دارالسلام ہونے میں اختلاف علماء کا ہے بلکہ صرف یہ کہا دارالحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے۔ یہی فتویٰ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی سے چھپنے والے فتاویٰ رشیدیہ کامل میں ص ۱۸۲ پر بعینہٖ و بلفظہٖ موجود ہے اور اس میں بھی "ہند کے دارالحرب ہونے میں اختلاف علماء کا ہے" موجود ہے۔ یہ نہیں ہے "ہند کے دارالسلام ہونے میں اختلاف علماء کا ہے"؟

خیانت اور تحریف

ان دو پرانے چھاپوں کے برعکس کراچی سے حال ہی میں ایچ ایم سعید کمپنی کے زیراہتمام چھپنے والے فتاویٰ رشیدیہ میں ص ۴۲۱ پر یوں کر دیا گیا ہے:

> "سب ہندوستان بندہ کے نزدیک دارالحرب ہے"

اقبال سے معذرت کے ساتھ یوں کہنا پڑتا ہے:

خود بدلتے نہیں فتووں کو بدل دیتے ہیں
کس قدر ہوتے ہیں فقیہان نجد بے توفیق

اس کو کہتے ہیں ہاتھ کی صفائی اور کاریگری کی انتہا۔ اپنے ہی قطب عالم کے فتاویٰ

میں اس لئے تحریف کر ڈالی کہ بندہ خدا احمد رضا سے اختلاف کی گنجائش پیدا ہو سکے۔ اب تو توبہ تجدید ایمان و تجدید نکاح کی بجائے تحذیر الناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ میں کھلم کھلا تحریف ہو رہی ہیں جس پر مفصل تبصرہ ہم نے اپنے رسالہ "دیوبندی شاطر اپنے منہ کا فر" میں کیا ہے اسی فتاویٰ رشیدیہ کراچی کے مطبوعہ میں ایک اور جگہ تحریف کی بے جا دریا تھ کی صفائی دکھائی ہے اور وہ یہ کہ فتاویٰ رشیدیہ کے حصہ دار چھپنے والے قدیم نسخوں میں ایک سوال یوں ہے۔ گائے کی اوجھڑی اور بکرے کے کپورے کھانے درست ہیں یا نہیں؟

جواب تھا درست ہیں۔

لیکن اب کراچی کے جدید ایڈیشن میں سوال یوں کر دیا گیا ہے

> "گائے کی اوجھڑی اور بکری کی کھیری کھانی درست ہے یا نہیں؟
>
> جواب: "درست ہیں" فقط فتاویٰ رشیدیہ ص۴۳۶

ناشر نے دیوبندی مولویوں کے مشورہ سے کمال خیانت کے ساتھ تحریف کر کے سوال تو بدل دیا کہ "گائے کی اوجھڑی اور بکری کی کھیری کھانی درست ہے یا نہیں" مگر جواب وہی رہا جو کپوروں سے متعلق تھا یعنی درست ہیں۔ یہ ہی بتا رہا ہے کہ سوال میں پہلے کھیری کی جگہ کپورے تھے جو کوئی "علامہ قریشی" جیسے مصنف اپنے دماغ کی قوت کے لئے ہضم فرما گئے ہیں۔ زبان و کلام کے اعتبار سے دیکھا جائے تو گائے کی اوجھڑی اور بکری کی کھیری کھانا درست ہے یا نہیں کا جواب درست ہے آنا چاہئے تھا۔ یہاں وہی کپوروں والا پرانا جواب موجود ہے درست ہیں۔ کھیری یا اوجھڑی کو تو درست ہیں نہیں بول سکتے۔ یہ کہا جائے گا کھیری کھانا درست ہے اوجھڑی کھانا دیوبندیوں کے نزدیک درست ہے یوں نہیں کہا جائے گا کھیری کھانا درست ہیں۔

بہر حال خیانت و تحریف ثابت ہے اور نہ صرف یہ بلکہ ص۲۹۶ پر زاغ معروفہ کی پرانی سرخی "کوا کھانا" کو بدل کر "حلال کوا کھانا" کر دیا۔ الغرض یہی حال دار الاسلام کے متعلق مولوی رشید احمد صاحب کے پرانے فتاویٰ کا ہوا۔ اپنی باطل مراد کے لئے اپنے ہی عالم کے فتاویٰ میں من مانی تحریف کر ڈالی ـــ اب دار الاسلام کے متعلق بقیہ حوالہ جات ملاحظہ فرمائیے۔

مولوی محمود الحسن و مولوی حسین احمد

مولوی حسین احمد صاحب ٹانڈوی کانگرسی صدر مدرسہ دیوبند سفرنامہ "شیخ الہند" میں صفحہ ۱۳۱ پر لکھتے ہیں :

> "ایک شخص نے مولانا محمود الحسن دیوبندی سے پوچھا کہ ہندوستان دار الحرب ہے یا دار السلام؟ مولانا محمود الحسن نے فرمایا علماء نے اس میں آپس میں اختلاف کیا ہے اس نے کہا آپ کی رائے کیا ہے۔ مولانا نے کہا میرے نزدیک دونوں صحیح کہتے ہیں"
> (سفرنامہ شیخ الہند صفحہ ۱۲۶)

مولانا عبد الحی لکھنوی

لکھتے ہیں :

> "محقق شمارد کہ بلاد ہند کہ در قبضہ نصاریٰ اند دار السلام ہستند چو اگر چہ درانجا احکام کفرہ جاری اند مع ھذا احکام اسلام ہم خصوصاً اصول وارکان اسلام جاری اند"
> (مجموعہ فتاویٰ جلد اول)

سوانح قاسمی

سوانح قاسمی بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کی سوانحیات ہے جو مولوی مناظر احسن گیلانی کی مؤلفہ ہے اور بابا قاری محمد طیب صاحب مہتمم "دار العلوم دیوبند" "دار العلوم" دیوبند کی طرف سے شائع ہوئی ہے۔ صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگرسی کی مصدقہ ہے۔ اس میں لکھا ہے :

> "ہمارے دار الاسلام کے اب اس ملک میں غیر اسلامی حکمرانوں کا سیاسی اقتدار قائم ہو چکا تھا۔" (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ۱۲۲)

کیوں جناب "علامہ" احمقانی صاحب تسلی ہوئی یا نہیں۔! صرف اتنا بتادیں کہ مذکورہ بالا حضرات بھی انگریز کے آلہ کار تھے یا نہیں! کیونکہ یہ سب بھی دار السلام کو ترجیح دے رہے ہیں۔ اُمید ہے اب آپ کے دماغ سے وہ دیو نکل جائے گا

جو ایک عرصے سے بند تھا۔

انگریز پرستی اور علماء دیوبند

الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے کے زیر مصداق مصنف سیف حقانی نے حقائق پہ پردہ ڈال کر اپنے اکابر کی انگریز پرستی اور انگریز پر جانثاری کے سیاہ ماضی کو چھپانے کے لئے اپنی ناپاک کتاب کے مختلف صفحات پر علماء اہل سنت و مشائخ طریقت کو مورد الزام ٹھہرایا ہے اور انہیں انگریز پرستی و انگریز دوستی کا طعنہ دیا ہے اور موقعہ بے موقعہ زبردست بد زبانی اور بے ہودہ گوئی کی ہے اور ثبوت کے طور پر لکھا ہے کہ

> علامہ ارشد القادری کا مرکزی دفتر لندن میں ہے اور امریکہ سے راتبہ ملتا ہے۔ دیکھو مراسلہ حکومت امریکہ بابت کتاب زلزلہ جو کتاب مذکور کا مختصر نامہ ہے۔" (سیف حقانی ص۱۱)

دوسرا بڑا ثبوت یہ بیان کیا ہے کہ

> "محترم آغا شورش صاحب ایڈیٹر چٹان کا وہ پرچہ ہمارے پاس ہے جس میں آپ نے برٹش لائبریری لندن کے حوالے سے گورنمنٹ کی ان خفیہ رپورٹوں کی نشان دہی فرمائی ہے۔" (سیف حقانی ص۱۱)

خدا جانے یہ حوالے نقل کرتے وقت مصنف کی شرم و حیا عقل و دیانت کہاں رخصت ہو گئی تھی۔ خدا جانے مصنف کی اس لایعنی و بے معنی گفتگو کا مقصد کیا ہے۔ علامہ ارشد القادری کا مرکزی دفتر لندن میں ہے اور امریکہ سے راتبہ ملتا ہے۔ بے وقوف کو اتنا پتہ نہیں کہ علامہ ارشد القادری مدظلہ لندن مسلمانان پاک و ہند کی دعوت پر تبلیغ اسلام و سنیت کے لئے تشریف لے گئے تھے ـــ ابھی گذشتہ دنوں مفتی محمود جو مصنف کے استاد ہیں وہ بھی لندن ہو آئے ہیں شاید وہ بھی مصنف کے نزدیک لندن میں اپنا مرکزی دفتر بنانے اور امریکہ سے راتبہ لینے گئے ہوں ـــ اور پھر یہ بات ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ علامہ ارشد القادری اپنا مرکزی دفتر تو بنائیں لندن میں اور راتبہ لیں امریکہ سے

ع۔ خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

اور کوئی دیوبندی طفل مکتب یہ تو بتائے۔ یہ راتبہ کیا ہوتا ہے؟ یہ کونسی گنگا جمنی زبان

ہے؟ ایسے بے ہودہ اور جاہلانہ پرلے درجہ کے بے وقوفانہ الفاظ سیف حقانی میں ملیں گے، جن کا دنیا کی کسی زبان کی کسی لغت میں وجود نہ ہو۔ باقی رہا محضر نامہ وہ ہے کیا۔؟ کوئی لین دین کی دستاویز ہے۔؟ حکومت امریکہ کی طرف علامہ ارشد القادری کے وظیفہ مقرر کئے جانے کا ریکارڈ ہے۔؟ ان کے نام امریکی حکومت کے کسی چیک ڈرافٹ کی فوٹو سٹیٹ ہے؟ آخر ہے کیا۔؟

"یونائیٹڈ اسٹیٹ لائبریری آف کانگریس" آپنے کتاب وہیں کہیں سے حاصل کی۔ یقیناً یہ کتاب امریکہ میں گئے برصغیر پاک وہند کے مسلمانوں کے مطالبہ پر اس لائبریری والوں نے لائبریری کے لئے حاصل کی ہوگی اور اب وہ ایک خط کے ذریعہ "فہرست ترتیب دینے کے لئے معلومات حاصل کر رہے ہیں" اور اس مراسلہ میں یہ بھی مذکور ہے:

"تاکہ ہم قارئین کے لئے ہندوستانی کتابیں منظر عام پر لاسکیں"

اقبال سے معذرت کے ساتھ کہنا پڑتا ہے۔

ذرا سی بات تھی اندیشہ نجد نے جسے
بڑھا دیا ہے فقط زیب داستاں کے لئے

باقی رہا ایڈیٹر چٹان کا پرچہ تو وہ کونسا سپارہ ہے۔؟ جیسا کہ آپ نے حضرت شیخ محمد قدس سرہ کی کتاب "سبع سنابل" کے بارے میں ہم سے پوچھا ہے یہ کونسا سپارہ ہے۔! ذرا آپ بھی تو بتائیں یہ ایڈیٹر چٹان کا پرچہ جو آپ کے پاس ہے وہ کونسا سپارہ ہے۔؟ ہم ابھی گذشتہ اوراق میں کہہ چکے ہیں شورش کو ان خفیہ رپورٹوں تک رسائی کس طرح حاصل ہوئی؟ کیا گورنمنٹ کی خفیہ رپورٹیں لائبریریوں میں مطالعہ کے لئے رکھی جاتی ہیں۔؟ اگر اکابر بریلی انگریز کے ایجنٹ تھے تو ان کے خلاف خفیہ دستاویز انگریز نے ان کے دشمن شورش کو کیسے دکھا دیں؟ یہ خود ساختہ نہیں تو اور کیا ہے۔ چٹان سے ماخوذ ہی سہی ذرا ان خفیہ رپورٹوں کی تفصیلات تو شائع کریں۔ محض شورش اور چٹان کے نام سے تو کوئی مرعوب نہیں ہو جاتا۔

انگریز پرست کون تھے۔ انگریزی ایجنٹ کون تھے۔ آیئے ہم بتاتے ہیں اور

آپ کے گھر سے ثابت کرتے ہیں جسے دیکھ کر آپ بھی پکار اٹھیں گے

ع دیکھو اس طرح سے کہتے ہیں سخنور سہرا

انگریزی امیر المومنین

دیوبندی وہابی مکتب فکر میں سید احمد ساکن رائے بریلی کو امیر المومنین غازی مجاہد شہید پیر مصلح مجدد وغیرہ القابات سے یاد کیا جاتا ہے، یہ کیا تھے؟ یہ کون تھے؟ ذرا اس انگریزی امیر المومنین کا فرمان پڑھیے

"ہم (سید احمد اینڈ اسماعیل قتیل وہابی کمپنی لمیٹڈ) سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرادیں ـــ کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت کرنا نہیں چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا" (تواریخ عجیبہ صـ۱۹)

لارڈ ہیسٹنگ سے معاہدہ

"لارڈ ہیسٹنگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا۔ امیر خاں، لارڈ ہیسٹنگ اور سید احمد صاحب۔ سید احمد صاحب نے امیر خاں کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اتارا تھا" (حیات طیبہ صـ۲۹۲)

انگریزی عملداری اپنی عملداری

"......اس سوانح اور نیز مکتوبات منسلکہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید (احمد) صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اُس وقت دل سے چاہتی تھی کہ (پنجاب میں) سکھوں کا زور کم ہو"

(تواریخ عجیبہ مصنفہ محمد جعفر تھانیسری صـ۱۸۲)

انگریزی کھانا

"اتنے میں دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا رکھے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری (سید احمد) صاحب کہاں ہیں۔ حضرت (سید احمد) نے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں۔ انگریز گھوڑے پر سے اترا اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہونچا اور مزاج پرسی کے بعد کہا کہ تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کر دیئے تھے کہ آپ کو اطلاع کریں۔ آج انہوں نے اطلاع کی کہ اغلب یہ ہے کہ حضرت سید احمد قافلے کے ساتھ آج تمہارے مکان کے سامنے پہونچیں یہ اطلاع پاکر غروب آفتاب تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا۔ تیار کرانے کے بعد لایا ہوں۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے (انگریزی) کھانا لیکر قافلہ میں تقسیم کر دیا گیا اور انگریز دو تین گھنٹہ ٹھہر کر چلا گیا۔"

(سیرت سید احمد مصنفہ ابوالحسن ندوی حصہ اول ص۱۹۰)

بتلایئے جناب انگریزوں سے "رابطہ" کس کا تھا؟ یہ حال ہے آپ کے انگریزی امیر المومنین کا۔

انگریزی مجاہد

بابائے وہابیت مولوی اسماعیل قتیل مصنف تقویۃ الایمان ایک وفادار سپاہی اور جانثار انگریزی مجاہد تھے۔ آپ کے تاریخی کارناموں میں حسب ذیل باتیں یادگار رہیں گی۔

انگریز سے جہاد درست نہیں

"اثنائے قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا اسمٰعیل شہید وعظ فرما رہے تھے (مسلمانوں کو طوک کے حساب سے مشرک بنا رہے ہوں گے) کہ ایک شخص نے مولانا سے فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اسکے جواب میں مولانا (اسماعیل) نے فرمایا کہ ایسی بے ردریا اور غیر متعصب سرکار (انگریزی) پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں ہے۔" (تواریخ عجیبہ ص۷۳)

" اگر کوئی ان (انگریزوں) پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ (برطانیہ) پر آنچ نہ آنے دیں " (حیات طیبہ ص ۲۹۶)

پہلا جہاد مسلمانوں سے

" مولوی عبدالحئی صاحب لکھنوی (نہیں دہلوی) مولوی محمد اسماعیل صاحب دہلوی (مصنف تقویت الایمان) اور مولوی محمد حسن صاحب رامپوری بھی ہمراہ تھے یہ سب حضرات سید صاحب کے ہمراہ جہاد میں شریک تھے سید صاحب نے پہلا جہاد کسی یار محمد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا " (تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص ۲۷۰ بیان مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

بتائیے صاحب ! یہ یار محمد خاں حاکم یاغستان انگریز تھے - ؟ انگریزوں سے جہاد کا ڈھنڈورہ پیٹا جا رہا ہے لیکن ان لوگوں نے انگریزوں کے اشارہ پر جہاد کیا مسلمانوں سے

ع۔ ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ

مصنف سیف حقانی نے سید احمد صاحب اور اسماعیل قتیل کو شہید بالاکوٹ وغیرہ بھی قرار دیا ہے ـــــ حالانکہ ان لوگوں کا قتل کسی جہاد فی سبیل اللہ کے نتیجہ میں نہیں ہوا۔ اور کچھ نہیں تو تاریخ ہزارہ ہی کو اٹھا کر دیکھ لیں جس میں ان کے قتل کی تفصیل یوں ہے۔

وجہ قتل شہید لیلیٰ نجد

" جرگہ یوسف زئی کے پٹھان جو کہ سکھوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار تھے اور مولوی اسماعیل کے حامی ہو چکے تھے ان کے خاندانوں میں رواج تھا کہ یہ لوگ اپنی لڑکیوں کی شادی دیر سے کرتے تھے۔ مولوی اسماعیل نے خلیفہ سید احمد کو اس امر کی اطلاع دی تو خلیفہ صاحب نے ان پٹھانوں پر شرعی حکومت کا زور دیکر ان کی لڑکیوں میں سے بیس لڑکیاں اپنے پنجابی ہمراہیوں سے بیاہ لیں اور کچھ پٹھانوں کو راضی کر کے دو لڑکیوں سے خود نکاح کر لیا۔ اس معاملہ سے تمام یوسف زئی جرگہ میں مولوی اسماعیل

اور سید احمد کے متعلق نفرت پھیل گئی اور ان لوگوں نے سید احمد کی بیعت توڑ دی اور اپنی لڑکیاں واپس لینے کا مطالبہ کیا۔ مولوی اسماعیل وغیرہ نے انکار کیا پھر سید احمد صاحب اور مولوی اسماعیل نے ان پٹھانوں پر کفر کا فتویٰ صادر کر کے ان سے جہاد کرنا فرض قرار دے دیا۔ ادھر پٹھانوں نے تنظیم کر لی۔ اُدھر مولوی اسماعیل کے ساتھی پنجابیوں نے مقابلہ کیا۔ بالآخر جب پٹھان غالب ہوتے نظر آئے تو ایک روز خود مولوی اسماعیل دہلوی پٹھانوں سے مقابلہ کے لئے نکلے ایک یوسف زئی پٹھان نے ایسی گولی چھپ کی کہ سب سے اول مولوی اسماعیل کا ہی خاتمہ کر دیا اس کے بعد پنجابی بھاگ گئے اور پٹھان کامیاب ہو گئے" (تاریخ ہزارہ)

"نوائے وقت" کی شہادت

" مولانا عبید اللہ سندھی کے مطابق سید (احمد) صاحب کی انتظامیہ کے کارکنوں کا مختلف دیہات میں ایک ہی رات میں موت کے گھاٹ اتارے جانے کا سبب اس علاقے (بالاکوٹ) کے لوگوں کی جوان سال بیوہ لڑکیوں کا "مجاہدین" سے زبردستی نکاح کرنا تھا۔ غلام رسول مہر نے جو سید (احمد) صاحب کے بہت مداح ہیں ان کی حکومت کی تنگ نظری اور تشدد کے کئی واقعات بیان کئے ہیں"

(روزنامہ نوائے وقت ملتان ۲۔ نومبر ۱۹۸۴ء ص۳ صفحہ اداریہ)

(صاحب بلی تھیلے سے باہر آ گئی اسماعیلی تحریک جہاد کا پس منظر واضح ہو گیا گو کتاب فریاد المسلمین ص۵۴ اور انوار آفتاب صداقت ص۱۹۵ اور متعدد کتابوں میں بھی ایسا ہی لکھا ہے مگر نوائے وقت کے حوالہ کے بعد مزید کسی حوالہ کی قطعاً ضرورت نہیں ہے۔

انگریز لیفٹیننٹ گورنر سے مشورہ

" سید احمد صاحب کے پاس مجاہدین جمع ہونے لگے تو سید صاحب نے مولانا اسماعیل کے مشورے سے شیخ غلام علی رئیس الہ آباد کی معرفت لیفٹیننٹ گورنر ممالک

> مغربی شمالی کی خدمت میں اطلاع دی کہ ہم لوگ سکھوں پر جہاد کرنے کی تیاری کر رہے ہیں سرکار کو تو اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ لیفٹیننٹ گورنر نے صاف لکھ دیا کہ ہماری عملداری میں اور امن میں خلل نہ پڑے تو ہمیں کچھ سروکار نہیں نہ ہم ایسی تیاری کے مانع ہیں۔ یہ تمام بین ثبوت صاف صاف اس امر پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ (اسمٰعیلی) جہاد صرف سکھوں کے لئے مخصوص تھا۔ سرکار انگریزی سے (وہابی) مسلمانوں (کے پیشوا سید احمد و اسماعیل دہلوی) کو ہرگز ہرگز مخاصمت نہ تھی" (حیات طیبہ ص۴۲)

لیجئے جناب سیف حقانی کے گنوار مصنف صاحب آپ تو ص۱۲ پر جوڑ توڑ ہیرا پھیری کر کے لکھتے ہیں "دیکھئے اور غور فرمایئے کہ ہمارے (خود ساختہ) اخذ کردہ نتائج ٹھیک ہیں یا غلط" مگر ہم نے تو خود کوئی نتیجہ اخذ نہیں کیا۔ ٹھیک ٹھیک نشانے لگائے ہیں۔ آپ کا گھر پورا ہو گیا ہے یا نہیں۔؟

اور تو اور مصنف سیف حقانی نے ص۱۱ پر یہ ڈانٹ بھی دی ہے۔ "اس آزادی کے دور میں کیا خبر کوئی سرپھرا حکومت انگلشیہ کی وہ خفیہ رپورٹیں لا کر چھاپ دے۔" اگر چھاپ دے تو پھر کیا ہو گا۔ آپ خود ہی وہ خفیہ رپورٹیں لے آئیں اور چھاپ دیں کسی سرپھرے کا انتظار نہ کریں خود بدولت سرپھرے جو نقد موجود ہیں پھر کمی کس بات کی؟

ارواح ثلثہ کی شہادت

ممکن ہے "میں نہ مانوں" کے زیر مصداق علامہ احمقانی یہ کہکر بھاگنے کی کوشش کریں۔ "تاریخ ہزارہ" اور "نوائے وقت" کوئی ہمارے گھر کے ہیں گھر کے حوالے دو حالانکہ غیر جانبدار حوالہ تو سب سے معتبر ہوتا ہے لیکن ہم بھاگنے دینے والے نہیں ہم گھر تک پہنچا کر دم لیں گے۔ آیئے گھر کے حوالے ملاحظہ کیجئے۔ ارواح ثلثہ نامی ایک کتاب جس کو عرف میں "حکایات اولیاء" کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اولیاء سے مراد حقیقی اولیاء اللہ نہیں بلکہ مراد مولویان دیوبند و تھانہ بھون ہیں۔ یہ کتاب امیر الروایات از مولوی امیر شاہ خانصاحب دیوبندی۔ روایات طیب از قاری محمد طیب دیوبندی۔ اور اشرف التنبیہ و حاشیہ مولوی اشرفعلی تھانوی کا مجموعہ ہے اس کا دیوبند اور کراچی کا چھاپہ ہمارے پاس موجود ہے۔ سنیئے کیا کہتے ہیں:

پہلا جہاد مسلمانوں سے

"سید صاحب نے پہلا جہاد یار محمد خاں حاکم یاغستان سے کیا تھا. سید صاحب نے پہلے اپنا قاصد یار محمد خاں کے پاس پہنچایا اور پیغام سنایا۔ اس نے جواب دیا، سید سے کہدے وہ کیوں عبث جنگ پر آمادہ ہے؟ اس کے لئے بہتر نہ ہوگا۔ اس کے ہمراہی ایک ایک کرکے مارے جاویں گے ..... المختصر لڑائی ہوئی اور یار محمد خاں کی فوج نے ہزیمت پائی" (ارواح ثلاثہ ص۱۴۳)

شادی اور نکاح کی روایات

"ایک دفعہ کا ذکر ہے سید صاحب نے شادی کی تھی نماز میں کچھ دیر سے آئے. مولوی صاحب سکوت کیا شاید نئی شادی کی وجہ سے اتفاقیہ کچھ دیر ہوگئی" (ارواح ثلاثہ ص۱۴۱)

قافلہ والوں سے نکاح کر دیا

"ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ سید صاحب کسی شہر میں گزرے، ایک کسبی خوبصورت اپنے دروازے پر کھڑی تھی سید صاحب گھوڑے پر سوار جا رہے تھے۔ آپ نے ایک نظر اس کی طرف دیکھا اور تیری پہلی نظر کا وار تو ہی) اور پھر چل دیئے تو وہ رنڈی بے تحاشہ دوڑی اور گھوڑے کے قدموں میں گر پڑی ..... حضرت نے توبہ کرائی اور اس سے دریافت کیا کس سے نکاح کرنا چاہتی ہے؟ (آمدم بسر مطلب) اس کا کوئی آشنا تھا اس نے اس کی نسبت کہا. اس شخص نے انکار کر دیا۔ جب اسی وقت قافلہ والوں (سید صاحب کے ہمراہیوں) میں سے کسی شخص کے ساتھ حضرت (سید صاحب) نے اس کا نکاح کر دیا" (ارواح ثلاثہ ص۱۴۵)

ان گھر کی شہادتوں سے واضح ہوا پہلا جہاد مسلمان حاکم یاغستان یار محمد خان سے ہوا. اور سید احمد اور اسماعیل دہلوی کا عام رجحان نکاح کی طرف حد سے زیادہ مائل تھا دوران جہاد

بھی خوبصورت رنڈیاں، نوجوان لڑکیوں اور بیوہ عورتوں کو زبردستی نکاح رچاکر اپنی خواہشات کا نشانہ بناتے رہتے تھے۔ یہ ہے اسماعیلی تحریک جہاد کا پس منظر۔ اس روایت سے تاریخ ہزارہ کی روایت اور نوائے وقت کی شہادت کو تقویت ملتی ہے کہ یوسف زئی قبیلہ کی نوجوان اور بیوہ لڑکیوں سے اپنے قافلہ کے بچھڑے ہوئے مجاہدین کا زبردستی نکاح ضرور کیا ہوگا۔

ناقابل تردید تاریخی حقائق

یہ ایک ناقابل تردید تاریخی حقیقت ہے اور اسے ہرگز ہرگز جھٹلایا نہیں جا سکتا کہ سید احمد اور مولوی اسمٰعیل اور دیگر وہابیہ دیوبندیہ نے کبھی بھی انگریز سے جہاد نہیں کیا بلکہ انگریزی حکومت کو اپنی حکومت اور رحمدل گورنمنٹ سے تعبیر کرتے رہے ہاں البتہ سکھوں سے جہاد کا ڈھونگ ضرور رچایا جیسا کہ ہم اوپر مفصل بیان کر آئے ہیں اور آگے بیان کریں گے۔

اپنی گورنمنٹ

"کلکتے میں جب مولانا (اسماعیل دہلوی مصنف تقویت الایمان) نے جہاد کا وعظ فرمانا شروع کیا اور سکھوں کے مظالم کی کیفیت پیش کی تو ایک شخص نے دریافت کیا کہ آپ انگریز پر جہاد کا فتویٰ کیوں نہیں دیتے؟ آپ نے جواب دیا کہ ان (انگریزوں) پر جہاد کرنا کسی طرح واجب نہیں، ایک تو ہم ان (انگریزوں) کی رعیت ہیں دوسرے ہمارے (وہابیوں کے) مذہبی ارکان کے ادا کرنے میں وہ ذرا بھی دست اندازی نہیں کرتے۔ ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح آزادی ہے بلکہ اگر کوئی ان (انگریزوں) پر حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی (وہابیوں کی) گورنمنٹ (برطانیہ) پر آنچ نہ آنے دیں۔" (حیات طیبہ ص ۲۹۶ مصنفہ مرزا حیرت دہلوی وہابی)

بیس ۲۰ مقامات

"آپ (سید احمد) کی سوانحعمری اور مکاتیب میں بیس سے زیادہ ایسے مقامات پائے گئے ہیں جہاں کھلے اور اعلانیہ طور پر سید صاحب نے بدلائل شرعی اپنے پیرو لوگوں

کہ سرکار انگریزی کی مخالفت سے منع کیا ہے۔" (تواریخ عجیبہ صفحہ ۲۳۶)

"مولانا" محمد اسماعیل پانی پتی کی شہادت

"جناب خلیق احمد نظامی نے ۱۸۵۷ء کا تاریخی روزنامچہ کے دیباچہ میں صفحہ ۹ پر سرسید احمد خاں مرحوم کے یہ چند فقرے نقل کرکے اور ان کی تائید میں "ہنٹر کے بے بنیاد الزامات کو پیش کرکے یہ ثابت کرنے کی سعی فرمائی ہے کہ ہندوستان میں انگریزوں کے خلاف پیدا ہونے والی تحریکوں کے بانی دراصل حضرت سید احمد شہید اور حضرت شاہ اسماعیل شہید ہی تھے اور ۱۸۵۷ء میں جو کچھ ہوا وہ ان دونوں حضرات کی تبلیغ کا ہی نتیجہ تھا مگر اس بیان کو حقیقت سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ حضرت سید احمد بریلوی اور حضرت شاہ (اسماعیل) صاحب کی عملی زندگی سب پر روز روشن کی طرح عیاں ہے چناں چہ ان حضرات کے انگریزوں سے جیسے اچھے تعلقات تھے وہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔" (مقالات سرسید حصہ شانزدہم صفحہ ۳۱۸)

○ "سید صاحب اور شاہ (اسماعیل) صاحب نے جو کام نہیں کیا اور جس کے کرنے کا نہ کبھی اظہار کیا اس کو خواہ مخواہ ان کے ذمہ لگانا تاریخ کے ساتھ ظلم کرنا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ ملک کے آزاد ہو جانے کے بعد ہر مذہبی جماعت اپنے اپنے اکابر کو انگریز دشمن ثابت کرنے میں معروف ہے یہی جذبہ شاہ (اسماعیل) صاحب اور سید صاحب کو انگریز دشمن ثابت کرنے کے لئے مجبور کر رہا ہے۔" (مقالات سرسید حصہ شانزدہم صفحہ ۳۱۸)

بانی جماعت اسلامی کی شہادت

بانی جماعت اسلامی جناب مودودی صاحب لکھتے ہیں

"جس وقت یہ حضرات (سید احمد اور اسماعیل دہلوی) جہاد کے لئے اُٹھے ہیں اس وقت یہ بات کسی سے چھپی ہوئی نہ تھی کہ ہندوستان میں اصلی طاقت سکھوں کی نہیں انگریزوں کی ہے اور اسلامی انقلاب کی راہ میں سب سے بڑی مخالفت اگر ہو

> سکتی ہے تو انگریز کی ہو سکتی ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح ان بزرگوں (سید احمد اور اسماعیل دہلوی) کی نگاہ دور رس سے معاملہ کا یہ پہلو ہی اوجھل رہ گیا اور وہ انگریزوں کو چھوڑ کر سکھوں سے لڑنے لگے۔ ("تجدید و احیائے دین" اشاعت تیرہویں ص۱۳۰)

یاد رہے کہ جناب مولوی اسماعیل صاحب پانی پتی اور مودودی صاحب دونوں سید احمد و اسماعیل پرست ہیں کوئی رضوی بریلوی نہیں ہیں۔ سید احمد و اسماعیل کو حضرت سید شاہ اسماعیل شہید اور رحمۃ اللہ علیہ لکھتے بولتے ہیں۔ اور ان کے فضائل و کمالات اور بزرگی کے مداح ہیں مگر اس امر پر دونوں ہی متفق ہیں کہ سید احمد اور اسماعیل دہلوی کا جہاد انگریز کے خلاف نہیں تھا۔

معنف سیف حقانی۔ مقالات سرسید کے نام سے مقر تھرا نہ جائیں۔ مولوی اسماعیل پانی پتی صاحب سرسید کے موقف کی تائید نہیں کر رہے بلکہ حقیقت واقعی کا اعتراف کر رہے ہیں تاریخ بیان کر رہے ہیں اور پھر آپ سرسید سے کہاں بھاگ سکتے ہیں ابھی ہم سوانح قاسمی جلد اول اور جلد سوم سے سرسید کا معتبر ہونا ثابت کر چکے ہیں۔ آپ کی اگلی پچھلی ہر گلی بند کر دی ہے کہیں راہ فرار نہیں چھوڑی۔

مولوی مملوک العلی صاحب نانوتوی

آپ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی اور مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے استاد ہیں اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے استاد مولوی محمد یعقوب نانوتوی کے والد ہیں۔ آپ کے حالات زندگی یہ ہیں:

> "مولانا مملوک العلی نے دہلی میں درس و تدریس کا سلسلہ شروع کر دیا اور ۱۸۲۵ء میں دہلی کا مشہور مرکز علم مدرسہ غازی الدین "دہلی کالج" میں تبدیل ہو گیا تو مولانا رشید الدین سو روپیہ ماہوار مشاہرہ پر عربی کے صدر مدرس مقرر ہوئے اور نائب مدرس کی حیثیت سے مولانا مملوک العلی کا پچاس روپے ماہوار پر تقرر ہوا۔ مولانا مملوک العلی کے تقرر کی تاریخ یکم جون ۱۸۲۵ء ہے۔"
>
> (رپورٹ جنرل کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن بتوسط کتاب محمد احسن نانوتوی ص۱۶ و ص۱۷)

نواب صدیق حسن خاں لکھتے ہیں :

" از اعیان دہلی بودند تلمذ ایشان در علوم درسیہ با مولوی رشید الدین خان است و از طرف فرنگیان تدریس در جماعت اول مدرس دہلی بایشان تعلق است "

وہ (مولانا مملوک العلی نانوتوی) دہلی کے اکابرین سے تھے اور علوم درسیہ میں مولوی رشید الدین خاں کے شاگرد تھے مدرسہ دہلی میں انگریزوں کی طرف سے جماعت اول (عربی) کو پڑھانے کے لئے مقرر تھے۔ (تاریخ قنوج از نواب صدیق حسن خاں ص)

○ " مسٹر ٹامسن وزیٹر دہلی کالج نے ۸ نومبر ۱۸۴۱ء کو ایک رپورٹ میں مولوی مملوک العلی کے اضافہ تنخواہ کی سفارش کی تھی ان کو اسی روپیہ ماہوار تنخواہ ملنی چاہیئے بالآخر مولانا کو (پچاس کی بجائے) ساٹھ روپے تنخواہ ملنے لگی۔

(رپورٹ جنرل کمیٹی آف پبلک انسٹرکشن بحوالہ کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص)

○ " مسٹر ٹامسن نے مولانا مملوک العلی کے لئے لکھا تھا

HE IS VERY GOOD ARABIC SCHOLAR

AND VERY MUCH RESPECTED IN THE CITY.

یعنی وہ عربی کے بہت بڑے فاضل ہیں اور شہر (دہلی) میں ان کا بہت احترام ہے۔
(رپورٹ جنرل کمیٹی ۱۸۴۱ء ۳۰ نومبر جنرل پروسیڈنگ جلد چہارو ہم و سوانح مولانا احسن نانوتوی ص)

○ " دہلی کالج کے تمام انگریز پرنسپلوں کے وہ معتمد رہے، کالج کی رپورٹوں سے واضح ہوتا ہے کہ انگریز پرنسپل مولانا مملوک العلی پر بہت اعتماد کرتے تھے۔ ہر سالانہ رپورٹ میں ان کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ ایک موقعہ پر (انگریز) گورنر جنرل بہادر نے مولانا مملوک العلی کو انعام سے بھی نوازا " (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص)

○ " مولانا مملوک العلی کے صدر مدرس ہونے کی وجہ سے ہی دہلی کالج کی تعلیمی سرگرمیاں یقینی آگے بڑھیں اور مسلمانوں کی ایک ایسی کھیپ آگے تیار ہوئی جس نے (انگریزی) نظام تعلیم میں منسلک ہو کر خاطر خواہ خدمات انجام دیں۔ مولانا محمد مظہر (نانوتوی دیوبندی) مدرس آگرہ کالج، مولانا محمد منیر (دیوبندی) مدرس بریلی کالج

مولانا محمد احسن نانوتوی مدرس بنارس و بریلی کالج ، مولانا ذوالفقار علی دیوبندی مدرس بریلی کالج و ڈپٹی انسپکٹر مدارس ، مولانا فضل الرحمٰن دیوبندی ڈپٹی انسپکٹر مدارس ، ... وغیرہ بہت سے (دیوبندی) حضرات ایسے ہیں جو اسی دہلی کالج کے (انگریزی) فیض یافتہ و تربیت یافتہ ہیں اور کم وبیش ان تمام حضرات نے نئے (انگریزی) تعلیمی نظام میں منسلک ہو کر نمایاں خدمات انجام دیں اور گورنمنٹ (برطانیہ) نے بھی ان (دیوبندیوں) کی خدمات کو سراہا اور حسن صلہ سے نوازا ۔" (مولانا محمد احسن نانوتوی ص۴۱)

یاد رہے کہ اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع دیوبندی نے ص۱۰ پر لکھا ہے جو اس کے مستند ہونے کی دلیل ہے اور "مولانا" مناظر احسن گیلانی مولف سوانح قاسمی لکھتے ہیں :

○ "بہر حال میرا خیال یہی ہے کہ مولانا مملوک العلی کو ایام طلب علم میں بھی نئے (انگریزی) رنگ ڈھنگ اور نئے (انگریزی) قواعد وقوانین والی اس (انگریزی) درسگاہ کے تجربہ کا موقعہ بھی میسر آیا ...... شروع میں مولانا مملوک العلی کا تقرر صدر مدرسی پر نہیں ہوا بلکہ ہیڈ مولوی کی ماتحتی میں مددگاروں کی حیثیت میں اس (انگریزی) کالج میں چند مولوی جو کام کرتے تھے ان ہی مددگاروں میں ایک مددگار مولوی مدرس کی حیثیت کالج میں آپ کی تھی ۔" (سوانح قاسمی جلد اول ص۱۱۲)

○ " مولانا مملوک العلی صاحب جو کہ مولانا محمد یعقوب صاحب کے والد اور مولانا رشید احمد و مولانا محمد قاسم صاحب کے استاد ہیں دہلی میں دار البقا سرکاری مدرسہ تھا جس میں ملازم تھے ۔" (الہادی ماہ شعبان ۱۳۵۹ھ ص۳۲)

○ " تمہیدی بیان میں آپ سن چکے ہیں کہ حضرت مولانا مملوک العلی دلی کے عربک کالج میں سرکاری ملازم تھے ۔"

اس موقعہ پر ہم قارئین کرام و انصاف پسند حضرات سے التماس کریں گے کہ وہ خود غور کریں کہ انگریز کو آخر عربی مدارس اور عربی کالج بنانے اور علماء تیار کرانے کی کیا ضرورت تھی اور کیوں وہ اس کے لئے روپیہ پانی کی طرح بہا رہا تھا آخر اس کا کیا مفاد تھا ؟ ظاہر ہے کہ وہ عیسائیت کی بجائے اسلام کی تبلیغ کے لئے تو یقیناً ایسا نہیں کر رہا تھا

آخر اس میں کیا راز ہے اور پھر وہ نانوتہ اور دیوبند کے علماء کے سوا کسی پر اعتماد ہی نہ کرتا تھا۔ مولوی مملوک العلی نانوتوی کے تربیت یافتہ دیوبندی و نانوتوی علماء کو ملک کے کالجوں میں کیوں پھیلایا جارہا تھا۔؟

اس کا جواب اس کے سوا کچھ بھی نہیں تھا کہ لارڈ میکالے کے ان اصولوں پر عمل کرانا مقصود تھا:

لارڈ میکالے کے اصول

"ہمیں ایک ایسی جماعت بنانی چاہیئے جو ہم میں اور ہماری کروڑوں رعایا کے درمیان مترجم ہو اور یہ ایسی جماعت ہونی چاہیئے جو خون اور رنگ کے اعتبار سے تو ہندوستانی ہو مگر مذاق اور رائے، الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو۔"
(مسلمانوں کا روشن مستقبل ص۱۴۲ بحوالہ ہجر یا سوص۸۹)

بتایئے جناب یہ مترجم کون تھے۔؟ لارڈ میکالے نے لکھا تھا:

○ "عربی کالج کی مشین میں جو کل پرزے ڈھالے جاتے تھے ان کے متعلق طے کیا گیا تھا کہ صورت و شکل کے اور دیگر بیرونی لوازم کے حساب سے تو وہ مولوی ہوں اور مذاق و رائے اور سمجھ کے اعتبار سے آزادی کے ساتھ حق کی تلاش کرنے والی جماعت ہو" (سوانح قاسمی جلد اول ص۹۱ و ص۹۶)

لو صاحب! بڑی رازداری کے ساتھ اس بات کو سوانح قاسمی کے مصنف نے خود ہی کھول دیا کہ "بیرونی لوازم کے حساب سے تو وہ مولوی ہوں" آگے میکالے کے اصول کو لفاظی کے پردہ میں چھپا کر پیش کیا" اور مذاق اور رائے، الفاظ اور سمجھ کے اعتبار سے انگریز ہو" کو ہاتھ کی صفائی سے یوں کر دیا "مذاق و رائے اور سمجھ کے اعتبار سے آزادی کے ساتھ حق کی تلاش کرنے والی جماعت ہو"

بہر حال اس تحریف سے اصل بات پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اب ہمیں مسٹر میکالے کے وضع کردہ اصولوں کی روشنی میں دیکھنا یہ ہے کہ (۱) انگریز کا مترجم کون تھا؟ (۲) انگریزوں کے عربی کالج دہلی میں کونسے کل پرزے ڈھالے گئے۔؟ دیوبندی

کتب و سوانح کی روشنی میں سب کچھ کھلم کھلا موجود ہے۔ لارڈ میکالے کے اصولوں کی تعبیر تلاش کرنا کوئی ایسا راز نہیں ہے۔ ملاحظہ ہو:

گاڈفری ہیگنس کی کتاب کا ترجمہ

"مولانا محمد احسن (نانوتوی دیوبندی) نے دہلی کالج میں انگریزی بھی پڑھی تھی ان کے قلمی بیاض میں خود مولانا محمد احسن کے ہاتھ کی بعض تحریریں ہیں۔ مولانا محمد احسن نے سر سید احمد خاں کی فرمائش پر گاڈفری ہیگنس (انگریز) کی کتاب کا انگریزی سے اردو میں ترجمہ کیا...... مولانا محمد احسن (نانوتوی دیوبندی) نے نیچرل فلاسفی پر ایک مضمون لکھا تھا جو مسٹر ٹیلر پرنسپل دلی کالج کی نگرانی میں دو مرتبہ طبع ہوا۔"

(کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص۲۵)

"مولوی عبدالحق صاحب (بابائے اردو) نے اپنی کتاب مرحوم دہلی کالج میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک کتاب کے ترجمے کے لئے تیس ہزار روپئے کی منظوری دی گئی"

پھر لکھتے ہیں:

"اگر ترجمہ ایسا ہوتا جو سمجھ میں نہ آتا تو اس کی تشریح کے لئے مترجم کو معقول تنخواہ پر ملازم رکھا جاتا۔" (سوانح قاسمی جلد اول ص۹۹ از مولوی مناظر احسن گیلانی بحوالہ مرحوم دہلی کالج)

ثابت ہوا انگریزی کے مترجم اکابر علماء دیوبند تھے۔

باقی رہا یہ کہ انگریز نے اپنی پالیسی کے تحت اپنے کالج میں کون سے کل پرزے ڈھالے وہ ہم ابھی کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص۲۶ سے ثابت کرچکے ہیں

"مولانا مملوک العلی کے صدر مدرس ہونے کی وجہ سے بھی (انگریز کے) دہلی کالج کی تعلیمی سرگرمیاں یقینی آگے بڑھیں اور مسلمانوں (دیوبندی علماء) کی ایک ایسی کھیپ تیار ہوئی جس نے نئے (انگریزی) نظام تعلیم میں منسلک ہوکر خاطر خواہ خدمات انجام دیں۔ مولانا محمد مظہر (نانوتوی دیوبندی) مدرس آگرہ کالج۔ مولانا محمد منیر (دیوبندی) مدرس بریلی کالج۔ مولانا محمد احسن نانوتوی مدرس بنارس و بریلی کالج۔ مولانا ذوالفقار علی

"دیوبندی مدرس بریلی کالج و ڈپٹی انسپکٹر مدارس مولانا فضل الرحمن دیوبندی ڈپٹی انسپکٹر مدارس تو خاص ان کے اعزہ و احباب ہیں۔"

یہ ہیں جناب وہ کل پرزے جو انگریز نے دہلی کالج میں ڈھالے اور استعمال کئے۔

مولوی محمد یعقوب نانوتوی

آپ مولوی مملوک العلی نانوتوی کے صاحبزادے اور مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کے استاد تھے۔ آپ بھی انگریزی "فیض" سے فیضیاب ہوئے، ملاحظہ ہو:

"اس کے بعد (مولانا) چالیس روپے ماہوار مشاہرہ پر ملازم ہو کر (انگریزی) گورنمنٹ کالج اجمیر چلے گئے اور پانچ سال تک وہاں رہے اس کے بعد سہارنپور میں ڈپٹی انسپکٹر مدارس کے عہدہ پر ان کا تقرر ہوا۔" (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص۱۹۱)

"جب ۱۵ محرم ۱۲۸۳ھ کو مدرسہ اسلامیہ (دارالعلوم) دیوبند قائم ہوا تو مولانا محمد یعقوب صدر مدرس مقرر ہوئے۔ اس وقت مولانا محمد یعقوب سرکاری ملازمت سے سبکدوش ہو چکے تھے" (مولانا محمد احسن ص۱۹۲)

مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی

آپ مدرسہ دیوبند کے بانی ہیں، آپ بھی انگریزوں کے دہلی کالج کے تربیت یافتہ ہیں۔ آپ کے مختصر حالات یہ ہیں۔ تذکرہ علماء ہند کے مصنف مولوی رحمان علی صاحب لکھتے ہیں۔

"بعد از فراغ علوم چندے بمدرسہ انگریزی واقع دہلی تعلق گرفت"
(تذکرہ علماء ہند ص۲۱۰ نولکشور پریس لکھنؤ ۱۹۱۳ء)

ارواح ثلاثہ کی شہادت

"مولانا حبیب الرحمن صاحب (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) نے فرمایا کہ مولانا (قاسم) نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ دہلی میں مولانا مملوک علی صاحب سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے (انگریزی) کالج میں مولانا کا نام داخل تھا۔"

(ارواح ثلاثہ حکایت ۲۵۵ ص۲۰۱)

انگریز کے چلے جانے کے بعد ۱۳۷۳ھ میں مسٹر مناظر احسن گیلانی نے اپنی سوانح قاسمی میں مولوی محمد حبیب الرحمن صاحب سابق مہتمم مدرسہ دیوبند جیسے مولوی قاسم نانوتوی صاحب کے معاصر کی اس روایت کو محض لفاظی کے زور سے جھٹلانے کی ناکام کوشش کی ہے لیکن سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" میں انہیں اس بات پر ٹوکا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو

مولوی محمد یعقوب نانوتوی کا تائیدی بیان اور کتاب مولانا احسن نانوتوی کی شہادت

"مولانا مناظر احسن گیلانی نے مولانا حبیب الرحمن مرحوم سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کے اس بیان پر "مولانا نانوتوی دہلی میں مولانا مملوک العلی سے جب تعلیم پاتے تھے تو وہاں کے (انگریزی) کالج میں نام مولانا کا داخل تھا۔" کو بلا وجہ نشانہ تنقید بنایا ہے ورنہ مولانا حبیب الرحمن مرحوم نے ہی مولانا محمد یعقوب نانوتوی کی بات کو دہرایا ہے مولانا محمد قاسم نانوتوی کے دہلی سے اس تعلق کے انکار کی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔"

(کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص۲۹)

مدرسہ دیوبند، لیفٹیننٹ گورنر کے خفیہ معتمد مسٹر پامر کا معائنہ و تحسین

"۳۱ جنوری ۱۸۷۵ء بروز یکشنبہ لیفٹیننٹ گورنر کے ایک خفیہ معتمد انگریز مسمی پامر نے اس مدرسہ (دیوبند) کو دیکھا تو اس نے نہایت اچھے خیالات کا اظہار کیا اس کے معائنہ کی چند سطور درج ذیل ہیں

جو کام بڑے بڑے کالجوں میں ہزاروں روپیہ کے صرف سے ہوتا ہے وہ یہاں کوڑیوں میں ہو رہا ہے۔ جو کام پرنسپل ہزاروں روپیہ ماہانہ تنخواہ لیکر کرتا ہے وہ یہاں ایک مولوی چالیس روپیہ ماہانہ پر کر رہا ہے۔ یہ مدرسہ خلاف سرکار (برطانیہ) نہیں بلکہ موافق سرکار ممد معاون سرکار (برطانیہ) ہے"۔ (کتاب مولانا محمد احسن نانوتوی ص۲۱۷)

یاد رہے کہ اس کتاب کا تعارف مفتی محمد شفیع دیوبندی نے لکھا ہے۔

مدرسہ دیوبند کے مدرسین و ملازمین گورنمنٹ برطانیہ کے قدیم ملازم حال پنشنر تھے

> (مدرسہ دیوبند کے کارکنوں اور مدرسین کی اکثریت) "ایسے بزرگوں کی تھی جو گورنمنٹ (انگلشیہ) کے قدیم ملازم اور حال پنشنر تھے جن کے بارے میں گورنمنٹ (برطانیہ) کو شک و شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھی" (سوانح قاسمی جلد دوم حاشیہ ص۲۴۷)

مولوی رشید احمد گنگوہی

مولوی مملوک العلی صاحب نانوتوی کے شاگرد رشید مولوی محمد قاسم نانوتوی کے استاد بھائی تھے۔ فتاوٰی رشیدیہ اور امداد السلوک وغیرہ کتب کے مصنف اور مولوی محمود الحسن دیوبندی کے پیر و مرشد ہیں۔ آپ کی سوانح عمری بنام تذکرۃ الرشید مشہور دیوبندی مولوی عاشق الٰہی میرٹھی نے مرتب کی ہے۔ آپ انگریز بہادر کے "سچے جانثار و وفادار تھے"۔ آیئے تذکرۃ الرشید کی روشنی میں بات کریں تاکہ کسی کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملے کہ جھوٹے الزام لگاتے ہیں۔

سرکار انگریزی کا فرمانبردار ہوں

جب آپ پر غلط فہمی کے باعث بغاوت کا الزام لگا تو آپ نے صاف فرمایا:

> "میں جب حقیقت میں سرکار (انگریزی حکومت) کا فرمانبردار رہا ہوں۔ تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا اگر مارا بھی گیا تو سرکار (انگریزی حکومت) مالک ہے اُسے اختیار ہے جو چاہے کرے" (تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۸۰)

دیکھئے مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی صاف صاف اقرار کر رہے ہیں میں حقیقت میں سرکار انگلشیہ کا فرمانبردار رہا ہوں اور مجھ پر بغاوت کا الزام جھوٹا ہے۔ سرکار انگلشیہ کو اپنا مالک و مختار بھی تسلیم کر رہے ہیں۔

○ تذکرۃ الرشید حصہ اول ص۷۳ پر الزام بغاوت اور اس کی کیفیت کے زیر عنوان صاف لکھا ہے:

"جن ز جنگ آزادی کے مجاہدین) کے سروں پر موت کھیل رہی تھی۔ انہوں نے کمپنی کے امن و عافیت کا زمانہ قدر کی نظر سے نہ دیکھا اور اپنی رحمدل گورنمنٹ (انگلشیہ) کے سامنے بغاوت کا علم قائم کیا۔" (تذکرۃ الرشید حصہ اول صفحہ ۷۴)

سرکار انگلشیہ کے باغیوں سے رشید و قاسم کی جنگ

"ایک مرتبہ ایسا بھی اتفاق ہوا کہ حضرت امام ربانی (مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (نانوتوی) طبیب روحانی اعلیٰحضرت حاجی (امداد اللہ) صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب کے ہمراہ تھے راستہ میں بندوقچیوں سے مقابلہ ہو گیا یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار (انگلشیہ) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے یا ہٹ جانے والا نہ تھا۔ اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار (انگلشیہ) پر جانثاری کے لئے تیار ہو گیا اللہ رے شجاعت و جوانمردی کہ جس ہولناک منظر سے شیر کا پتہ پانی اور بہادر سے بہادر کا زہرہ آب ہو جائے وہاں چند فقیر ہاتھوں میں تلواریں لئے جم غفیر بندوقچیوں کے سامنے اپنے جتھے گویا زمین نے پاؤں پکڑ لئے ہیں۔" (تذکرۃ الرشید حصہ پہلا صفحہ ۷۴)

ثابت ہوا کہ مولوی رشید احمد گنگوہی اور مولوی قاسم صاحب بانی مدرسہ دیوبند ان کے اپنے بقول اپنی سرکار انگلشیہ کی حمایت میں مسلمانوں سے جوانمردی سے لڑتے تھے۔ اور یہ بھی دیکھئے ان پر بغاوت کا جھوٹا الزام لگانے والے کون تھے۔ بڑی رازداری کے ساتھ اس بات کو خود ہی کھول دیا۔ فرماتے ہیں:

بغاوت کا جھوٹا الزام

"جب بغاوت و فساد کا قصہ فرو ہوا اور رحمدل گورنمنٹ (انگلشیہ) کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پاکر باغیوں کی سرکوبی شروع کی تو جن بزدل مفسدوں کو سوائے اس

> کے بنی نہ مانی کا کوئی چارہ نہ تھا کہ جھوٹی سچی تہمتوں اور مخبری کے پیشے سے سرکاری خیرخواہ اپنے کر لیتے بسر کریں انہوں نے اپنا رنگ جمایا اور مولوی محمد قاسم و مولوی رشید احمد جیسے ان گوشہ نشین حضرات پر بھی بغاوت کا جھوٹا الزام لگایا اور مخبری کی۔"
> (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص۷۴)

اس سے ثابت ہوا کہ آج جو دیوبندی مولوی مصنف سیف حقانی کی طرح دیوبندی وہابی علماء کو جنگ آزادی کا ہیرو ثابت کرنے کے لئے تاریخ کو مسخ کرتے ہیں وہ ان حضرات پر جھوٹی تہمت لگاتے ہیں، مگر یہ عجیب بات کہ ہم ان حکومت انگلشیہ کے فرمانبرداروں کی فرمانبرداری ثابت کریں تو آجکل کے دیوبندی وہابی ملاں ہم پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم ان کے اکابر پر جھوٹی تہمت لگا رہے ہیں۔

انگریز کے تاحیات دلی خیرخواہ

> "جیسا کہ آپ حضرات (مولوی محمد قاسم بانی مدرسہ دیوبند و مولوی رشید احمد گنگوہی) اپنی مہربان سرکار (انگلشیہ) کے دلی خیرخواہ تھے تازیست دلی خیرخواہ ہی ثابت رہے۔" (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص۷۹)

حوالہ جات تو تذکرۃ الرشید سے مزید نقل کئے جا سکتے ہیں مگر اختصار مانع ہے کیونکہ ابھی اور بھی بہت سے فرمانبرداروں اور دلی خیرخواہوں کا تذکرہ کرنا ہے۔ لہٰذا آیئے دیوبندی قوم کے انگریزی حکیم الامت کا تھوڑا سا ذکر ہو جائے۔ کیونکہ آپ تھوڑی ہی بات پسند کرتے تھے

مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی

دیوبندی شیخ الاسلام مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی جمیعت العلماء ہند کے بیان کو جواب دیتے ہوئے کہتے ہیں:

> "دیکھئے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہمارے اور آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو یہ کہتے ہوئے

سنا گیا کہ ان کو چھ سو روپیہ ماہوار حکومت (برطانیہ) کی جانب سے دیئے جاتے تھے اسی کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ گو مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو اس کا علم نہ تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے مگر حکومت ایسے عنوان سے دیتی تھی کہ اس کا شبہ بھی نہ گزرتا تھا۔" (مکالمۃ الصدرین ص۱۱)

بتایا جائے کہ تھانوی صاحب کیا انگریزوں کے پیرو مرشد یا روحانی پیشوا تھے یا استاذ تھے آخر چھ سو روپیہ ماہوار جو آج کے چھ ہزار سے بھی زیادہ ہے آخر کس خدمت کے صلہ میں دیتی تھی اور تھانوی صاحب کے حواس کہاں گم ہو گئے تھے انہیں چھ سو روپیہ ماہوار جتنی بڑی رقم کے ماہوار ہاتھ آنے کا پتہ بھی نہ چلتا تھا کہ کون دیتا ہے کیوں دیتا ہے اور کس لئے دیتا ہے۔؟

انگریزوں نے ہمیں آرام پہنچایا

"ایک شخص نے مجھ (مولوی اشرفعلی تھانوی) سے دریافت کیا تھا کہ اگر تمہاری حکومت ہو جائے تو انگریزوں کے ساتھ کیا برتاؤ کرو گے، میں نے کہا محکوم بنا کر رکھیں گے کیونکہ جب خدا نے حکومت دی ہے تو محکوم بنا کر ہی رکھیں گے مگر ساتھ ہی اسکے نہایت راحت و آرام سے رکھا جائے گا اس لئے کہ انہوں نے (یعنی انگریزوں نے) ہمیں (دیوبندیوں کو) بہت آرام پہنچایا ہے۔"

(الافاضات الیومیہ حصہ چہارم ص۲۹۷ زیر ملفوظ ۱۳۶۱)

تبلیغی جماعت اور انگریزی وظیفہ

"مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی ناظم اعلیٰ جمعیت العلماء ہند نے کہا کہ مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت کی طرف سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔"

(مکالمۃ الصدرین ص۱۱ مرتبہ مولوی طاہر احمد قاسمی دیوبندی)

جمعیت العلماء اسلام اور انگریزی رقوم

"مولانا حفظ الرحمٰن صاحب (ناظم جمعیت العلماء ہند) کی تقریر کا خلاصہ یہ تھا کہ کلکتہ میں جمعیت العلمائے اسلام حکومت (برطانیہ) کی مالی امداد اور اس کے ایماء سے قائم ہوئی ہے۔ مولانا آزاد سبحانی جمعیت العلماء اسلام کے سلسلہ میں دہلی آئے ۔۔۔ مولانا آزاد نے یہ خیال ظاہر کیا کہ ہم جمعیت العلماء ہند کے اقتدار کو توڑنے کے لئے ایک علماء کی جمعیت قائم کرنا چاہتے ہیں۔ گفتگو کے بعد طے ہوا کہ گورنمنٹ (برطانیہ) ان کو کافی امداد اس مقصد کے لئے دے چنانچہ ایک بیش قرار رقم اس مقصد کے لئے منظور کر لی گئی اور اس کی ایک قسط مولانا آزاد سبحانی کے حوالہ بھی کر دی گئی۔ اس (انگریزی) روپیہ سے کلکتہ میں (جمعیت العلماء اسلام کا) کام شروع کیا گیا۔ مولوی حفظ الرحمٰن (سیوہاروی) صاحب نے کہا کہ یہ اس قدر یقینی روایت ہے کہ اگر آپ اطمینان فرمانا چاہیں تو ہم اطمینان کرا سکتے ہیں۔"

(مکالمۃ الصدرین صلا وصلا)

جی ہاں! اب بتایئے کہ لارڈ میکالے کے اصول کیا ہیں۔ اور ان اصولوں پر دیوبندی وہابی پورے اترتے ہیں یا سنی بریلوی۔؟ اور اس کا صحیح حقیقی اور واقعی مصداق کون ہیں۔

میرے خیال میں اب آپ کو خفیہ رپورٹوں کے لئے لندن برطانیہ برٹش لائبریری جانا ہی پڑے گا۔ اور دیکھئے جاتے ہوئے وزیر اعظم برطانیہ مسٹر کیلہن کے نام مفتی محمود کا سفارشی رقعہ ضرور لیتے جایئے کیونکہ برطانوی وزیر اعظم کے حالیہ دورۂ پاکستان کے موقع پر مفتی محمود ان کے ساتھ دعوتیں اڑاتے رہے ہیں اور اچھا خاصہ تعارف نہیں بلکہ قرب حاصل کر لیا ہے۔ اگر وہاں خفیہ رپورٹیں نہ بھی ہوئیں تو وہ اپنے پرانے فرمانبرداروں کو نئی تیار کروا دیں گے۔ آخر وہ رحمدل گورنمنٹ تو ہے آپ کی حالت زار پر ضرور رحم کھائے گی۔ اور وہاں سے آتے ہوئے اپنی نو مولود سوادِ اعظم (جعلی) اہلسنت

کے لئے بیش قرار رقم بھی لیتے آنا. ضرورت پڑے تو مولانا آزاد سبحانی اور جمیعت العلماء اسلام کے قیام کے وقت ملنے والی بیش قرار رقم کے حوالہ سے بات کریں کام بن جائیگا.

چند بے دلیل دعوے

مصنف نے اپنی پُر خرافات تصنیف کا شیش محل ہوا پر تعمیر کیا ہے وہ دعویٰ پر دعویٰ کرتا چلا گیا ہے اور دلیل و ثبوت کو غالباً آخرت پر موقوف کر دیا ہے. علماء اہل سنت پر بازاری انداز میں الزام تراشی کرتا ہے تو بے دلیل. اپنے اکابر کی قصیدہ خوانی کرتا اور زمین آسمان کے قلابے ملاتا ہے تو بے دلیل اُن کو مجاہدین تحریک آزادی قرار دیتا ہے تو بے دلیل. کسی بھی تو بات کا ثبوت یا دلیل پیش نہیں کرتا. اگر کوئی حوالہ نقل کرتا بھی ہے تو ۹۹ فی صد یقیناً غلط و بے محل ہوتا اور اس کا حلیہ بگاڑ کر اپنی خود آرائی کے سانچہ میں ڈھال اور غلاظت و خرافات میں لپیٹ کر پیش کرتا ہے — ہم ہر بات کا نمبروار نوٹس لے رہے ہیں — لیجئے تحریک آزادی سے متعلق اس کے چند دعوؤں کا پوسٹ مارٹم ملاحظہ فرمائیے — لکھتا ہے:

(۱) "انگریز کے مقابلہ پر آئے تھے..... میدان شاملی وتھانہ بھون (دیوبند) میں کون تھے. اسی میدان میں حضرت حافظ ضامن صاحب شہید ہوئے"
(سیف حقانی ص۱۱)

(۲) "حضرت (رشید احمد) گنگوہی کی چھ ماہ قید کس غرض سے تھی"
(سیف حقانی ص۲)

پھر اسی بات کو سیف حقانی کے ص۱۱۶ پر دوسرے لفظوں میں یوں لکھتا ہے:

"حافظ محمد ضامن شہید کی رنگین قبا، گنگوں کا خون گواہ ہے........ حضرت گنگوہی سنت نبوی کا یہاں تک پاس کہ مخلصین کے الحاح و اصرار اور دلائل کے باوجود تین دن سے زیادہ پوشیدہ در روپوش رہنا گوارہ نہ ہوا."
(سیف حقانی ص۱۱۶)

(۳) خاک بالاکوٹ جن کی غیرت دین کی امین و شاہد ہے حق کے لئے مرنا بھی ہر دور

> میں علماء حق اپنے عمل سے بتاتے رہے یہ دودھ پینے والے مجنوں نہ تھے"
> (سیف حقانی صفحہ ۱۳۶)

مصنف نے صفحہ ۱۵۴ پر باب نہم مولانا فضل حق خیر آبادی اور رضاخانیوں کا دجل کے نام سے قائم کیا ہے اور رنگ برنگی لن ترانیوں اور بدزبانیوں کے بعد ایک ایک بات کو دس دس بار لکھنے کے بعد احساس کمتری میں مبتلا ہو کر بکتا ہے۔

(۴) "چوری اور سینہ زوری کی مشہور عالم کہاوت سنتے تو ہمیشہ سے آئے تھے پر یہ رنگ ڈھنگ رضاخانیوں کے دیکھئے کہ کس غیرہ چشمی اور ڈھٹائی سے مجاہدین آزادی کی قربانیوں کو اپنے کھاتے میں دکھانا چاہتے ہیں۔" (سیف حقانی صفحہ ۱۵۸)

پھر بلکتا ہے اور تھک ہار کر جھک مارتا ہے:

> "یہ (سنی بریلوی) دعویدار ہیں زور سے جبر سے دھاندلی سے جیسے بن پڑے دعویٰ ہے کہ ہم ۱۸۵۷ء میں دہلی کے معرکے کے ہیرو تھے۔ کیسے بھائی وہی بات علامہ (فضل حق) خیر آبادی ارے خدا کے بندو اس بے چارے (علامہ فضل حق خیر آبادی) سے تمہارا (بریلویوں کا) کیا واسطہ وہ کیا لگتے تھے تمہارے...؟"
> (سیف حقانی صفحہ ۱۵۹)

علامہ احقانی کا گھٹیا بازاری و ناولسانہ اور مسخرانہ انداز تحریر ہے۔ مداریوں کے انداز میں بکتا ہے اور بے ہودہ شیخی بگھارتا ہے۔ یہ ہیں وہ چار چوٹی کے وسوسے اور ناپاک دعوے جن کو کتاب میں متعدد جگہ بے ڈھنگے انداز میں دہرایا گیا ہے۔ اگرچہ ہم نے اسی باب میں اکابر دیوبند کی انگریز پرستی کے عنوان سے ان اور اس قسم کے جھوٹے اور بے بنیاد دعووں کی اچھی طرح چمڑی اُدھیڑی ہے۔ لیکن مختصر جواب یہاں بھی ضرور عرض کریں گے۔

بے دلیل دعووں کا جواب

مصنف کی یہ ڈھٹائی اور سینہ زوری ہے کہ وہ جھوٹ اور غلط باتوں کو پورے وثوق و اعتماد کے انداز میں پیش کرتا ہے۔ دیوبندی ملاؤں میں یہ کمال شاذ گنتی کے چند ہی افراد کو

حاصل ہو۔ دن کو رات اور رات کو دن کہنا اور اس پر جم جانا علامہ احمقانی ہی کا کمال ہے مصنف نے جو بے دلیل دعوے کئے ہیں۔ ان کے جوابات یہ ہیں :

۱۔ مصنف کو اس قدر سفید جھوٹ بولنے سے قبل مشہور دیو بندی مولوی عاشق الٰہی میرٹھی کی کتاب تذکرۃ الرشید دیکھ لینی چاہیے تھی، مگر دیکھے تو وہ جس نے سچ بولنا ہو اور سچی بات کہنی ہو۔ ان کے مذہب نامہذب میں (معاذ اللہ) خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے تو پھر یہ خود جھوٹ کیوں نہ بولیں۔ بہر حال تذکرۃ الرشید جلد اول ص۷۴ و ص۷۵ پر اس معرکہ اور حافظ ضامن کے ہلاک ہونے کے متعلق یوں لکھا ہے :

> "حضرت امام ربانی (مولوی رشید گنگوہی) اپنے رفیق جانی مولانا قاسم العلوم (نانوتوی) اور طبیب روحانی اعلیحضرت حاجی صاحب و نیز حافظ ضامن صاحب ہمراہ تھے کہ بندوقچیوں سے مقابلہ ہوگیا۔ یہ نبرد آزما دلیر جتھا اپنی سرکار (انگلشیہ) کے مخالف باغیوں کے سامنے سے بھاگنے اور ہٹ جانے والا نہ تھا اس لئے اٹل پہاڑ کی طرح پرا جما کر ڈٹ گیا اور سرکار (انگلشیہ) پر جانثاری کے لئے طیار ہوگیا.... چنانچہ آپ پر فیریں ہوئیں اور حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ زیر ناف گولی کھا کر شہید بھی ہوگئے" (تذکرۃ الرشید جلد اول ص۷۴ و ص۷۵)

لو صاحب بلی تھیلے سے باہر آگئی۔ چلا پتہ تھانہ بھون کے میدان اور حافظ ضامن کی شہادت کا۔؟ یہ سرکار برطانیہ پر علماء دیو بند کی جانثاری تھی۔ یہ لوگ انگریز دشمنوں اور ایسٹ انڈیا کمپنی سے برسر پیکار مجاہدین آزادی سے اپنی سرکار کی حمایت میں لڑ رہے تھے نہ کہ گورنمنٹ (سرکار برطانیہ) سے لڑ رہے تھے ۔

خرد کا نام جنون رکھ دیا جنوں کا خرد
جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

آپ اپنے گھر کے جواب اور اپنے اکابر کے بیان و کلام سے بھی مطمئن نہ ہوں اور ڈوم ڈھاریوں کی طرح چیخ پڑیں تو پھر حضرت گنگوہی کی چھ ماہ قید کس غرض کے لئے آئیے یہ بھی اپنے گھر والوں ہی سے پوچھئے :

"جب بغاوت و فساد کا قصہ فرد ہوا اور رحمدل گورنمنٹ کی حکومت نے دوبارہ غلبہ پاکر باغیوں کی سرکوبی شروع کی تو جن بزدل مفسدوں کو سوائے اس کے اپنی رہائی کا کوئی چارہ نہ تھا کہ جھوٹی سچی تہمتوں اور مخبری کے پیشہ سے سرکاری خیرخواہ اپنے کو ظاہر کریں انہوں نے اپنا رنگ جمایا اور ان گوشہ نشین حضرات (مولوی رشید گنگوہی مولوی قاسم نانوتوی وغیرہ) پر بھی بغاوت کا الزام لگایا اور یہ مخبری کی کہ تھانہ (بھون) کے فساد میں اصل الاصول یہی (دیوبندی) لوگ شامل تھے اور شاملی کی تحصیل پر حملہ کرنے والا یہی (گنگوہی کا) گروہ تھا بستی کی دو کانوں کے چھپر انہوں نے تحصیل کے دروازہ پر جمع کئے اور اس میں آگ لگادی یہاں تک کہ جس وقت آدھے کواڑ جل گئے ابھی آگ بجھنے بھی نہ پائی تھی کہ ان نڈر ملانوں نے جلتی آگ میں قدم بڑھائے اور بھڑکتے ہوئے شعلوں میں گھس کر خزانہ سرکار (برطانیہ) کو لوٹا تھا۔ حالانکہ یہ کمل پوش فاقہ کش نفس کش (دیوبندی گنگوہی نانوتوی) حضرات فسادوں سے کوسوں دور تھے۔" (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص۷۶)

گنگوہی کے چھ مہینہ حوالات میں رہنے کی یہ وجہ تھی جو گنگوہی صاحب کے سوانح نگار نے بتائی ان گوشہ نشینوں پر بغاوت کا جھوٹا الزام لگایا گیا وہ تو اس فساد (جنگ آزادی) سے کوسوں دور تھے۔ اور پھر یہ سوچنے کی بات ہے جیسا کہ مصنف سیف حقانی نے خود بھی لکھا ہے کہ حضرت گنگوہی چھ مہینہ حوالات میں رہے — سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ بغاوت کی سزا چھ ماہ قید ہوتی ہے۔ بغاوت کے الزام میں مجاہد اہل سنت علامہ فضل حق خیر آبادی علیہ الرحمۃ کو تو پھانسی کی اور کالے پانی کی سزا دی جارہی ہے لیکن گنگوہی جی کو صرف چھ ماہ حوالات کی سزا دی جارہی ہے یہ کیا ہے۔؟ وجہ صرف یہ تھی کہ گنگوہی صاحب کی گرفتاری بغاوت کے الزام میں ہوئی تھی ورنہ وہ حقیقی طور پر سرکار انگلشیہ کے باغی نہ تھے اور جب تفتیش میں ثابت ہوگیا کہ گنگوہی سرکار برطانیہ کا باغی نہیں ہے تو چھ ماہ کے بعد چھوڑ دیا۔ یہ بات بھی مولوی رشید احمد گنگوہی کے تذکرہ نگار نے بڑی صاف گوئی سے بیان کر دی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

" حضرت امام ربانی قطب الارشاد مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہٗ کو اس سلسلہ میں امتحان کا بڑا مرحلہ طے کرنا تھا اس لئے گرفتار ہوئے اور چھ مہینہ حوالات میں بھی رہے آخر جب تحقیقات اور پوری تفتیش و چھان بین سے کالشمس فی نصف النہار ثابت ہوگیا کہ آپ پر جماعت مفسدین کی شرکت کا محض الزام ہی الزام اور بہتان ہی بہتان ہے اس وقت (گنگوہی صاحب غیر مشروط) رہا کئے گئے "

(تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص۸۰)

گنگوہی کا اپنا اعتراف

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی اپنے خلاف سن کر کہہ رہے تھے :

" میں جب حقیقت میں سرکار (گورنمنٹ انگلشیہ) کا فرمانبردار رہا ہوں تو دلبغاوت کے، جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا "

(تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص۸۰)

مولوی رشید گنگوہی کا عدالتی بیان اور رہائی کا حکم

" جس وقت (مولوی رشید احمد گنگوہی) حاکم کے حکم سے عدالت میں بلائے جاتے تو ظاہر ہو کر بے تکلف گفتگو کرتے جو وہ (حاکم) دریافت کرتا بے تکلف اس کا جواب دیتے تھے آپ نے کبھی کوئی کلمہ دبا کر یا زبان کو موڑ کر نہیں کہا۔ کسی وقت جان بچانے کے لئے تقیہ نہیں کیا جو بات کہی سچ کہی اور جس بات کا جواب دیا خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر بالکل واقع کے مطابق اور حقیقت حال کے موافق کبھی آپ سے سوال ہوا کہ رشید احمد تم نے مفسدوں (مجاہدین آزادی) کا ساتھ دیا اور فساد کیا؟ آپ جواب دیتے ہمارا کام فساد کا نہیں نہ ہم مفسدوں (مجاہدین تحریک آزادی) کے ساتھی، کبھی دریافت ہوتا کہ تم نے سرکار (گورنمنٹ برطانیہ) کے مقابلہ میں ہتھیار اُٹھائے۔؟ آپ اپنی تسبیح کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہمارا ہتھیار تو یہ ہے۔ کبھی حاکم دھمکاتا کہ ہم تم کو پوری سزا دیں گے۔ آپ

فرمائے کیا مضائقہ ہے مگر تحقیق کرکے۔ ایک مرتبہ حاکم نے پوچھا کہ تمہارا پیشہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کچھ بھی نہیں مگر زمینداری غرض حاکم نے ہر چند تحقیق کیا اور تجسس و تفتیش میں پوری کوشش صرف کردی مگر کچھ ثابت نہ ہوا۔۔۔۔۔ آخر بری کئے گئے اور فیصلہ سنایا گیا کہ رشید احمد رہا کئے گئے۔"

(تذکرۃ الرشید پہلا حصہ ص۸۲ و ص۸۵)

گنگوہی صاحب خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر حلفیہ بیان دے رہے ہیں۔ نہ میں مجاہدین آزادی کا ساتھی نہ میں نے ہتھیار اٹھائے۔ نہ میں نے سرکار انگلشیہ کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا مگر مصنف سیف حقانی لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے اس کے برعکس کہہ کر گنگوہی کو تحریک آزادی کا علی بابا بنا رہا ہے

ع شرم اس کو مگر نہیں آتی

۳۔۔۔ رہا بالاکوٹ کا معاملہ اس پر ہم گذشتہ اوراق میں مفصل روشنی ڈال چکے ہیں اور تاریخ ہزارہ، روزنامہ نوائے وقت ملتان ۲ نومبر ۱۹۷۸ء، مقالات سرسید ص۲۱۸ حصہ شانزدہم، تجدید و احیاء دین، حیات طیبہ، تواریخ عجیبہ، سیرت سید احمد، ارواح ثلاثہ کے حوالوں سے بہت کچھ لکھ چکے ہیں اور مفصل عرض کر چکے ہیں۔ اس کا جواب (انشاء اللہ) مصنف اور اس کے اکابر سے تاقیام قیامت نہ بن سکے گا۔

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

۴۔۔۔ اب سنیئے مجاہد اہل سنت فاتح افرنگ علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی بات جن کے متعلق بے بصیرت واندھے مصنف نے آنکھیں بند کرکے یہ سوال کیا

"وہ کیا لگتے تھے تمہارے"؟

بتاؤں وہ ہمارے کیا لگتے تھے سنو وہ وہی علامہ فضل حق خیر آبادی ہیں جنہوں نے عقائد وہابیہ کی دھجیاں اڑائیں، مسئلہ شفاعت و دیگر مسائل میں اسماعیل قتیل سے مناظرہ کرکے اس کو عاجز و ساکت کیا اور اسماعیل شہید بیلی نجد کے رد میں "تحقیق الفتویٰ"

نامی مدلل کتاب تحریر فرمائی اور انکار شفاعت وغیرہ سے متعلق تقویۃ الایمان کی عبارات کفر پر بدیں الفاظ شرعی حکم واضح فرمایا:

> "قائل ایں کلام لاطائل از روئے شرع مبین کافر و بیدین است ہرگز مومن و مسلمان نیست"
> (سیف الجبار ص۳۰ بحوالہ تحقیق الفتویٰ از علامہ خیر آبادی قدس سرہٗ)

یہ وہی مولانا فضل حق خیر آبادی ہیں جن کے والد کا نام گرامی مولانا فضل امام وہابیت کے لئے موت کا پیغام ہے۔ یہ وہی مولانا فضل حق خیر آبادی ہیں جن کے متعلق سوانح قاسمی میں مذکور ہے:

> "مولانا اسماعیل شہید اور مولانا فضل حق خیر آبادی (جو مولانا عبدالحق خیر آبادی کے والد ماجد تھے) ان دونوں بزرگوں میں باوجود ہمدرس ہونے کے مسئلہ امتناع نظیر پر علمی زور آزمائیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ آخر میں بات بہت دور تک پہنچ گئی اسی کے بعد ولی اللہی خاندان کے دینی علماء اور خیر آباد کے معقولاتی مولویوں کے درمیان اختلاف کی خلیج بہت زیادہ وسیع ہو گئی تقریر و تحریر میں علمی حدود سے تجاوز کر کے سب و شتم پر لوگ اتر آئے۔"
> (سوانح قاسمی جلد اول ص۲۸۳ و ص۲۸۴)

پھر حاشیہ میں لکھا ہے:

> "مولانا اسماعیل شہید کی اس سیدھی سادی بات کو مولانا فضل حق صاحب نے منطقی زور آزمائیوں کی جولانگاہ بنالیا دونوں طرف سے موٹی موٹی کتابیں شائع ہوئیں"
> (حاشیہ ص۲۸۴)

بتایئے جناب! علامہ فضل حق خیر آبادی قدس سرہٗ ہمارے لگتے تھے یا تمہارے لگتے تھے۔ آخر تم نے تاریخ اور حقائق کو مسخ کرنے کا ٹھیکہ کیوں اٹھالیا ہے؟

اور پھر امکان کذب کے مسئلہ کا تو آپ کو بھی اعتراف ہے کہ علامہ فضل حق خیر آبادی قتیل دہلوی کے سخت خلاف تھے۔ یہ کوئی معمولی بات ہے ہنسی مذاق کی چیز ہے۔

علامہ خیر آبادی بھی انگریز کے ایجنٹ تھے

علامہ احمقانی سیف احمقانی میں ہم سے پوچھتا ہے کہ وہ کیا لگتے تھے تمہارے؟ ہم بھی پوچھتے ہیں کہ وہ کیا لگتے تھے تمہارے۔ جبکہ دیوبندی کٹھ پتلی ضیاء القاسمی غلام آبادی اسسٹنٹ سیکرٹری جعلی سواد اعظم غلام خانی اہل سنت صاف صاف بکتے ہیں:

> "اس گروہ (اہل سنت بریلوی مکتب فکر) کی ابتداء خیر آباد کے ایک مولوی (فضل حق) سے ہوئی وہ (علامہ فضل حق) انگریز کا معروف ایجنٹ تھا۔"
>
> (ہفت روزہ افریشیا لاہور ۳۰، اپریل ۱۹۷۱ء صہ ۱۳)

اب خود ہی بتاؤ علامہ فضل حق ہمارے تھے یا تمہارے تھے۔ اگر تمہارے تھے تو قتیل دہلوی کے متعلق ان کے شرعی فتویٰ پر ایمان لاؤ۔ تقویت الایمان کو پھونک دو اور بقول ضیاء القاسمی انگریز کے اس معروف ایجنٹ کو اپنا کہہ کر خود بھی انگریز کے دلال بنو۔ اگر علامہ فضل حق اپنے جملہ عقائد سمیت تمہارے نہیں اور بفضلہ تعالیٰ یقیناً نہیں تو پھر اس حقیقت کا اعتراف کرو کہ دیوبندی ملاں اپنی انگریز پرستی پر پردہ ڈالنے اور عوام کو مغالطہ و فریب دینے کے لئے دوسروں کو بلا وجہ اور بلا ثبوت انگریز کا ایجنٹ قرار دیتے ہیں اور یہ مرض دیوبندی قوم میں عام پایا جاتا ہے اور اس مرض کے جراثیم ہر دیوبندی کے خون میں شامل ہیں

الزامات کی گردان

خدا جانے مصنف سیف حقانی نے کس خبط اور جنون کی کیفیت میں مبتلا ہو کر یہ ناپاک کتاب لکھی تھی اس سے بحث نہیں کہ اس میں زلزلہ اور تبلیغی جماعت کے کسی ایک حوالہ کو بھی نہیں جھٹلایا گیا یا جواب دیا گیا۔ ہمیں تو افسوس اور تعجب اس بات پر ہے اس نے اگرچہ کتاب کے دس باب باندھے ہیں مختلف عنوان قائم کئے ہیں مگر انگریز پرستی کا ہذیان ہر جگہ نظر آتا ہے۔ عنوان خواہ کچھ ہی ہو انگریز انگریز کا دورہ پڑتا ہے اور الزامات وخرافات کے اعادہ و گردان میں کچھ حیا محسوس نہیں کرتا۔ ملاحظہ ہو ایک ہی بات

بار بار بارہا بار۔

مسئلہ دارالسلام و دارالحرب ص۱۲ و ص۲۱ و ص۹۵ و ص۱۲۵ وغیرہ پر موجود ہے۔ رشید گنگوہی کی قید اور حافظ ضامن کے قتل کے قصے ص۱۰۵ و ص۱۱۶ و ص۱۵۷ و ص۱۹۳ پر موجود ہیں مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف الزام تراشی ص۱۱ و ص۲۲ و ص۱۲۳ و ص۱۶۱ و ص۱۹۲ پر موجود ہے۔ گدی نشین مارہرہ کے خلاف بازاری بکواس ص۱۱ و ص۲۰ و ص۱۲ و ص۲۲ و ص۲۶ پر موجود ہے۔

الغرض پوری کتاب الزام تراشی کی گردان پر مشتمل ہے۔ یہ کیا "زلزلہ" کا جواب ہے یہ کیا "تبلیغی جماعت" کارد ہے۔ دھماکہ۔ سوانح اعلیٰحضرت۔ سیف حقانی۔ بریلوی فتنہ کا نیا روپ۔ آخر آپ زلزلہ کے کتنے جواب دیں گے۔ کتنے جوابات سے آپ مطمئن ہوں گے۔ آخر کیوں آپ پر دن کا چین اور رات کی نیند حرام ہوگئی ہے۔ کہیں یہ سارے جواب آپ کی من گھڑت تاویلات کا بھانڈا تو نہ پھوڑ دیں گے۔ آپ کو کسی طرح سکون نہیں آرہا۔ آپ احساس کمتری میں مبتلا ہیں اور "زلزلہ" موت کا پیغام بن کر گردن پر کھڑا ہے اور نقد جواب کا مطالبہ کر رہا ہے اور کرتا رہے گا۔

مصنف کو معلوم ہونا چاہیے الزام لگانا آسان اور جرم ثابت کرنا مشکل ہوتا ہے۔ جوڑ توڑ اور کھینچا تانی کر کے کسی کو مجرم قرار نہیں دیا جاسکتا۔ حوالہ جات ایسے واضح اور قطعی غیر مبہم ہونے چاہئیں جیسے ہم نے نقل کیے ہیں۔

دیوبندی دفاع کا ایک نیا حربہ

موجودہ دور کے دیوبندیوں وہابیوں نے علماء اہل سنت کے دلائل و براہین سے عاجز آکر اپنی کتابوں کے مختلف ایڈیشنوں میں ترمیم و تحریف شروع کر دی ہے کیونکہ وہ نہ تو اپنی غلطی کا اعتراف جائز سمجھتے ہیں نہ تو وہ رجوع کرتے ہیں نہ اپنے اکابر سے اظہار بیزاری و لاتعلقی کرتے ہیں۔ مگر چونکہ علماء اہل سنت کا دباؤ بڑھ رہا ہے اور عوام میں ان کی کوئی رکیک و ذلیل تاویل نہیں سنی جاتی۔ ہر میدان میں ان کو پسپائی ہو رہی ہے لہٰذا اب انہوں نے اسی میں بہتری سمجھی ہے کہ اپنی کتابوں میں

ترمیم و تحریف کی جائے اور آئندہ چھپنے والی کتابوں میں قابل اعتراض عبارات کو شامل نہ کیا جائے۔ اب تک ہمارے مطالعہ میں جو واقعات آئے ہیں ان میں تذکرۃ الرشید، تحذیر الناس، حفظ الایمان کے نئے اور پرانے ایڈیشن ہیں نئے ایڈیشنوں میں پرانے ایڈیشنوں کے برعکس کافی تحریف کی گئی ہے۔ اس کا اگر ضرورت پیش آئی تو ہم مفصل ذکر کریں گے۔

قارئین کرام کی ضیافت طبع کے لئے ہم اس وقت صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ شاملی اور تھانہ بھون کے واقعات کے متعلق جو کچھ مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی نے تذکرۃ الرشید حصہ اول میں تحریر کیا تھا سوانح قاسمی جلد ۲ میں شاملی اور تھانہ بھون کے ان تمام واقعات کو مولوی مناظر احسن گیلانی نے تلف کر دیا ہے جس سے دیوبندی اکابرین کا انگریز کو رحمدل گورنمنٹ کہنا اور خود کو گورنمنٹ انگلشیہ کا فرمانبردار کہنا ثابت تھا۔ ایسا کیوں؟

ع بے خودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہے جس کی پردہ داری ہے

اس میں نکتہ صرف یہ ہے کہ تذکرۃ الرشید جس وقت چھپا تھا اس وقت ان کا آقا انگریز یہاں موجود تھا حکومت کا کنٹرول اس کے ہاتھ میں تھا لہذا اس وقت انگریزی حکومت کو رحمدل گورنمنٹ اور بغاوت کرنے اور جنگ آزادی لڑنے والے مجاہدین کو باغی لکھا اور خود کو سرکار انگلشیہ کا فرمانبردار ثابت کیا اور سرکار انگلشیہ کو اپنا مالک و مختار سمجھا۔ ملاحظہ ہو تذکرۃ الرشید ص۷۴، ۷۹ ص۸۰ پہلا حصہ۔

یاد رہے کہ تذکرۃ الرشید ۵ فروری ۱۹۰۸ء کی طبع شدہ ہے۔ جب انگریز ہندوستان پر قابض تھا اس وقت انگریز کی قصیدہ خوانی میں ان کا مفاد تھا ـــــ اب جبکہ انگریز مردود دفع ہوا ملک آزاد ہو گیا تو ان کا فائدہ اس میں ہے کہ انگریز کی تعریف نہ کی جائے اور دوسروں پر انگریز پرستی کے الزامات لگائے جائیں۔ لہذا انگریز کے جانے کے بعد ۱۳۷۳ھ میں چھپنے والی سوانح قاسمی میں شاملی اور تھانہ بھون کے وہ واقعات تلف کر دیئے جس سے انگریز کی وفاداری اور انگریز پر جانثاری

کا ثبوت ملتا تھا ملاحظہ ہو سوانح قاسمی جلد ۲۔

لہٰذا مصنف سیف حقانی نے کمال مکاری سے وہی واقعات لکھے ہیں جو سوانح قاسمی میں مذکور ہیں۔ انگریزی عہد میں چھپنے والے تذکرۃ الرشید کے حقیقی واقعات کو دیدہ دانستہ پوشیدہ رکھا گیا۔

یہ ہے ان کا دین و ایمان ہوا کا رخ دیکھ کر ہوا کے ساتھ چلتے ہیں۔ آج انگریز یہاں ہوتا تو سوانح قاسمی میں وہی ہوتا جو تذکرۃ الرشید میں ہے۔ نئے اور جھوٹے واقعات گھڑنے اور حقائق پر پردہ ڈالنے کی نوبت نہ آتی۔

باب دوم

عقائد اہل سنّت

مصنف سیف حقانی کا پاگل پن ملاحظہ ہو۔ اس نے بزعم خود اہل سنت وجماعت بریلوی مکتب فکر کے جو عقائد خود گھڑ کر ان کے ذمہ لگائے ہیں وہ مختلف صفحات پر بکھرے پڑے ہیں اور باب کی بندش سے آزاد ہیں اور ایک دوسرے سے متضاد ومختلف ہیں۔ ملاحظہ ہو:

صفحہ ۲۸ پر خدا کی توہین۔ صفحہ ۳۶ پر قرآن کی توہین۔ صفحہ ۴۱ پر خدا کی توہین۔ صفحہ ۴۸ کوک شاستر۔ صفحہ ۵۰ توہین رسالت۔ صفحہ ۵۶ انکار شفاعت۔ صفحہ ۶۵ پر رضاخاں سب سے اونچا۔ صفحہ ۶۶ پر نصرانی وستاتن دھرم۔ صفحہ ۶۷ رضاخانی توحید و رسالت۔ صفحہ ۶۹ پر رضاخانی قاضی الحاجات و رضاخانی مکہ مدینہ اور خدا۔ صفحہ ۷۰ رضاخانی جنت وقبوری شریعت کا کلمہ۔ صفحہ ۷۲ درود میں روافض وخوارج کی اتباع۔ صفحہ ۷۳ رضاخانی وصایا۔ صفحہ ۷۵ بریلوی دین کا قرطاس ابیض۔ صفحہ ۸۵ پر واحدانیت خدا کا مذاق۔ صفحہ ۸۸ خدا کی خدائی اور رسول کی ختم نبوت کا انکار۔ صفحہ ۹۰ پر فرقہ رضاخانی کی رفض نوازیاں۔ صفحہ ۹۴ داعیان تثلیث۔ صفحہ ۹۸ رضاخانی دین کا ماخذ مسیحیت۔ صفحہ ۱۳۰ پولوس یہودی کا اسوۂ سیئہ۔ صفحہ ۱۷۰ رضاخانی شریعت کے ارکان عشرہ جیسے عنوانات قائم کر کے من گھڑت الزامات کو اہل سنت وجماعت کے عقائد قرار دیکر بڑی ڈھٹائی اور بے شرمی سے ان کا جاہلانہ انداز میں رد کر کے شیخی بگھاری اور شوخی دکھائی ہے۔ حوالہ جات وعبارات میں سخت خیانت اور تحریف سے کام لیا ہے دیدہ ودانستہ غلط معنی پہنائے گئے ہیں۔ ہم اس باب میں اہل سنّت کے

صحیح عقائد پیش کریں گے۔ جو عقائد تھوپے گئے ہیں ان کا راز طشت از بام کریں گے۔

خدا کی توہین کا الزام

مصنف نے بڑے طمطراق سے ص۲۸ پر مداح اعلیٰحضرت کے حوالے سے چند اشعار نقل کئے ہیں اور ان کو بزعم خود معاذ اللہ خدا کی توہین قرار دیا ہے وہ اشعار یہ ہیں:

کس کے آگے ہاتھ پھیلائیں گدا	چھوڑ کر در آپ کا احمد رضا
گر مصیبت میں کوئی چاہے آقا مدد	دفع فرما دیں بلا حضرت اعلیٰ رضا
مانگ لے اب جو مانگتا ہے محب	دینے والا ہے اعلیٰ ہمارا رضا
دین و دنیا میں میرے بس آپ ہیں	میں ہوں کس کا آپ کا احمد رضا
کون دیتا ہے مجھے کس نے دیا	جو دیا تم نے دیا احمد رضا
دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا	ہاں مدد فرما شہا احمد رضا

اس پر ہم مصنف اور اس کے بڑے بڈھوں سے یہ کہنا چاہیں گے اگر وہ "مداح اعلیٰحضرت" مذکرہ بالا اشعار اس ترتیب سے دکھا دیں تو ہم مصنف کی حیثیت کے مطابق اس کو مبلغ بیس روپیہ نقد انعام دیں گے۔

اور پھر اس کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا تعالیٰ کی توہین کیونکر قرار دیا جا سکتا ہے جبکہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرات اولیاء اللہ قدست اسرارہم کی امداد و اعانت حقیقت میں اللہ تعالیٰ ہی کی امداد ہے کیونکہ یہ اولیاء اللہ ہیں کو اولیاء مت دعت اللہ اور بفضلہ تعالیٰ دینا اور امداد و اعانت فرما کر غنی و مالدار کرنا محبوبان خدا کے لئے ثابت ہے قال ربنا تبارک و تعالیٰ وما نقموا الا ان اغناھم اللہ و رسولہ من فضلہ اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اس کے رسول نے اپنے فضل سے۔

اور پھر اس کو کیا کہئے مرثیہ گنگوہی مصنفہ مولوی محمود الحسن دیوبندی میں تو اس سے کہیں زیادہ سنئے جبکہ دیابنہ انبیاء کرام و اولیاء عظام کی امداد و عطا کے قائل بھی نہیں۔ ملاحظہ ہو شیخ دیوبند مدح مولوی گنگوہی میں کہتے ہیں:

(۱) غریب و عاجز و بیکس کہیں کیا اور کدھر جائیں — ہوئی ہے میزبان خلق کی جنت میں مہمانی
(۲) حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب — گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی
(مرثیہ گنگوہی صفحہ ۹)

(۳) خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے — مرے مولا مرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی
(۴) جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا — مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی
(۵) ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا ہو گیا گمراہ — وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی
(مرثیہ گنگوہی صفحہ ۱۱)

درحقیقت ان اشعار میں خدا تعالیٰ کی توہین ہے کیوں کہ ان میں دیوبندی شیخ الہند خدا تعالیٰ سے پوچھ رہا ہے۔

حوائج دین و دنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

کیا معاذ اللہ رب تعالیٰ خود مجبور و بیکس ہے جو اس سے پوچھا جا رہا ہے کہ دین و دنیا کے حوائج کہاں لے جائیں قبلہ حاجات روحانی و جسمانی رشید گنگوہی تو مر کر مٹی میں مل گیا۔ آیئے اس شعر (۲) پر علماء دیوبند کا فتویٰ ملاحظہ ہو

"قبلۂ حاجات روحانی و جسمانی کے یہ معنی ہوں کہ وہ خود بخود بلا حق تعالیٰ کی منظوری و اجازت کے حاجات پوری کرنے والے ہیں تو یہ شرک ہے کفر ہے اس سے توبہ فرض ہے۔ اور اگر یہ معنی ہوں کہ وہ دعا کر دیں گے اور اللہ تعالیٰ سب حوائج پوری کر دیں گے یہ درجہ حاصل ہے تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے یہاں ثابت اوروں کے یہاں ثابت نہیں۔ شعر یوں پڑھیئے:

حوائج دین و دنیا کے فقط اللہ سے لیں گے
وہی ہے قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

فقط جمیل احمد تھانوی مفتی جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور
۱۱ شوال ۱۳۹۳ھ

○ حاجت روا خواہ حاجات دنیوی ہوں یا اُخروی ہوں صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں ہے جو کوئی اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کو حقیقتاً حاجت روا سمجھے وہ بحکم قرآن مشرک ہے چنانچہ ارشاد ہے ومن الناس من یتخذ من دون اللہ انداداً یحبونھم کحب اللہ الی اخر الایات ھذا واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

عبدالرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی
۸ شعبان ۱۳۹۳ھ

(ماخوذ رشید گنگوہی علماء دیوبند کی نظر میں ص ۶۰)

اسی طرح تیسرے شعر میں مولوی رشید احمد گنگوہی کو مربی خلائق کہا گیا، خلائق جمع خلق کی ہے تو پورے مصرعہ کا مطلب یہ ہوا، خدا اُن (رشید احمد گنگوہی) کا مربی (پالنے والا) تھا اور مولوی رشید احمد گنگوہی مربی خلائق پوری خلقت اور تمام جہان کے پالنے والے تھے۔ اور پھر چوتھے شعر میں تو کمال ہی کر دیا۔ جدھر کو آپ (مولوی رشید احمد) مائل تھے اُدھر ہی حق بھی دائر تھا، میرے قبلہ میرے کعبہ تھے حقانی ہے حقانی یہ ہے تنقیص خداوندی —— ذرا قبلہ و کعبہ کہنے کے متعلق خود گنگوہی صاحب کا فتویٰ ملاحظہ کیجئے لکھتے ہیں:

سوال: قبلہ و کعبہ یا قبلہ دارین کعبہ کونین یا قبلہ دینی و کعبہ دنیوی یا مثل ان الفاظ کے القاب و آداب...... کسی کو تحریر کرنے جائز ہیں یا نہیں حرام ہے یا غیر حرام مکروہ تحریمی یا تنزیہی

الجواب: ایسے کلمات مدح کے کسی کی نسبت کہنے اور لکھنے مکروہ تحریمی ہیں لقولہ علیہ السلام ملا نظر وفی الحدیث رواہ البخاری و المسلم جب زیادہ حد شان نبوی سے کلمات آپ کے واسطے ممنوع ہوئے تو اور کسی دوسرے کے واسطے کس طرح درست ہو سکتے ہیں۔

(فقط واللہ اعلم رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ ص ۱۹۸)

اور پھر چوتھے شعر میں تو حد ہی کر دی۔ جدھر کو آپ رشید گنگوہی مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا۔ گویا حق گنگوہی جی کے اشاروں پر چلتا ہے۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

مصنف سیف حقانی کو مدح اعلیٰحضرت کے شعر تو نظر آ گئے اور اس نے بزعم خود اس کو خدا تعالیٰ کی توہین بھی قرار دے دیا۔ لیکن وہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کو کیا کہے گا۔ وہ اپنے پیر طریقت حضرت نور محمد صاحب علیہ الرحمۃ کی مدح میں ان کو مدد کے لئے پکارتے ہوئے لکھتے ہیں:

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا	ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفےٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا	عشق کی پُرسکے باتیں کانپتے ہیں دست و پا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا	آسرا دنیا میں ہے ازبس تمہاری ذات کا

(امداد المشتاق ص۱۱۶ وشمائم امدادیہ ص۸۳)

بتائیے ان اشعار کے متعلق کیا فتویٰ ہے؟ یہ اشعار مولوی رشید احمد گنگوہی نے امداد السلوک میں بھی لکھے ہیں۔

حاضر و ناظر کا اطلاق

ص۴۳ پر بعنوان خدا حاضر ناظر نہیں لکھتا ہے خدا کی توہین ملاحظہ ہو حنفی سلسلہ اسلام ۲ ص۲۳ فرماتے ہیں:

"اللہ عزوجل کے لئے لفظ حاضر و ناظر خاص نہیں" اس کے بعد ملاں جی بے چین طبیعت کے ساتھ لکھتا ہے تو حضور والا پھر کس کے لئے خاص ہے اگر عام ہے تو کس کس کے لئے۔ اس کے ساتھ ہی ملاں جی نے دو تین آیات بھی نقل کر دی ہیں جو اس مفہوم کی ہیں "خدا تمہارے ساتھ ہے" حالانکہ بات حاضر و ناظر کے اطلاق سے متعلق ہو رہی ہے مگر یہ جاہل حاضر و ناظر کے معنیٰ و مفہوم کو کیا سمجھے اس نے اپنی جہالت و حماقت کا جھنڈا ضرور گاڑا ہے کاش کہ یہ جاہل مطلق منتہی الارب الصحاح اور مجمع بحار الانوار المصباح المنیر وغیرہ میں حاضر و ناظر کے معانی تلاش کرتا تو اس قدر کھلی جہالت کا مظاہرہ نہ کرتا۔ عالم میں حاضر و ناظر کے شرعی معنیٰ یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھے اور

قریب وبعید کی آوازیں سُنے یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کرے خواہ یہ روحانی طور پر ہو یا جسمانی طور پہ ہو. اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرات انبیاء ورسل علیہم السلام و بزرگان دین کو یہ طاقت حاصل ہے. بلاشبہ اللہ تعالیٰ نحن اقرب الیہ من حبل الورید اور علیٰ کل شی قدیر ہے اور عالم الغیب ہے اور اللہ تعالیٰ کی یہ صفت اور شان قرآن عظیم سے ثابت ہے اور ہم انبیاء ورسل علیہم السلام کو علیٰ کل شی قدیر نحن اقرب الیہ من حبل الورید. عالم الغیب نہیں مانتے اور حاضر وناظر ہونا اللہ تعالیٰ کی صفت نہیں ہے نہ کسی آیات واحادیث میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر کہا گیا نہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنہ میں حاضر وناظر کا نام شامل ہے. نہ صحابہ کرام یا تابعین یا ائمہ مجتہدین یا سلف صالحین میں سے کسی نے اللہ تعالیٰ کے لئے حاضر وناظر کا نام استعمال کیا. اور نہ یہ نام اللہ تعالیٰ کے شایان شان ہے. یہ مصنف کی اپنی مرضی ہے کہ وہ بے لگام ہو کر جس چیز کو چاہے اللہ تعالیٰ کی توہین قرار دے. اور دل کی بھڑاس نکالے متلاشیان حق وانصاف اگر چاہیں تو اس سلسلہ میں امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی تصانیف جلیلہ اور کتاب جاء الحق ورسالہ تسکین الخواطر وقہر خداوندی ملاحظہ کر سکتے ہیں.

مصنف نے اس سلسلہ میں جو چند آیات نقل کی ہیں وہ قطعی بے محل ہیں. اولاً تو وہ اللہ تعالیٰ کے حاضر وناظر ہونے کے اثبات میں نہیں. دوم ان میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر نہ کہنے کو ان میں توہین قرار نہیں دیا. مصنف کو چاہیئے کہ وہ بے موقع وبے محل آیات نقل کرکے اپنی قرآن دانی کا رعب جمانے کی بجائے اس مفہوم کی آیات نقل کرکے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر نہ ماننا اس پاک ذات کی توہین ہے.

اختیارات وتصرف

مصنف نے جنون وہابیت سے مغلوب ہو کر حنفی سلسلہ اسلام ص۲۵ کے حوالے سے یہ بھی لکھا ہے

"حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں تمام جہاں حضور

کے زیر حکومت و تصرف میں ہے، جو چاہیں کریں جسے چاہیں دیں جس سے چاہیں واپس لیں اور تمام جہان ان کا محکوم ہے اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ احکام شریعت حضور کے قبضہ میں دیئے گئے جس پر جو چاہیں حرام فرمائیں، جس کے لئے جو چاہیں حلال کریں فرض جس پر چاہیں معاف فرمائیں"

بتائیے جناب اسمیں کون سی بجلی گر گئی تھی جو خرمن نجد تباہ ہو گیا، اگرچہ ہم نے حنفی سلسلہ اسلام نہیں دیکھا اور محولہ بالا عبارت بھی تحریف شدہ معلوم ہو رہی ہے لیکن اس عبارت میں بھی یہ تو ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق، اور یہ بھی ہے:

"تمام جہان اُن (نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا محکوم اور وہ اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں" (سیف حقانی ص۱۲)

مصنف نے چوری الفاظ کی بدترین مثال قائم کرتے ہوئے اس عبارت میں سوا کا لفظ ختم کر دیا، بہرحال جب یہ ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق ہیں اور اپنے رب کے محکوم ہیں تو پھر آخر یہ چینی کیوں ہے، کیا یہ غلط ہے۔

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اور یاد کرو جب تمہارے رب نے فرشتوں سے فرمایا میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں

خلیفہ کا لغوی معنیٰ نائب ہے دیکھو فیروز اللغات ص۳۱۰ خلیفہ (نائب) احکام و اوامر و دیگر تصرفات میں اصل کا نائب ہوتا ہے۔ یہ آیہ کریمہ سیدنا آدم علیہ السلام سے متعلق ہے۔ لیکن ہمارے آقا و مولیٰ حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم جملہ انبیاء و رسل علیہم السلام سے افضل و اعلیٰ برتر و بالا ہیں، کیا وہ اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق نہیں کیا اللہ تعالیٰ کا نائب بے کس و بے بس اور مجبور و بے اختیار ہو گا اور اس کو اپنے رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے تصرف کی قدرت حاصل نہ ہو گی۔ یہ کتنی صریح جہالت ہے اللہ تعالیٰ کے نائب کے اختیارات و تصرفات کا انکار درحقیقت اللہ تعالےٰ کی قدرت کا ہی انکار ہے۔

مصنف نے اس سلسلہ میں وہ آیات بھی نقل کی ہیں کہ لَہُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ الخ مخلوق اسی اللہ کی ہے اور حکم بھی صرف اسی کا اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ……

مصنف کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ اس نے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مفہوم کو سمجھا ہی نہیں ہے۔ وہ محبوب و محب میں فرق سمجھتا ہے حالانکہ یہاں میرا تیرا نہیں ہے یہ بے بصیرت لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا اور لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ کے معنی ومفہوم سے مطلق ناآشنا ہے۔ اپنی موروثی جہالت کے سبب جو آیات طیبہ بے محل نقل کی ہیں ان میں یہ ہرگز ثابت نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مطلقاً اختیارات نہیں دیئے۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کے مالک وقادر ہونے کا اثبات ہے انبیاء کرام علیہم السلام کے تصرف واختیارات کی نفی نہیں ہے۔ مصنف کو نفی کی دلیل پیش کرنا چاہیے تھی۔ مگر نہیں کر سکتا۔

تعجب ہے کہ جاہل مصنف اتنا اندھا ہو گیا کہ عظمت وشان رسالت سے متعلق اسے کوئی آیت نظر نہیں آتی۔ ملاحظہ کیجئے کیا یہ آیات قرآن عظیم میں نہیں ہیں۔؟

○ وَمَا نَقَمُوْا اِلَّا اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ اور انہیں کیا برا لگا یہی نا کہ اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا (پارہ ۱۰ التوبہ)

○ وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَرَسُوْلُہٗ اِنَّا اِلَی اللّٰہِ رٰغِبُوْنَ اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ ورسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ ہی کی طرف رغبت ہے (پارہ ۱۰۔ التوبہ)

قرآن پاک ہی میں ہے:

○ قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ الخ لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے

اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے۔

نیز فرمایا:

○ اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْ. وہ لوگ کہ پیروی کریں گے اس بھیجے ہوئے غیب کی باتیں بتانے والے امی کی جسے لکھا پائیں گے اپنے پاس توریت و انجیل میں وہ انہیں حکم دے گا بھلائی کا اور روکے گا برائی سے اور حلال کرے گا ان کے لئے ستھری چیزیں اور حرام کرے گا ان پر گندی چیزیں اور اتارے گا ان پر سے ان کا بھاری بوجھ اور سخت تکلیفوں کے طوق جو ان پر تھے۔

معلوم نہیں وہابیوں کو آدھا قرآن پڑھنے اور آدھا کو نظر انداز کرنے اور غلط معنی پہنانے کا مرض کیوں ہے۔؟ یا ان کو مذکورہ بالا آیات نظر نہیں آئیں۔

مصنف سیف حقانی کو یہ بھی گوارا نہیں کہ کوئی مسلمان یہ کہے کہ حضور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ ہو سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مصنف نے اپنے نقل کردہ اسی حوالہ میں بزعم خود اس کا بھی تمسخر اڑانے کی کوشش کی۔ یہی کچھ بابائے وہابیت قتیل دہلوی کہتا رہا ہے کہ

"رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا" (تقویت الایمان ص۶۵)

اب اس احمق اور اس کے گرو بابائے وہابیت کو کون سمجھائے کہ تمہیں قرآن کا نام لے کر قرآن عظیم کی تکذیب کرتے ہوئے شرم نہیں آتی۔ کیا قرآن عظیم میں یہ نہیں ہے وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى اور کیا حدیث قدسی میں یہ نہیں ہے كُلُّهُمْ یَطْلُبُوْنَ رِضَائِیْ وَاَنَا اَطْلُبُ رِضَاكَ یَا مُحَمَّدُ صلی اللہ علیہ وسلم۔

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے کچھ نہ ہوتا تو کعبہ قبلہ کیونکر قرار پاتا۔ ؟ کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے چاہنے سے مسلمان نہیں ہوئے۔ ؟ کیا حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاہنے سے ڈوبا ہوا سورج واپس نہیں ہوا۔ چاند دو ٹکڑے نہیں ہوا۔ ؟

ایک طرف تو حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام حتیٰ کہ سید الانبیاء، حبیب خدا نائب خالق ارض و سما محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ایسے معاندانہ عقائد ہیں۔ دوسری طرف اپنے ملاؤں کے متعلق کھلم کھلا کہتے ہیں

> نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا ۔ اُس کا جو حکم تھا تھا سیف قضائے مبرم
> (مرثیہ گنگوہی صلا)

مولوی رشید گنگوہی کا حکم قضائے مبرم کو کاٹنے والی تلوار تھا۔ اور اسی پر بس نہیں آگے ملاحظہ ہو:۔

> مردوں کو زندہ کیا زندہ کو مرنے نہ دیا ۔ اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم
> (مرثیہ گنگوہی صلا)

اور پھر حق تو گنگوہی جی کے معاذ اللہ اشاروں پہ چلتا ہے :۔

> جدھر کو آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا ۔ مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی
> (مرثیہ گنگوہی صلا)

مولوی رشید احمد گنگوہی جی کی تو یہ شان ہے انہوں نے:۔

> حضرت قاسم و امداد کو مرنے نہ دیا ۔ بلکہ زندہ ہی رکھا علی وجہ اتم
> (مرثیہ گنگوہی صلا)

بتایئے دیو بندیت کی دیواریں منہدم کر دینے والی ان مبالغہ آرائیوں کا ان کے پاس کیا جواب ہے جو ان کے اپنے بقول شرک خالص خدا تعالیٰ کی اور قرآن کی توہین اور نہ جانے کیا کیا ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آنکھوں پر پٹی باندھ اپنی سیف حنفیہ میں لکھا یہ جا رہا ہے کہ :

"رضا خانی دین کے پرستاروں نے صاف صاف کہہ دیا۔

خدا کے پلے میں بجز وحدت کے رکھا کیا ہے ۔ جو لینا ہے ہمیں سے لیں گے مصطفےٰ سے

(سیف حقانی ص۳۲)

الزام تو بڑی فراخدلی سے لگا دیا لیکن یہ نہیں بتایا۔ رضا خانی دین کے پرستاروں نے یہ کہاں لکھا ہے۔ اور کچھ نہیں تو چٹان کا ہی حوالہ دے دینا تھا یا کم از کم پروفیسر رومی ہی کا نام لے دینا تھا۔ بلا دلیل و ثبوت الزام تراشی کرنا اور پھر زبان درازی کے بل بوتے پر یہ کہنا "کیا یہ فتنہ اور اس کی خطرناکی قادیانی دجال سے کم ہے؟ خود دجال و کذاب ہونے کا کھلا اعتراف ہے یا نہیں۔؟ اگرچہ ہم نے حنفی سلسلۂ اسلام نامی کوئی کتابچہ نہیں دیکھا۔ مگر اپنے تجربہ مجربہ کی بنا پر ان کی تراش خراش سے واقفیت کے باعث اس کے نقل کردہ حوالوں کی چوری صاف محسوس کر رہے ہیں اہل سنت کے ذمہ وہ عقائد تھوپے جا رہے ہیں جن کا ان سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ہم بہتر جانتے ہیں کہ علماء اہل سنت کے عقائد و نظریات کیا ہیں۔ اور وہ بات کس انداز میں کہتے ہیں اور پھر یہ بات ثابت نہیں کہ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری قدس سرہٗ کی کوئی کتاب حنفی سلسلہ اسلام کے نام سے موجود ہے۔ اگر بالفرض یہ کتاب ہو بھی سہی تو یہ یقین نہیں کہ علامہ مرحوم نے اس انداز میں یہ باتیں کہی ہوں جو مصنف کہہ رہا ہے اور اگر بالفرض یہی کچھ علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب علیہ الرحمۃ کا عقیدہ تسلیم کر لیا جائے تو پھر اس کی زد دیوبندی شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری پر بھی پڑے گی۔ کیونکہ دیوبندی شیخ التفسیر اور سابق امیر جمعیۃ العلماء اسلام آنجہانی احمد علی لاہوری ان ہی علامہ ابوالحسنات کی بہت عزت و تعظیم کرتے تھے جن کو دیوبندی مصنف معاذ اللہ منکر قرآن ٹھہرا رہا ہے۔ ملاحظہ ہو

"ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی کی دعوت پران کے مدرسہ شیش محل میں میٹنگ تھی حضرت (مولوی احمد علی) پہلے سے کرسی پر تشریف فرما تھے۔ مودودی صاحب اور مولانا ابوالحسنات (سید محمد احمد بریلوی) بعد میں تشریف لائے حضرت

> شیخ (احمد علی) ہر دو اصحاب کے لئے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر ان کو گلے لگا لیا۔" (ہفت روزہ خدام الدین ۸۔ ۱۰ مارچ ۱۹۶۳ء ص ۱)

اور پھر ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس عمل کا صدر مولانا ابو الحسنات صاحب کو تسلیم کرنے والے یہی دیوبندی اکابرین عطاء اللہ بخاری۔ احمد علی لاہوری۔ عبد اللہ درخواستی وغیرہ تھے۔ لہٰذا وہ مصنف سیف حقانی کے بقول ایک منکر قرآن کو اپنا صدر بنا کر خود بھی منکر قرآن ہوئے۔ مذکورہ بالا اور اس قسم کے بہت سے دیوبندی ملاں مصنف کے اس فتویٰ سے نہیں بچ سکتے۔

مگر مصنف کا یہ سارا تانا بانا ہی غلط ہے اور اس کی چوری کا یقین ہمیں اس سے بھی ہوتا ہے کہ اس نے سیف حقانی کے ص ۳۶ پر قرآن کی توہین کے زیر عنوان شرح استمداد ص ۱۵ کے حوالہ نقل کیا ہے:

> "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری خدائی طاقت دی گئی ہے جب ہی تو خدا کی طرح مختار کل ہیں اور خدا کے نائب کل"

اور کشف ضلال دیوبند ص ۹۶ کے حوالہ سے لکھا ہے:

> "قرآن و حدیث کے خلاف پر بزرگوں کے قول سے سند پکڑنا جائز ہے"
> (سیف حقانی ص ۳۶)

ہم دیوبندیوں کے اس کذاب مصنف کو منہ لگانے کو تیار نہیں۔ جب آدمی جھوٹ بولنے پر کمر باندھ لے تو اس کو کیا کہا جائے۔ مگر ہم اس کذاب کے استاذ مفتی محمود کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ میدان میں آئیں اپنے کذاب شاگرد کے مذکورہ بالا دونوں حوالہ جات ثابت کر کے ہم سے ایک ہزار روپیہ نقد انعام حاصل کریں۔ اور ہم مزید ایک ہزار روپیہ اس پر انعام دیں گے کہ کوئی یہ ثابت کر دے کہ امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ یا کسی بھی عالم اہل سنت کی کوئی کتاب کشف ضلال دیوبند کے نام سے دنیا میں موجود ہے۔ ہم چیلنج کرتے ہیں کہ ان دونوں کتب تو کیا اگر سیدنا اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی کسی کتاب سے یہ الفاظ ثابت کر دیں تو ہم اس کو ایک ہزار روپیہ

دیں گے۔ مصنف بے شرمی سے کہتا ہے "گل مک گئی" حالانکہ ہم بھی کہہ سکتے ہیں کہ جھوٹ دی حد مک گئی، حقیقت یہ ہے کہ نام نہاد سیف حقانی جیسی سو فیصد خالص جھوٹی کتاب ہم نے نہیں دیکھی۔

علم ماکان وما یکون

مصنف نے مسئلہ علم غیب پر بھی مختلف گفتگو کی ہے مگر وہی چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے اس مسئلہ کو بھی تھوڑا تھوڑا مختلف صفحات پر زیر بحث لایا ہے مگر وہی بنیادی غلطی جو ان کے بڑے کرتے آئے ہیں یہ لوگ ان عقائد ونظریات کا رد نہیں کرتے جو علماء اہلسنت کے ہیں بلکہ اپنی طرف سے ایک عقیدہ گھڑ کر سنیوں کے سر تھوپیں گے اور پھر محقق بن کر اس کا رد کریں گے۔ مسئلہ علم غیب ہی کو لے لیجیے۔ اس میں پہلے تو اہل سنت پر یہ الزام لگائیں گے کہ یہ لوگ انبیاء و اولیاء کو عالم الغیب سمجھتے ہیں اور پھر ایسی آیات واحادیث نقل کریں گے جن سے اللہ تعالیٰ کے عالم الغیب ہونے کا اثبات ہے۔ حالانکہ ان لوگوں کو ایسی آیات واحادیث پیش کرنی چاہیے کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد بھی فلاں چیز کا علم اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا نہیں فرمایا۔ یہی چیلنج بار بار اعلیٰحضرت امام اہل سنت قدس سرہ نے ان کو دیا مگر لاجواب رہے سنیے:

سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کا چیلنج

> "ہاں ہاں تمام نجدیہ دہلویہ گنگوہی جنگلی کوہی سب کو دعوت عام ہے اجمعوا شرکاء کم چھوٹے بڑے سب اکٹھے ہو کر ایک آیت قطعی الدلالتہ یا ایک حدیث متواتر یقینی الافادہ چھانٹ لائیں جس سے صاف صریح طور پر ثابت ہو کہ تمامی نزول قرآن عظیم کے بعد اشیاء مذکورہ ماکان و مایکون سے فلاں امر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر مخفی رہا جس کا علم حضور کو دیا ہی نہ گیا"
>
> (انباء المصطفےٰ صفحہ ۹ از سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز)

سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمتہ کے اس چیلنج کا جواب آج تک اکابر دیوبند

نہ دے سکے تو بے چارہ اپنے منہ علامہ قریشی کی کتاب پر طمانچہ ہے جو جواب دے۔ اس کا انحصار تو ہوائی فائرنگ پر ہے۔ مصنف نے ص۳۳ کے علاوہ ص۱۲ اور چند دیگر مقامات پر بھی اس مسئلہ کو چھیڑا ہے مگر وہی چار سو بیسی اور ہیرا پھیری۔ لکھتا ہے:

> "چنانچہ دیکھئے دبریلوی کہتے ہیں اولیاء بھی عالم الغیب ہیں۔ اولیاء اللہ عالم الغیب ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے غیب دانی ان کے اختیار میں دے دی ہے۔ جب چاہیں غیب کی بات معلوم کر لینا ان کے اختیار و قابو میں ہے۔"
> (الامن والعلی ص۲۰۵)

> ○ صفحہ ۲۰ پر لکھتا ہے "خدا کے ساتھ نبی بھی عالم الغیب"......

حالانکہ اہل سنت وجماعت حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام اور بزرگان دین اولیاء کاملین قدست اسرارہم کو عالم الغیب نہیں مانتے۔ عالم الغیب کہنا اور بات ہے اور بعطاء الٰہی علم غیب ماننا اور بات ہے اور مصنف الامن والعلی ص۲۰۵ تو کیا اپنے نقل کردہ الفاظ الامن والعلی کے کسی بھی صفحہ پر نہیں دکھا سکتا۔ ہم نے مصنف کے اس حوالہ کو بہتان سمجھنے کے باوجود اپنے مکمل اطمینان کے لئے الامن والعلی کو چھان مارا۔ لیکن مصنف کے نقل کردہ الفاظ کہیں نہیں ملے۔ ہم مصنف کے استاد مفتی محمود کو چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اپنے ہونہار شاگرد کے نقل کردہ الفاظ دکھا کر ایک ہزار روپیہ مزید انعام حاصل کریں ورنہ اس کذاب کے منہ میں لگام دیں۔

محدث اعظم پاکستان کا
منظور سنبھلی کو چیلنج

> "آپ (مولوی منظور سنبھلی) نے اعلحضرت قبلہ قدس سرہٗ العزیز پر افترا کیا ہے کہ انہوں نے اپنی کتابوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عالم الغیب کہنا عرفاً جائز بتایا ہے اگر آپ میں ذرہ سی بھی سچائی ہو تو زیادہ نہیں ایک ہی کتاب پیش کر دیجئے لفظ عالم الغیب کا اطلاق ہم بھی عرفاً غیر خدا عزوجل پر نہیں کرتے مگر

بعطائے الٰہی سید الانبیاء۔ بلکہ جمیع انبیاء۔ بلکہ اولیاء کرام کے لئے بھی علم غیب مانتے ہیں۔" (نصرت خداداد ص ۳۲ از محدث اعظم ابوالفضل مولانا محمد سردار احمد قدس سرہٗ)

یہی کچھ فقیر نے اپنی کتاب انوارِ حق بجواب اظہارِ حق میں لکھا ہے۔ لیکن اس کے باوجود دیوبندی ملاں وہی مرغ کی ایک ٹانگ کیے جا رہے ہیں اور حماقت یہ ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خداداد علم غیب شریف کی نفی میں آیات نقل کریں گے تو وہ ایسی ہوں گی جنہیں یا تو اللہ عزوجل کے عالم الغیب ہونے کا بیان ہوگا یا ذاتی و غیر متناہی علم غیب کی نفی ہوگی۔ دیکھئے مصنف نے سیف حقانی ص ۳۴ پر چند ایک آیات نقل کی ہیں وہ آیات معہ جوابات یہ ہیں۔

پہلی آیت انما الغیب للہ اس آیت سے ہرگز یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب عطا نہیں فرمایا۔

دوسری آیت قل لا یعلم من فی السمٰوٰت و الارض الغیب الا اللہ کا معنی یہ ہے۔ کہو اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ نہیں جانتا جو کوئی کہ آسمانوں اور زمین میں ہے غیب کی بات کو مگر اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ اس آیت کے تحت تفسیر انموذج جلیل میں ہے معناہ لا یعلم الغیب بلا دلیل الا اللہ او بلا تعلیم او جمیع الغیب اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ بغیر دلیل یا بغیر بتائے (بلا تعلیم خداوندی) یا سارے غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ چنانچہ روض النضیر شرح جامع صغیر میں امام مناوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں اما قولہ لا یعلم خمس بانہ لا یعلمہا احد بذاتہ ومن ذاتہ الا ھو۔ اسی طرح امام نووی کے فتاویٰ اور امام ابن حجر مکی کے فتاویٰ حدیثیہ اور شرح شفا خفاجی میں ہے اختصار مانع ہے ورنہ مفصل لکھا جاتا۔ الغرض اس میں نفی علم ذاتی ہی کی ہے اور یہی مطلب ہے کہ خود بخود نہیں جانتے مطلقاً نفی نہیں ہے

تیسری آیت قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب تم فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہوں کہ میں آپ (خود بخود) غیب جان لیتا ہوں ـــــ اس آیت کے تحت علامہ نیشاپوری اپنی تفسیر میں

لکھتے ہیں (قل لا اقول لکم) لم یقل لیس عندی خزائن اللہ لیعلم ان علمہ ان خزائن اللہ وھی العلم بحقائق الاشیاء وما ھیاتھا عندہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باستجابۃ دعاۂ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی قولہ ارنا الاشیاء کما ھی ولکنہ یکلم الناس علی قدر عقولہم (ولا اعلم الغیب) ای لا اقول لکم ھذا مع انہ قال صلی اللہ علیہ وسلم علمت ما کان وما سیکون اھ مختصراً۔

یعنی ارشاد ہوا کہ اے نبی فرما دو کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں (یہ نہیں فرمایا کہ اللہ کے خزانے میرے پاس نہیں) بلکہ یہ فرمایا کہ میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کے خزانے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہیں مگر حضور ان کی سمجھ کے قابل باتیں بیان فرماتے ہیں اور وہ خزانے کیا ہیں تمام اشیاء کی ماہیت وحقیقت کا علم حضور نے اس کے ملنے کی دعا کی اور اللہ عزوجل نے قبول فرمائی پھر فرمایا اور میں غیب نہیں جانتا یعنی تم سے نہیں کہتا کہ مجھے غیب کا علم ہے ورنہ حضور تو خود فرماتے ہیں مجھے ما کان وما یکون کا علم ملا یعنی جو کچھ ہو گزرا اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ انتہیٰ اس آیت میں دعویٰ کی نفی ہے علم غیب کی نفی نہیں ہے اسی طرح تفسیر مدارک میں ہے یہی کچھ روح البیان میں ہے۔

چوتھی آیت وعندہٗ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو۔ اس آیت کے متعلق مفسرین نے فرمایا کہ مفاتح الغیب (غیب کی کنجیوں) مراد غیب کے تمام خزانے ہیں یعنی جملہ معلومات الٰہیہ کا جاننا کیونکہ کنجی کا کام ہی یہ ہوتا ہے قفل کھولا جائے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس غیب کی کنجیاں نہیں وہ جملہ معلومات الٰہیہ کو محیط نہیں اور غیب کے لا متناہی خزانوں کا خود بخود بغیر عطاء خداوندی علم نہیں رکھتے۔ اس کے تحت تفسیر کبیر میں فرمایا سارے ممکنات پر قادر ہوتا ہے۔

پانچویں آیت لہ مقالید السمٰوٰت والارض میں بھی علم عطائی کی نفی نہیں ہے لہ مقالید السمٰوٰت والارض اور عندہ مفاتح الغیب کے متعلق سیدنا اعلیٰحضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے عجیب علمی نکتہ بیان فرمایا۔ فرماتے ہیں

دونوں کے معنی ہیں کنجیاں اور اگر مفاتح کا اول اور آخر حرف یعنی م اور ح لیں اور مقالید کا حرف اول اور حرف آخر یعنی م اور دال لیں تو بنتا ہے نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم جس سے سمجھ میں آتا ہے کہ ذات پاک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظہور عالم کی کنجی ہے۔

الغرض مصنف سیف حقانی کی نقل کردہ آیات میں سے ایک آیت بھی علم عطائی کی نفی نہیں کرتی۔ اگر بالفرض ان آیات سے علم عطائی کی نفی بھی مراد لی جائے تو یہ دوسری آیات قرآنیہ کے معارض ہوں گی۔ مثلاً علم غیب عطائی کے متعلق قرآن عظیم میں ہے:

> وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ۔ اللہ جل شانہ یوں نہیں کہ تم کو مطلع کردے غیب پر لیکن اللہ تعالیٰ چھانٹ لیتا ہے اپنے رسولوں میں سے جس کو چاہے پس ایمان لاؤ تم اللہ اور اس کے رسولوں پر اور اگر ایمان پر رہو تم اور پرہیزگاری پر تو تم کو بڑا ثواب ہے۔

دوسری آیت میں ہے:

> عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ اللہ جل جلالہ عالم الغیب ہے پس اپنے غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتا مگر سوائے پسندیدہ رسولوں کے۔

اور بھی بہت سی آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ سے علم غیب بعطاء خداوندی ثابت ہوتا ہے مگر اختصار مانع ہے۔ قارئین کرام تفصیل کے لئے الدولۃ المکیہ، خالص الاعتقاد، انباء المصطفےٰ از امام اہل سنت اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ۔ الکلمۃ العلیاء، مصنفہ صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ۔ مناظرہ بریلی از محدث اعظم علامہ سیدی سردار احمد قدس سرہٗ۔ جاء الحق از مفتی احمد یار خاں بدایونی۔ اور فقیر کا رسالہ انوار حق بجواب اظہار حق ملاحظہ کریں۔

مسئلہ علم غیب اور اکابر دیوبند

دیوبندی وہابی مختلف حیلوں اور بہانوں اور ڈھکوسلوں سے علم غیب کی نفی کرتے ہیں

آجکل یہ کہا جا رہا ہے۔ علم غیب بتانے سے غیب نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیا ہے تو وہ غیب نہیں رہا کبھی علم غیب عطائی کا بھی انکار کیا جاتا ہے کبھی شرک قرار دیا جاتا ہے وغیرہ — آیئے اکابر دیوبند کی کتب سے مسئلہ علم غیب کا ثبوت پیش کریں:

○ مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں:

"مثلاً علم اولین اور ہیں اور علم آخرین اور لیکن یہ سب علوم حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں مجتمع ہیں" (تحذیر الناس صفحہ ۴)

○ مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

"رسل و اولیاء غیب اور آئندہ کی خبر دیا کرتے ہیں" (تکمیل الیقین صفحہ ۱۳۴)

○ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی دیوبندی لکھتے ہیں:

"ہمارا ایمان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین و آخرین کے علوم دیئے گئے" (المہند صفحہ ۱۲)

○ مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں:

"یعنی یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے ماضی سے متعلق ہو یا مستقبل سے اللہ کے اسماء و صفات سے یا احکام شرعیہ سے یا مذہب کی حقیقت و بطلان سے یا جنت و دوزخ کے احوال سے یا واقعات بعد الموت سے ان چیزوں کے بتانے میں ذرا بخل نہیں کرتا" (حاشیہ تفسیر قرآن از مولوی شبیر احمد عثمانی صفحہ ۷۶۳)

○ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

"اولیاء اللہ کے واسطے زمین کا سمٹ جانا بیان کیا گیا ہے ..... وقت کا سمٹ جانا ..... بعض غیب اور کشف کی باتوں کا خبر دینا اس کے درجے اس قدر ہیں کہ شمار میں نہیں آ سکتے" (جمال الاولیاء صفحہ ۲۲۳ و صفحہ ۲۲۴)

حاجی امداد اللہ صاحب اور مسئلہ علم غیب

حاجی صاحب اکابر دیوبند کے پیر و مرشد ہیں۔ وہ

لکھتے ہیں :

> لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اولیاء کو نہیں ہوتا میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک غیبات کا ان کو ہوتا ہے اصل میں یہ علم حق ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ وحضرت عائشہؓ کے معاملات) سے خبر نہ تھی اس کو دلیل اپنے دعویٰ کی سمجھتے ہیں یہ غلط ہے۔" (شمائم امدادیہ ص۱۱۰ حصہ دوم)

مصنف سیف حقانی نے اپنے زعم جہالت میں اہل سنت عقیدہ علم غیب کا مذاق اڑاتے ہوئے صفحہ ۳۲ پر لکھا ہے :

> " اللہ مجھے معاف کرے خیال گزرتا ہے کہ یہ فرقہ حضور پر کہیں سلسلہ وحی کا منکر تو نہیں اس لئے کہ جو عالم ما کان و ما یکون ہے تو پھر وحی کی ضرورت ہی کیا رہی؟" (سیف حقانی ص۳۲)

دیکھا دیوبندی جہالت و حماقت کا کرشمہ گویا اس کو ابھی تک وحی کی ضرورت ہے۔ اپنی جان میں بڑا تیر مارا تھا ہم کہتے ہیں کہ کیا ملاں جی مذکورہ بالا اکابر دیوبند اور حاجی امداد اللہ صاحب سے بھی یہی سوال کریں گے کہ آپ حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام اور اولیاء اللہ کو علم غیب مان کر کہیں سلسلہ وحی کے منکر تو نہیں ۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے
دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

بندے محمد کے صلی اللہ علیہ وسلم

سیف حقانی ص۳۵ پر حسب عادت شرح استمداد ص۳۶ کے حوالہ اس کا بھی مذاق اڑایا گیا ہے۔ مگر عقل سے پیدل مصنف کو یہ نظر نہیں آیا کہ صاحب شرح استمداد نے جو کچھ تحریر فرمایا ہے وہ تو اکابر دیوبند کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے حوالے سے نقل فرمایا ہے لہٰذا اس مسئلہ میں اہل سنت پر اعتراض کرنا اکابر دیوبند کے مرشد کا مذاق اڑانا ہے۔ آیئے اس مسئلہ پر بھی تھوڑی گفتگو کرتے ہیں۔

قرآن عظیم میں ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا

رَّحْمَةِ اللّٰہِ ۔ اے محبوب فرما دو کہ میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اس جگہ یا عِبَادِیَ میں دو احتمال پیدا ہوتے ہیں ایک یہ کہ رب تعالیٰ فرماتا اے میرے بندو ۔ دوسرا یہ کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا کہ آپ فرما دو اے میرے بندو ۔ اس دوسری صورت میں عباد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مراد ہوں گے ۔

آئیے بندہ کا لغوی معنیٰ معلوم کرتے ہیں اور پھر اس مقام پر قرآن عظیم میں جو یا عِبَادِیَ کہا گیا ہے اس سے کون مراد ہیں ۔ اس کا فیصلہ مولانا روم علیہ الرحمۃ اور حاجی امداد اللہ صاحب و مولوی اشرف علی صاحب تھانوی وغیرہ سے کراتے ہیں ۔

بندہ کا لغوی معنیٰ عبد کے معنی محض عابد یا عبادت کرنے والا نہیں ہے بلکہ اس کا معنی غلام اور خادم اور نوکر چاکر بھی ہے لہٰذا جب عبد یا عبادی کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوگی تو اس کا معنی عبادت کرنے والے یا عابد کے ہوں گے اور جب اس کی نسبت غیر اللہ کی طرف ہوگی تو اس کا معنی غلام ، خادم ، نوکر کے ہوں گے لہٰذا فیروز اللغات ص۱۲۹ پر بندہ کا معنیٰ غلام ، نوکر چاکر خادم موجود ہے ۔

باقی رہا یہ کہ مذکورہ بالا آیت میں یا عبادی کا مصداق کون ہے تو وہ مولانا روم علیہ الرحمہ حاجی امداد اللہ صاحب اور تھانوی صاحب سے پوچھیے ۔

مولانا رومی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں :

؎ بندہ خود خواند احمد در رشاد جملہ عالم را بخواں قل یا عباد
حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارے عالم کو اپنا بندہ فرمایا قرآن عظیم میں پڑھ لو قل یا عباد

حاجی امداد اللہ صاحب

اکابر دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی اپنے رسالہ نفحہ مکیہ

ترجمہ شمائم امدادیہ صفحہ ۷۱ پر فرماتے ہیں :

عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِهِمْ الآیۃ۔ مرجع ضمیر متکلم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ

"قرینہ بھی انہی معنی کا ہے۔ آگے فرماتا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اگر مرجع اس کا اللہ تعالیٰ ہوتا فرماتا من رحمتی تاکہ مناسبت عبادی کی ہوتی (شمائم امدادیہ)
نیز یہی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی اپنے ترجمہ قرآن میں قل یا عبادی الذین الآیۃ کا ترجمہ "آپ کہہ دو کہ میرے بندو" کرتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

ازالۃ الخفاء میں بحوالہ الریاض النضرۃ فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے برسر منبر خطبہ میں فرمایا قد کنت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکنت عبدہٗ وخادمہ یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا پس میں آپ کا بندہ اور خادم تھا
مثنوی شریف میں وہ واقعہ نقل فرمایا جبکہ حضرت سیدنا صدیق اکبر حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو خرید کر سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں لائے تو عرض کیا

؎ گفت ما دو بندگان کوئے تو ۔۔۔ کردمش آزاد ہم بر روئے تو

ہم دونوں آپ کی بارگاہ کے بندے ہیں میں ان کو آپ کے سامنے آزاد کرتا ہوں

صاحب درمختار

دیوبندی حنفی تو کہلاتے ہیں حنفیت پر عمل سے کتراتے ہیں۔ سنو! صاحب درمختار خطبہ درمختار میں اپنا شجرہ علمی یوں بیان کرتے ہیں :

> فانی ادویه عن شیخنا الشیخ عبد النبی الخلیلی میں اس کو اپنے
> شیخ عبدالنبی خلیل سے روایت کرتا ہوں۔

کیوں جناب اب تو کبھی در مختار کا نام نہیں لیں گے۔ کہ وہ یہ تو مشرکوں کی کتاب ہے

مولوی محمود الحسن دیوبندی

اپنے شیخ طریقت مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے مرنے پر ان کی مدح میں لکھتے ہیں۔

> قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
> عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی
> (مرثیہ گنگوہی ص۸)

یعنی مولوی رشید گنگوہی صاحب کے کالے بندے بھی یوسف ثانی ہیں (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) مصنف بتائے کہ اس شعر میں عبید سود کس کا کہا جا رہا ہے۔؟

مصنف نے سیف حقانی حقانی ص۳۵ پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا رسول کا بندہ کہنے کو بڑی جسارت۔ قرآن کا انکار۔ ایمان کی بربادی اور محرومی قرار دیتا ہے لیکن۔ اس کے نزدیک مسلمانوں کو شیطان کا بندہ کہنا عین ایمان ہے۔ ملاحظہ ہو ملاں جی اپنی سیف حنفیہ کے ص۹ پر سنیوں بریلویوں کو مخاطب کر کے لکھتا ہے "اِن بندگان ابلیس" گویا دیوبندیوں کے نزدیک بندگان ابلیس کہنا تو جائز اور عین ایمان ہے۔ لیکن عبدالرسول عبدالنبی کہنا معاذ اللہ قرآن کا انکار ہے کیوں نہ ہو شیطان تو ان کا آقا اور حقیقی رہنما ہے۔ مولوی خلیل انبیٹھوی نے بھی اپنی براہین قاطعہ میں ابلیس کا علم غیب رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام سے زیادہ بتایا ہے۔

ہم مصنف سے اتنا پوچھنا چاہتے ہیں کہ کیا حاجی امداداللہ صاحب، اشرفعلی تھانوی، محمود الحسن وغیرہ نہ صرف یہ بلکہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی بلکہ صاحب در مختار ہاں ہاں بلکہ سیدنا صدیق اکبر عتیق اطہر سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما معاذ اللہ ثم معاذ اللہ قرآن عظیم کا انکار کرتے رہے ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کیا انہوں نے ایمان کی بربادی کی؟

اطاعت

مصنف سیف حقانی ص۳۵ ہی پر لکھتا ہے:

"مسلمانو! کیسا اندھیر ہے اور ظلم عظیم ہے یہ کہ فرماتے ہیں اور بڑی خیرہ چشمی اور ڈھٹائی سے فرماتے ہیں خدا بھی حضور علیہ السلام کی اطاعت کرتا ہے۔" (شرح استمداد ص۳۳)

پھر لکھتا ہے:

"العیاذ باللہ یہ محبت نہیں بلکہ صریح خدا و مذہب کی دشمنی ہے اور عظیم توہین ہے اللہ بچائے۔

آیئے دیکھیں استمداد میں لکھا گیا ہے۔ جو نجدی حواس باختہ ہوا جا رہا ہے یہ لیجئے صاحب استمداد نے اس میں لکھا ہے:

"اب احادیث سنئے صحیحین میں ہے ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور سے عرض کرتی ہیں مَا اَرٰی رَبَّکَ اِلَّا یُسَارِعُ فِیْ ھَوَاکَ میں حضور کے رب کو حضور کی خواہش میں جلدی ہی کرتا دیکھتی ہوں یعنی جو حضور چاہتے ہیں جلدی کر دیتا ہے۔ اقول ابن عدی انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ابوطالب نے سرکار دربارگاہ رسالت میں عرض کی ان ربک لیطیعک بیشک حضور کا رب حضور کی اطاعت کرتا ہے فرمایا یا عماہ لواطعتہ لیطیعنک اے چچا اگر تم اس کی اطاعت کرو تو وہ تمہارا چاہا نہ ڈالے۔ حاکم مستدرک میں عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی جب حضور روز قیامت اپنے اللہ کو سجدہ شفاعت کریں گے ارشاد ہوگا یا محمد ارفع راسک وقل تطاع اے محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اپنا سر اٹھاؤ اور جو کہنا ہو کہو تمہاری اطاعت کی جائے گی۔" (الاستمداد)

مصنف کے پاس ان احادیث کا کیا جواب ہے۔ اس کے اکابر نے ان احادیث کا کیا جواب دیا ہے؟ قارئین کرام غور کریں کہ مصنف کی بکواس بازی اور زبان درازی کی زد کس کس پر پڑتی ہے۔ مذہب اور خدا کا دشمن معاذ اللہ کون قرار پایا عظیم توہین کا مرتکب کون بتایا گیا۔ بلاشبہ نجدیت اندھی جہالت کا نام ہے۔

انبیاء سے اولیاء کو افضل ماننے کا اتہام

سیف حقانی صـ۳۷ پر رضاخانی دین کا کچہ چٹھا یا قرطاس ابیض کے تحت

گستاخیاں اور شرارتیں کے زیر عنوان "توہین انبیاء" کی ذیلی سرخی کے ساتھ ایک حوالہ حقیقی سلسلہ اسلام جـ۲ صـ۳۲ سے نقل کیا ہے کہ

> "پہلے پچھلے سب نبیوں سے افضل اُمت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولی ہیں"

اس کے بعد خان جی لکھتے ہیں کہ کیا منصب انبیاء کی کھلی توہین نہیں۔

آج وہابیہ دیابنہ اہل سنت پر انبیاء علیہم السلام کو حد سے بڑھانے خدا تعالیٰ سے ملانے کا الزام عائد کرتے تھے۔ آج دیوبندیت کا یہ نومولود فرزند انبیاء علیہم السلام کو اولیاء کرام سے گھٹانے کا الزام لگا رہا ہے۔ مصنف نے یہاں بھی دھوکہ دیا اور بددیانتی کا مظاہرہ کیا۔ حالانکہ عبارت میں انبیاء علیہم السلام سے افضل اولیاء کو نہیں کہا جا رہا بلکہ پہلے پچھلے انبیاء کی اُمت سے اُمت محمدیہ کے اولیاء اللہ کو افضل کہا گیا ہے یعنی جس طرح حضور پرنور سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جملہ انبیاء علیہم السلام سے افضل ہیں اسی طرح اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اولیاء جملہ انبیاء علیہم السلام کے امتیوں سے افضل ہیں۔ جو عقیدہ وہ اہل سنت کے سر تھوپ رہا ہے وہ اس کے اپنے اکابر کا ہے ملاحظہ ہو بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں:

> "انبیاء اپنی اُمت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں۔ باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات امتی بظاہر مساوی ہوجاتے ہیں بلکہ بڑھ جاتے ہیں" (تحذیر الناس صـ۵)

اپنی بلا دوسروں کے سر ڈالنا کہاں کا انصاف ہے؟ یہی نہیں کہ صرف انبیاء علیہم السلام سے امتیوں کو بڑھایا بلکہ تقویت الایمان صـ۲۵ پر تو صاف لکھا ہے:

> "انبیاء، اولیاء، امام زادہ پیر شہید جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی"

بلکہ اسی تقویۃ الایمان میں انبیاء کرام علیہم السلام کو گاؤں کے چودھری کے ہم معنی قرار دیا گیا ہے

اور مرثیہ گنگوہی میں تو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ سرکار دو عالم نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی مولوی رشید گنگوہی قرار دیا گیا ہے۔ لکھا ہے

ع اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی (مرثیہ گنگوہی ص۶)

خود تو یہ اپنے ملاں کو بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم تک کا ثانی قرار دیتے ہیں اور اس میں توہین انبیاء نہیں بلکہ توہین سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام نظر نہیں آتی لیکن الزام دیا جا رہا ہے اہل سنت کو کہ ہی یہ تو پہلے پچھلے نبیوں سے امت محمدیہ کے اولیاء کو افضل کہہ رہے ہیں۔ یہ ہے ان کا دین و ایمان۔ مصنف نے اپنی حقیقہ کے ص۳۰ پر ملفوظات حصہ اول ص۳ سے یہ عبارت نقل کی ہے:

"حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو عرب کا خداوند کہہ سکتے ہیں" (سیف حقانی ص۳)

حالانکہ ملفوظات میں اس طرح ہے:

عرض۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خداوند عرب کہہ کر ندا کر سکتے ہیں۔ ارشاد۔ کر سکتے ہیں خداوند عرب کے معنی مالک عرب

آئیے لغت سے خداوند کا معنی معلوم کرتے ہیں ملاحظہ ہو فیروز اللغات ص۲۹۴ خداوند صاحب۔ آقا۔ بتایا جائے کہ خداوند عرب کا معنی جبکہ صاحب۔ آقا۔ مالک ہے تو کس دلیل شرعی سے اس کو کفر قرار دے سکتے ہیں البتہ اس ضمن میں اسی صفحہ پر مصنف کا یہ بکنا کہ "چلو اللہ میاں کو تو چھٹی کرادی" ضرور قابل مواخذہ ہے اور تنقیص خدا تعالیٰ ہے۔

مسئلہ حاضر و ناظر

مصنف سیف حقانی نے مسئلہ حاضر و ناظر پر کئی جگہ اعتراض کئے ہیں مثلاً ص۳۸ و ص۱۹۶ وغیرہ وغیرہ۔ ہمیں اختصار مانع ہے لہٰذا ایک ہی جگہ اس مسئلہ پر گفتگو کریں گے لیکن جوابات جملہ اعتراضات کے دیں گے مصنف نے یوں تو مسئلہ حاضر ناظر پر مسخرانہ انداز میں کئی جگہ جاہلانہ اعتراضات کئے ہیں مگر یہ اعتراضات زیادہ تر سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز کے نقل فرمودہ بزرگان دین و اولیاء کاملین کے ارشادات عالیہ و اقوال مبارکہ پر ہیں اور مسئلہ حاضر و ناظر سے متعلق جو آیات کریمہ و احادیث مبارکہ علماء اہل سنت پیش کرتے ہیں ——— مثلاً

> یا ایھا النبی انا ارسلنٰک شاھداً ومبشراً ونذیراً وداعیاً الی اللہ باذنہ وسراجاً منیراً ۔ اے غیب کی خبریں بتانے والے بیشک ہم نے تم کو بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

> النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم نبی مسلمانوں سے ان کی جانوں سے زیادہ قریب ہیں۔

> نیقولان ماکنت تقول فی ھذا الرجل لمحمد نکرین میت سے پوچھتے ہیں کہ تم ان (محمد رسول اللہ) کے بارے میں کیا کہتے ہو

ان پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ لہذا جاہل مصنف نے بزرگانِ دین کے جن اقوال مبارکہ کا مذاق اڑایا ہے ہم انہی پر گفتگو کرتے ہیں۔

اولیاء اللہ کا چند جگہ حاضر ہونا! مصنف لکھتا ہے ؛

> سوال : حضور اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں ؟
> جواب : اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ کی دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ (ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ اول ص۱۲۷)

مصنف نے اعلیٰحضرت کا یہ ارشاد نقل کر کے مسئلہ حاضر و ناظر پر گفتگو سے زیادہ دعوت کے لفظ کا مذاق اڑایا ہے۔ اس کے نزدیک دعوت کا معنیٰ صرف کھانا کھانا ہے۔ اور بس۔ بہرحال آیئے یہ دیکھتے ہیں کہ حضرات اولیاء اللہ متعدد جگہ حاضر ہو سکتے ہیں یا نہیں مگر لطف نہیں آئے گا اگر ہم نے یہ بات دیوبندیوں کے گھر سے ثابت نہ کی۔ تو آیئے ہم اس دیوبندی بیمار کو دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی کا نسخہ پیش کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو :

> محمد الحضرمی مجذوب ...... آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ دیا اور نماز جمعہ (ہر جگہ) پڑھائی ہے ایک وقت پڑھلئے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں

شب باشں ہوتے تھے" (جمال الاولیاء ص۸۵ از مولوی اشرف علی تھانوی)

دوسری جگہ لکھتے ہیں:

محمد الشربینی ...... ایک سیاح سے روایت ہے کہ ان کی اولاد کچھ تو ملک مغرب میں مراکش کے بادشاہ کی بیٹی سے تھی اور کچھ اولاد عجم میں تھی اور کچھ بلاد ہند میں اور کچھ بلاد تکرور میں تھی۔ آپ ایک ہی وقت میں ان تمام شہروں میں اپنے اہل وعیال کے پاس ہو آتے تھے اور ان کی ضرورتیں پوری فرما دیتے تھے اور ہر شہر والے یہ سمجھتے تھے کہ وہ انہی کے پاس قیام رکھتے ہیں" (جمال الاولیاء ص۱۰۲)

بتلایئے جناب اپنے حکیم الامت کیلئے بقول ان دس ہزار باتوں کا آپکے پاس کیا جواب ہے؟!
باقی رہا لفظ دعوت پر آپ کا مراثیانہ تبصرہ کہ حضرت پیٹ کے بھنور میں پھنسے ہوئے ہیں دس ہزار کا کھانا (یہ آپ نے غلط لکھا لفظ کھانا ہوتا ہے) ایک وقت میں چٹ کر جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ بتایئے یہ بازاری بکواس علم وتحقیق کا کونسا حصہ ہے۔ آپ نے اپنی اسی حقیقیہ کے ص۴۵ پر تسلیم کیا ہے کہ

مولانا احمد رضا خاں کے والد مولانا نقی علی خاں صاحب امیر کبیر بڑی خوبیوں کے بزرگ تھے ضلع بدایوں میں ان کی بہت بڑی جائداد تھی"

لہٰذا ثابت ہوا جو امیر کبیر ہو بہت بڑی جائداد کا مالک ہو وہ تو پیٹ کے بھنور میں نہیں پھنس سکتا۔ آیئے ہم بتاتے ہیں کہ پیٹ کے بھنور میں کون پھنسا ہوا تھا اور دعوتوں میں حرام مال تک کون چٹ کر جاتا تھا۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کے متعلق سوانح قاسمی میں لکھا ہے:

"بعض اوقات ناجائز اور مشتبہ آمدنی رکھنے والوں کی دعوتوں میں شریک ہونے پر آپ کو مجبور ہونا پڑتا تھا شریک بھی ہوتے تھے اور دعوت کرنے والے کی تسلی کے لئے کچھ تناول بھی فرما لیتے تھے" (سوانح قاسمی اول ص۳۶۵)

سوانح قاسمی کے بعد ارواح ثلاثہ کو بھی ایک نظر دیکھ لیں: لکھا ہے:

ایک رنڈی (کنجری) اپنی چھوکری (نوجوان لڑکی) کو جو سیانی تھی اپنے ہمراہ لاتی مولانا

> محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ سے (چونکہ مولانا محمد قاسم بہت مشہور تھے) اور مولانا محمد یعقوب رحمۃ اللہ علیہ اس قدر مشہور نہ تھے ان کے پاس تعویذ لینے آئی۔ مولوی قاسم صاحب نے کہا اوپر چبارہ پر ایک بزرگ مولوی محمد یعقوب نانوتوی ہیں ان کے پاس جاؤ انہوں نے مولوی یعقوب صاحب سے تعویذ حاصل کیا۔
>
> ارواح ثلاثہ میں لکھا ہے "خدا کے فضل سے اس چھوکری کو آرام ہو گیا تو وہ مٹھائی لائی اور سیدھی اوپر مولانا کے پاس پہنچی اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ حضرت آپ کی دعا سے میری لڑکی صحتیاب ہو گئی ہے یہ مٹھائی شکریہ میں لائی ہوں۔ مولانا نے فرمایا رکھ دو۔" (ارواح ثلاثہ صفحہ ۳۷۶)

بتایئے جناب: حرام کمائی کی دعوتوں میں شرکت کرنے اور حرام کمائی کی مٹھائی کھانے والے کون تھے، پیٹ کے بھنور میں کون پھنسے ہوئے تھے۔

الزام ہمیں دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

اس کے بعد صفحہ پر بقول خود وہابڑی نے مسئلہ حاضر و ناظر سے متعلق سیدی حضرت فتح محمد صاحب قدس سرہٗ اور سبع سنابل شریف کا بھی مذاق اڑایا ہے۔ اس کے سوا کر بھی کیا سکتا ہے لکھتا ہے "سبع سنابل شریف کون سا سپارہ ہے"۔ بقول خود سڑیل وہابی کو اتنا معلوم نہیں کہ سیدی حضرت فتح محمد صاحب علیہ الرحمۃ کون بزرگ ہیں کیونکہ نانوتوی تھانوی گنگوہی انبیٹھوی کے چکروں تک محدود ہے سبع سنابل کو یہ احمق کیا جانے دماغ میں جو تقویۃ الایمان، حفظ الایمان، تحذیر الناس، براہین قاطعہ کی نحوست پھنسی پڑی ہے۔ کیا مصنف سیف حقانی خود بتا سکتا ہے کہ یہ "چٹان" "بریلی کا نیا دین" کونسے سپارے ہیں۔ آخر اس نے بھی اپنے مردود دعوے ان مردود کتابچوں اور رسالوں سے ثابت کئے ہیں۔

تو صاحب یہ ہے مصنف کے بیان کردہ مسئلہ حاضر و ناظر کے دلائل کا طول و عرض اسی بل بوتے پر مصنف بنا بیٹھا ہے۔ حقائق و دلائل پیش کرنا نہیں جانتے حقائق و دلائل کا منہ چڑانا جانتے ہیں۔

کعبہ جھکا ہوا تھا مدینے کے سامنے

معنف سیف حقانی کے صنؔا پر

اہل نظر نے غور سے دیکھا تو یہ کھلا
کعبہ جھکا ہوا تھا مدینے کے سامنے

لکھ کر بک ماری ہے " خدا ہی بہتر جانتا ہے آخر اس قسم کے مضموں سے دین کی یہ اہل نظر کونسی خدمت انجام دے رہے ہیں؟"

ٹھیک ہے مگر ذرا ایک نظر سوانح قاسمی کو دیکھ لیا ہوتا، لکھا ہے :

> " مولانا (محمد قاسم) نے ایک خواب ایام طالب العلمی میں دیکھا تھا کہ میں خانۂ کعبہ کی چھت پر کھڑا ہوں اور مجھ میں سے ہزاروں نہریں جاری ہو رہی ہیں "
> (سوانح قاسمی جلد اول صہ۱۲۲)

کعبہ معظمہ کے مدینہ طیبہ کی طرف جھکنے سے مصنف کو کعبہ شریف کی بے حرمتی نظر آئی لیکن یہ کتنی بڑی جسارت اور کتنی بڑی بے حرمتی ہے کہ کعبہ معظمہ کی چھت مبارک پر چڑھنے کے خواب فخریہ طور پر بیان کئے جا رہے ہیں۔ خدا ہی بہتر جانتا ہے کہ آخر اس قسم کے گمراہ کن خوابوں سے دین کی یہ بے خبر کونسی خدمت انجام دے رہے ہیں؟

حضرت جنید کے واقعہ کا تمسخر

دیوبندیت کی بنیاد ہی حضرات اولیاء اللہ قدست اسرارہم کی عظمتوں اور کرامتوں کے انکار پر ہے پہلے یہ لوگ انکار کرتے تھے اور اب مصنف نے کرامتوں کا مذاق اڑانے کی بنیاد رکھی ہے۔ چنانچہ مصنف نے صہ۴۱ پر خدا کی توہین جیسا جاہلانہ عنوان جما کر ملفوظات سیدنا اعلیٰحضرت حصہ اول سے یہ واقعہ نقل کیا ہے :

> " ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر مثل زمین کے چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اُسے بھی پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آؤں فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔

اس نے یہی کیا اور دریا پر زمین کی مثل چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں پہنچا، شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھے یا جنید کہلواتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا حضرت میں چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا یا جنید یا جنید دریا پار ہوا۔

یہ تو صاحب معاذ اللہ اللہ تعالیٰ کی توہین ہو گئی۔ اس موقعہ پر ہم یہ بتا دینا چاہتے ہیں کہ امام اہل سنت سرکار اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز نے یہ واقعہ حدیقۂ ندیہ سے نقل فرمایا ہے اور واقعہ ہے حضرت سیدی جنید بغدادی رضی اللہ عنہ جیسے ولی کامل کا۔ کوئی اس گمراہ کو بتائے کہ توہین خدا تعالیٰ کا الزام کس پر لگا؟

مصنف عنید اس قدر احمق واقع ہوا ہے کہ وہ اپنے اکابر کی کتب تو دیکھتا نہیں اور اعتراض کرنے دوڑتا ہے علم و فضل کے بادشاہ سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ جیسے امام المحققین کی تصانیف جلیلہ پر۔ کاش مصنف نے کبھی اپنے حکیم الامت تھانوی کی الافاضات الیومیہ دیکھی ہوتی تو معاذ اللہ حضرت سیدی جنید بغدادی جیسے ولی کامل پر توہین خدا تعالیٰ کا الزام عائد نہ کرتا۔ دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

"میں نے طالب علمی کے زمانہ میں کسی کتاب میں دیکھا کہ ایک پیر نے مرید سے پوچھا کہ تم خدا کو جانتے ہو۔ مرید نے کہا میں خدا کو کیا جانوں میں تو تم کو جانوں۔ مجھ (تھانوی) کو اس پر بڑا غصہ آیا کہ بڑا ہی جاہل اور ایمان سے دور تھا۔ میں نے یہ قصہ (اپنے استاذ) مولانا محمد یعقوب صاحب (نانوتوی) سے عرض کیا کہ حضرت ایسے ایسے بھی جاہل ہیں۔ مولانا نے فرمایا کہ کیا تم خدا کو جانتے ہو تب میری آنکھیں کھلیں فرمایا میاں کسی اللہ والے ہی کو پہچان لے یہ ہی بڑی نعمت ہے۔"
(الافاضات الیومیہ جلد چہارم ص۲۹)

اب مصنف سیف حقانی بتائے کہ یہ بھی خدا تعالیٰ کی توہین ہے یا نہیں؟

قارئین کرام! غور فرمائیں کہ جاہل مصنف سیدی اعلیٰحضرت امام اہل سنت کے پردہ

میں کتنے بڑے بڑے جلیل القدر اولیاء کرام پر بے ہودہ اعتراضات کر رہا ہے۔
سیدی حضرت جنید بغدادی وہ عظیم ولی کامل ہیں جن کو تحذیر الناس میں مولوی قاسم نانوتوی اور امداد السلوک میں مولوی رشید گنگوہی جمال الاولیاء میں اشرفعلی تھانوی نے ولی کامل اور صاحب کرامت تسلیم کیا ہے۔ مگر مصنف اپنے زعم جہالت میں ان کو معاذ اللہ توہین خدا تعالیٰ کا مرتکب ٹھہرا رہا ہے۔
مصنف کو چاہیئے کہ حضرت جنید کے الفاظ کو کلمہ کفر قرار دینے سے قبل حدیقہ ندیہ کو ملاحظہ کرے۔ اگر حدیقہ ندیہ میں یہ واقعہ نہ ملے تو پھر سیدی اعلیٰحضرت قدس سرہٗ پر اعتراض کا شوق پورا کرے۔ مگر اس کے ساتھ تھانوی صاحب اور مولوی یعقوب صاحب نانوتوی کا واقعہ پیش نظر رکھے اور اس کے متعلق بھی حکم شرعی واضح کرے۔ آیا یہ بھی کلمۂ کفر ہے یا نہیں ؟

علم ما فی الارحام

دیوبندی دھرم کی بنیاد ہی ٹھٹھہ و تمسخر پر ہے مشرکین مکہ حبیب خدا شہر دوسرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جلیل القدر معجزات پر تمسخر کرتے تھے اور دیابنہ حضرات اولیاء اللہ محبوبان خدا قدست اسرارہم کی کرامات کا تمسخر اڑاتے ہیں اور ٹھٹھہ کرتے ہیں چنانچہ مصنف سیف حقانی صفحہ ۱۲۲ پر ویعلم ما فی الارحام کے تحت فتاویٰ افریقہ میں سیدنا اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نقل کردہ ان دو واقعات کا مذاق اڑایا ہے

> (۱) حضرت شیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک گائے کو دیکھ کر فرمایا اس کے پیٹ میں سرخ بچھڑا ہے جس کے ماتھے پر سپیدی ہے وہ ہماری نذر ہوگا۔
> (۲) ایک بزرگ (شیخ عبد القاہر نجیب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ) کے سامنے ایک بچھڑا نذر لایا گیا لیکن حضرت (فی) نے لگے یہ بچھڑا کہتا ہے میں آپ کی نذر نہیں بلکہ شیخ حسینی (سیف حقانی میں یہ نام غلط لکھا ہے بلکہ شیخ علی بن ہیتی ہے) کی نذر ہوں چنانچہ یہی ہوا۔ (سیف حقانی صفحہ ۱۲۲ بحوالہ فتاویٰ افریقہ صفحہ ۹۱ و صفحہ ۹۲)

مصنف سیف حقانی نے کذب و نٹ کرکے اعلیٰحضرت امام اہل سنت قدس سرہٗ کے

فتاویٰ افریقہ سے یہ ناتمام سی دو عبارات نقل کر کے بھرپور خرافات کا مظاہرہ کیا ہے۔ لکھتا ہے:

> "غرض قرآنی احکام کی نفی کرنی ہے جیسے بھی بن پڑے۔ یہ بزرگوں کی باتیں ہیں یا چندہ خلانے کے ٹھگوں کی داستاں ٹھگ بازی غرض اپنے فتاویٰ یا ملفوظات میں کثرت سے ایسی خرافات و لغویات خود تراشیدہ یا ائمۃ الکفر کی تراشیدہ کو جگہ دے کر قرآن وحدیث کے خلاف ذہن تیار کئے ہیں۔ ..... الخ سیف حقانی ص۱۲"

قارئین کرام! دیکھا آپ نے غصہ ہے کہ تھمتا نظر نہیں آتا۔ حفیظ جالندھری نے ان کے آباؤ اجداد کے متعلق سچ کہا ہے۔ جہالت ہی نے رکھا ہے صداقت کے خلاف ان کو سچ ہے کہ دیوبند جہالت نگر ہے کیوں نہ ہو جس دماغ میں دیوبند ہو وہ عقل کیا خاک کام کرے گی۔ ان کے بڑے بوڑھے نانوتوی گنگوہی جنگلی کو ہی علم و فضل کے بادشاہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے سچے جانشین اعلیحضرت مولانا شاہ احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی گرد راہ کو بھی نہیں پا سکتے۔ سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ واقعات محض زبانی کلامی قصہ کہانی کے طور پر بلا دلیل و ثبوت نقل نہیں فرمائے۔ اگر مصنف اندھا نہ ہوتا تو دیکھ سکتا تھا۔ سیدنا اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے یہ واقعات جن کو مصنف نے نقل کر کے مذاق اڑایا اور قرآن و احادیث کا انکار قرار دیا کہاں سے نقل فرمائے ہیں۔ سنیئے اعلیحضرت ان واقعات و کرامات کو نقل فرمانے سے پہلے لکھتے ہیں:

> امام اجل سیدی ابوالحسن نور الملۃ والدین علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہ العزیز جن کو امام فن رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء اور امام جلیل جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ میں الامام الاوحد کہا اپنی کتاب مستطاب بہجۃ الاسرار شریف میں محدثانہ اسانید صحیحہ معتبرہ سے روایت فرماتے ہیں اخبرنا ابوالحسن علی بن الحسن السامری قال اخبرنا ابی قال سمعت والدی رحمہ اللہ تعالیٰ یقول کانت نفقۃ شیخنا الشیخ جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

من الغيب وكان نافذ التصريف خارق الفعل متواتر الكشف
ينذر له كثير او كنت عنده يوما فمرت به بقرات مع راعيها
فاشار الى احد هن وقال هذه حامل بعجل احمر اغر صفته
كذا وكذا ويولد وقت كذا اليوم كذا وهو نذر لي ويذبحه الفقراء
يوم كذا ويا كله فلان وفلان ثم اشار الى اخرى وقال هذه حامل
بانثى ومن وصفها كذا وكذا اتولد وقت كذا وهي نذر لي يذبحها
فلان رجل من الفقراء يوم كذا ويا كلها فلان وفلان وللكلب
احمر فيها يصيب قال فوالله لقد جرت الحال على ما وصف الشيخ

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن حسن سامری نے کہ ہمیں ہمارے والد نے خبر دی کہا میں نے اپنے والد سے سنا فرماتے تھے ہمارے شیخ حضرت جاگیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خروج غیب سے چلتا تھا اور ان کا تصرف نافذ تھا ان کے کام کرامات تھے علی الاتصال انہیں کشف ہوتا تھا مسلمان کثرت سے ان کی نذر کرتے۔ ایک دن میں ان کے پاس حاضر تھا کچھ گائیں اپنے گوالے کے ساتھ گزریں، حضرت نے ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ اس گائے کے پیٹ میں سرخ بچھڑا ہے جس کے ماتھے پر سپیدی ہے اور اس کا سب حلیہ بیان فرمایا فلاں دن فلاں وقت پیدا ہوگا اور وہ ہماری نذر ہوگا فقراء اسے فلاں دن ذبح کریں گے اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے۔ پھر دوسری گائے کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا اس کے پیٹ میں بچھیا ہے اور اس کا حلیہ بیان فرمایا۔ فلاں وقت پیدا ہوگی اور میری نذر ہوگی۔ فلاں فقیر اسے فلاں دن ذبح کرے گا اور فلاں فلاں اسے کھائیں گے اور ایک سرخ کتے کا بھی اس کے گوشت میں حصہ ہے۔ ہمارے والد نے فرمایا۔ خدا کی قسم جیسا شیخ نے ارشاد کیا تھا سب اسی طرح واقع ہوا۔

دوسرا واقعہ:

اخبرنا الفقيه الصالح ابو محمد الحسن بن موسى الخالصي قال

سمعت الشیخ الامام شہاب الدین السہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ یقول مالاحظہ شیخنا الشیخ ضیاء الدین عبد القاہر رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرید اربعین الرعایۃ الا انجب وبرع وکنت عندہ مرۃ فاتاہ سوادی بعجل وقال لہ یاسیدی ھذا نذرنالک وانصرف الرجل فجاء العجل حتی وقف بین یدی الشیخ فقال الشیخ لنا ان ھذا العجل یقول لی انی لست العجل الذی نذرلک بل نذرت للشیخ علی بن الھیتی وانما نذرلک اخی فلم یلبث ان جاء السوادی وبیدہ عجل یشبہ الاول فقال السوادی یاسیدی انی نذرت لک ھذا العجل ونذرت للشیخ علی بن الھیتی العجل الذی اشتبہ بہ اولا وکان اشتبہا علی واخذ الاول انصرف۔

ہمیں خبر دی فقیہ صالح ابو محمد حسن بن موسٰی خالدی نے کہ میں نے شیخ امام شہاب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے سنا کہ ہمارے شیخ حضرت عبد القاہر نجیب الدین سہروردی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب کسی مرید پر نظر عنایت فرماتے وہ پھولتا پھلتا اور بلند رتبہ کو پہنچتا اور ایک دن میں حضور میں حاضر تھا ایک دہقانی ایک بچھڑا لایا اور عرض کی یہ ہماری طرف سے حضرت کی نذر ہے اور چلا گیا۔ بچھڑا آکر حضرت کے سامنے کھڑا ہوا۔ حضرت نے فرمایا یہ بچھڑا مجھ سے کہتا ہے میں آپ کی نذر نہیں ہوں میں حضرت علی بن ہیتی کی نذر ہوں آپ کی نذر میرا بھائی ہے۔ کچھ دیر نہ ہوئی تھی کہ وہ دہقانی ایک اور بچھڑا لایا جو صورت میں اس کے مشابہ تھا اور عرض کی۔ اے میرے سردار میں نے حضور کی نذر یہ بچھڑا مانا تھا اور وہ بچھڑا جو پہلے میں حاضر لایا وہ میں نے حضرت شیخ علی بن ہیتی کی نذر مانا ہے مجھے دھوکہ ہوگیا۔ یہ کہکر پہلے بچھڑے کو لے لیا اور واپس چلا گیا۔ (فتاوی افریقہ)

امام اہل سنت سرکار اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے ہر دو واقعات بہجۃ الاسرار شریف سے نقل فرمائے جس کے مصنف کو امام شمس الدین ذہبی

اور علامہ امام جلال الدین سیوطی قدست اسرارہم نے معتبر مانا اور مستند جانا مگر دیوبندیت کا یہ نومولود مصنف جہالت کی خاک اڑا رہا ہے جلیل القدر مشائخ و محدثین کرام کو معاذ اللہ قرآن و حدیث کا منکر چنڈو خانے کے ٹھگ اور شعبدہ باز قرار دیکر ان کے نورانی اقوال کو معاذ اللہ خرافات و لغویات قرار دے رہا ہے اور حد یہ کہ ان واقعات کو بطور کرامت تک ماننے کو تیار نہیں خود لکھتا ہے:

> کرامتوں کے نام پر شعبدہ بازیوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ...... الخ
> (سیف حقانی ص۷۶)

تعجب ہے کہ مردود ملاں اپنی جہالت ولاعلمی کا ماتم تو کرتا نہیں اور طعنہ زنی کر رہا ہے سلطان العلوم اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات گرامی پر مصنف سیدنا اعلحضرت کی جن عبارات طیبہ پر جہالت کے تیر برسا رہا ہے اور معاذ اللہ ان کو قرآن و احادیث کا انکار قرار دے کر خرافات ولغویات ٹھہرا رہا ہے۔ کیا اکابر دیوبند اس سے بے خبر رہے۔ انہوں نے آخر ان عبارات کا مواخذہ کیوں نہیں کیا اور قرآن وحدیث کا انکار قرار دیکر کفر کیوں نہیں ٹھہرایا۔ معلوم ہوا یہ عبارات صحیح اور ان کے قائل اکابر دیوبند کی نظر میں صحیح العقیدہ مسلمان تھے۔ یا پھر مصنف سیف حقانی اپنے بڑوں سے بڑا ہے اور ان سے زیادہ وسعت معلومات کا حامل اور علمی گہرائی کو جاننے والا ہے۔

علم ما فی الارحام پہ تحقیقی نظر

دیوبند کے ہر پیر و جواں کو وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَام ازبر ہے وہ اس کے تحت چشم زدن میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام و حضرات اولیاء اللہ قدست اسرارہم کو بعطا الٰہی بھی یہ علم ماننے کو قرآن واحادیث کا منکر قرار دے دیتا ہے۔

ہم کہتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے رب تعالیٰ کے فضل و کرم سے مافی الارحام کی خبر بھی دی یعنی ولادت سے قبل بتا دیا لڑکا ہوگا یا لڑکی ہوگی چنانچہ صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ امام مہدی کے پیدا ہونے کی خبر دی اور نہ صرف یہ بلکہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے پیدا ہونے کی خبر دی

مشکوٰۃ شریف ص۵۷۲ باب مناقب اہل بیت بروایت ام فضل مذکور ہے :

ام فضل نے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں نے آج شب ایک نہایت ناپسند خواب دیکھا ہے فرمایا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کیا عرض کیا وہ بہت سخت ہے. فرمایا کیا ہے ؟ عرض کیا میں نے دیکھا کہ ایک ٹکڑا حضور کے جسم مبارک کا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھا گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب تو اچھا ہے انشاء اللہ تعالیٰ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے لڑکا ہوگا وہ تیری گود میں ہوگا. چنانچہ ایسا ہی ہوا. حدیث شریف کے الفاظ یہ ہیں تلدُ فاطمۃ انشاء اللّٰہ غلاما یکون فی حجرکِ .

تفسیر عرائس البیان میں آیہ کریمہ ویعلم ما فی الارحام کے تحت مذکور ہے :

وسمعت ایضا من بعض اولیاء اللّٰہ انہ اخبر ما فی الرحم من ذکر وانثی ورایت بعینی ما اخبر یعنی میں نے بعض اولیاء اللہ سے یہ بھی سنا کہ انہوں نے ما فی الرحم کی خبر دی کہ پیٹ میں لڑکا ہے یا لڑکی اور میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا کہ انہوں نے جیسی خبر دی ویسا ہی وقوع میں آیا.

(تفسیر عرائس البیان ص۱۳۸)

مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ تو مصنف کے نزدیک یقیناً معتبر ہیں وہ لکھتے ہیں :

نقل می کنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزندی نمی زیست کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید شیخ فرمود از پشت تو فرزندی خواہد برآمد کہ بعلم خود دنیا را پر کند یعنی شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد ماجد کی اولاد زندہ نہیں رہا کرتی تھی ایک روز رنجیدہ خاطر ہو کر اپنے شیخ کے حضور میں پہنچے. شیخ نے فرمایا کہ تیری پشت سے ایسا فرزند ارجمند پیدا ہوگا جس کے علم سے دنیا بھر جائے گی چنانچہ ابن حجر پیدا ہوئے.

(بستان المحدثین ص۱۱۱ از شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ)

ہم سمجھتے ہیں کہ سیف حنفیہ کے مصنف کو ہیں نہ مانوں کا مرض ہے شاید وہ ان

حوالوں کا بھی خاندانی روایت کے مطابق مذاق اڑا دے اور قرآن عظیم کا انکار قرار دے تو ہم اس کا کان پکڑ کر اس کے گھر پہنچا آئیں کیوں بچو جمورا گھر کی تو مانو گے بابا کی تو سچ جانو گے؛

مافی الارحام اور اکابر دیوبند

ماں کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی اس کو مصنف دیکھو ما ف الارحام کے تحت انبیاء علیہم السلام و اولیاء اللہ کو یہ علم ماننے کو قرآن عظیم کا انکار قرار دیتا ہے آیئے دیکھیں منکر قرآن کون ہے ملاحظہ ہو۔ دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی فرماتے ہیں:

"میں ایک مجذوب کی دعا سے پیدا ہوا ہوں جن کا نام حافظ غلام مرتضیٰ ہے اُن سے کہا گیا تھا کہ اس لڑکی میری (اشرفعلی کی) والدہ کی اولاد زندہ نہیں رہتی تو فرمایا عمر اور علی کی کھینچا تانی میں ٹوٹ جاتی ہے اب جو اولاد ہو علی کے سپرد کردینا اس کو کوئی نہیں سمجھا میری والدہ سمجھ گئیں اور کہنے لگیں باپ فاروقی ہیں اور ماں علوی اور نام بچوں کے والد کے نام پر رکھے جاتے ہیں اب جو اولاد ہو ماں کے خاندان پر نام رکھو یعنی اس میں لفظ علی ہو۔ وہ (مجذوب) خوش ہوئے اور فرمایا یہ لڑکی (اشرفعلی کی والدہ) بڑی فہین ہے یہی مطلب ہے۔ نانی صاحبہ نے فرمایا تو آپ ہی نام رکھ دیجئے فرمایا۔ دو لڑکے ہوں گے ایک کا نام اشرفعلی خاں رکھنا اور ایک کا اکبر علی خاں۔ عرض کیا گیا یہ پٹھان ہیں فرمایا ہاں ہاں ایک کا اشرفعلی اور ایک کا اکبر علی رکھنا ایک ہمارا ہوگا وہ حافظ اور مولوی ہوگا اور ایک دنیادار ہوگا پھر ہم دو بھائی پیدا ہوئے۔" (الافاضات الیومیہ حصہ پنجم ص۳۷)

○ "مولانا نانوتوی فرماتے تھے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی کے ایک مرید تھے جن کا نام عبداللہ خاں تھا اور قوم کے راجپوت تھے۔ اور یہ حضرت کے خاص مریدوں میں سے تھے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرمادیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا ہوگا اور جو آپ بتلا دیتے تھے وہی ہوتا تھا۔" (ارواح ثلثہ ص۲)

فرمائیے جناب یہ کیا خرافات و لغویات ہے یا کیا شعبدہ بازی ہے یہ کن چند دخانے

کے ٹھگوں کی داستان ہے، قرآن وحدیث کے خلاف کون ذہن تیار کر رہا ہے؟

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر
اپنے بیگانے ذرا پہچان کر

احیاء موتی

سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے "الملفوظات" میں ہے:

> عرض: کیا اولیاء سے بھی احیاء موتی کا ثبوت ہے؟
> ارشاد: ہاں، حضرت سیدی احمد جام زندہ پیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ تشریف لئے جاتے تھے راہ میں ایک ہاتھی مرا پڑا تھا لوگوں کا مجمع تھا آپ تشریف لے گئے، فرمایا کیا ہے عرض کیا ہاتھی مر گیا ہے، فرمایا اس کی سونڈ ویسی ہی ہے آنکھیں بھی ویسی ہی ہیں ہاتھ بھی ویسے ہی ہیں پیر بھی ویسے ہی ہیں غرض سب چیزوں کو فرمایا کہ ویسے ہی ہیں پھر مر کیسے گیا یہ فرمانا تھا کہ فوراً زندہ ہو گیا جب سے آپ کا نام زندہ پیر پڑ گیا۔ (ملفوظات اعلیحضرت علیہ الرحمۃ)

مصنف سیف حقانی نے صـ۲۲ پر پہلے تو اس واقعہ کا حلیہ بگاڑا پھر اس کرامت کا مذاق اڑایا اور دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے پورا صفحہ سیاہ کر دیا ہے اور معاذ اللہ اس کو شعبدہ بازی قرار دیا ہے اور توحید کے منافی بتایا ہے ــ ہمیں سیف حقانی کے محدود مطالعہ اور علمی بے بضاعتی پر حیرت ہوتی ہے وہ اعلیحضرت قدس سرہٗ کی کتابوں کا نام تو بے دریغ لے رہا ہے گو عبارات میں خیانت کر کے الفاظ میں کتر بیونت کرتا ہے لیکن اپنے اکابر کی کتابیں اس نے بالکل نہیں دیکھیں ورنہ اس آزادی اور بے باکی سے اعتراضات کی دھول نہ اڑاتا ــ آیئے اکابر دیوبند کی کتب دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں:

مُردوں کا زندہ ہونا

> "علامہ تاج الدین سبکی نے طبقات کبریٰ میں بیان کیا ہے کہ کرامتوں کی بہت سی قسمیں ہیں (۱) مردوں کا زندہ کرنا اور دلیل میں ابو عبیدہ بسری کا قصہ بیان کیا

کہ انہوں نے ایک جنگ میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ ان کی سواری کو زندہ فرمادیں اور حق تعالیٰ نے (ان کی اس دعا سے) زندہ فرمایا تھا اور مفرج دمامینی کا قصہ ذکر کیا ہے انہوں نے بھنے ہوئے پرندوں کے بچوں کو فرمایا تھا اُڑ جاؤ تو وہ اڑ گئے تھے اور شیخ ابدال کا قصہ لکھا ہے کہ انہوں نے مری ہوئی بلی کو آواز دی تو وہ ان کے پاس آگئی اور شیخ (سیدنا) عبدالقادر (جیلانی) کی حکایت لکھی ہے کہ آپ نے گوشت کھا لینے کے بعد مرغ کی ہڈیوں کو فرمایا کہ اس خدا کی اجازت سے اُٹھ کھڑی ہو جو بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ فرماتا ہے تو مرغ اُٹھ کر کھڑا ہو گیا تھا اور شیخ ابو یوسف دہمانی کا واقعہ کہ آپ ایک مردہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی اجازت سے اُٹھ جا تو وہ اُٹھ کھڑا ہوا تھا اور پھر عرصہ دراز تک زندہ رہا اور شیخ زین الدین فاروقی شافعی مدرس شامیہ کا قصہ بھی لکھا ہے جس کے متعلق علامہ سبکی یہ کہتے ہیں کہ میں نے اس قصے کو ان کے صاحبزادہ اللہ تعالیٰ کے ولی شیخ فتح الدین یحیٰی سے سنا کہ ان کے گھر میں ایک چھوٹا بچہ چھت سے گر گیا اور مر گیا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ کر دیا تھا"

(کمال اولیاء صد۳۲)

ممکن ہے مصنف یہ کہہ دے کہ جی یہ تو بطور کرامت ہے تو جناب ہم بطور کرامت ہی مانتے ہیں اولیاء اللہ کو معبود سمجھ کر نہیں مانتے۔ مگر آپ سیف حقانی کے اسی صفحہ پر کرامت کا بایں الفاظ صاف انکار کر چکے ہیں

"آخر کرامتوں کے نام پر شعبدہ بازیوں کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ نختی مرتبت کے بتائے ہوئے تصور و عقیدہ توحید کے شیوع کے بعد انسانوں کی خدائی منوانے کے لئے تو نہیں تاکہ شرک کی گرم بازاری رہے۔" (سیف حقانی صد۳۲)

کرامتوں کے تو آپ صاف انکاری ہیں ممکن ہے آپ یہ کہہ کر بھاگنے کی کوشش کریں کہ جی ان کرامتوں میں یہ ہے کہ مردہ زندہ کرنے سے پہلے یہ کہا گیا تو خدا کی اجازت سے اُٹھ، حق تعالیٰ سے دعا مانگی زندہ فرما وغیرہ تو ہم کہتے ہیں اولیاء اللہ محبوبان خدا قدرت

اسرار بھی اپنی ذاتی طاقت و تصرف سے نہیں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی طاقت سے ہی ایسا فرماتے ہیں. یہی کچھ اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی کتب میں ہے. مگر آپ اس کے منکر ہیں آیئے تھانوی صاحب کی کچھ ایسی عبارتیں بھی دکھائیں جن میں خدا تعالیٰ کا نام نہیں لیا گیا. ملاحظہ ہو:

مرید کی بیوی کا زندہ ہونا

" ابوعبداللہ محمد بن موسیٰ امام احمد بن موسیٰ بن عجیل کے صاحبزادہ یہ فقیہ عالم صالح صاحب کرامات و مکاشفات تھے ان کے کشف و کرامت میں یہ بھی ہے. ایک ذی اقتدار شخص ان کا مرید تھا اس کی بیوی مر گئی وہ اس سے بہت محبت کرتا تھا اس لئے بہت سخت رنج ہوا یہ فقیہ محمد بن موسیٰ کے پاس پہونچا اور اپنی حالت کی شکایت پیش کی اور عرض کیا کہ میری تمنا یہ ہے کہ اسے دیکھ لوں اور جان لوں کہ اس پر کیا گزری ہے فقیہ نے عذر کیا مگر اس نے نہ مانا اور عرض کیا کہ جب تک میری حاجت پوری نہ ہوگی میں نہیں جاؤں گا فقیہ کے یہاں اس کی قدر و منزلت بہت تھی آپ نے اس سے تین دن کی مہلت مانگی پھر اس کو ایک دن بلایا اور فرمایا اس حجرہ میں اپنی بیوی کے پاس چلے جاؤ. یہ اندر گیا تو اس کو اچھی حالت اور اچھے لباس میں پایا، حال پوچھا تو اس نے کہا کہ یہی بہتر حالت ہے اس کو بہت مسرت ہوئی اور خوش خوش اور ہشاش بشاش حضرت فقیہ کے پاس باہر آگیا اور جس قدر رنج و غم تھا اس سے سکون ہو گیا" (جمال الاولیاء صفحہ ۳۵)

بتایئے جناب یہاں دعا کا لفظ کہاں ہے نہ یہ کہ خدا تعالیٰ کی اجازت یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جانا یہ مذکور ہے.؟

گردن ٹوٹنے کے بعد زندہ ہونا

" آپ کی کرامتوں میں یہ بھی ہے کہ جب آپ نے مسجد جوان کی آبادی میں سے بنائی تو اتفاق سے ایک شخص ایک اونچی جگہ سے گر پڑا اور اس کی گردن ٹوٹ گئی

وہ حضرت فقیہ کے پاس لایا گیا آپ نے گردن پر ہاتھ پھیرا اور لعاب مبارک لگایا تو اس کی گردن ٹھیک ہو گئی اسی وقت سب کے ساتھ (زندہ ہو کر) کھڑا ہو کر تعمیر کرنے لگا۔" (جمال الاولیاء صـ۱۳۸)

یہاں بھی دعا کا نام نہیں ہے۔

مردہ زندہ کرنے کا وہابیت شکن واقعہ:

دیوبندی حکیم الامت لکھتے ہیں:

"محمد بہاؤ الدین شاہ نقشبند بخاری تھے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے اعظم اور بڑے بڑے آئمہ صوفیہ کے پیشرو تھے طریقت کو شیخ محمد بابا السماسی سے اور پھر سید امیر کلال سے حاصل کیا...... آپ کی بڑی کرامتوں میں سے ایک یہ ہے آپ نے فرمایا کہ ایک دن میں محمد زاہد جنگل گئے اور یہ سچے عاشق تھے اور ہمارے ساتھ کبدالیں تھیں ہم بھی ان کی شغل کر رہے تھے کہ ہم پر ایک ایسی حالت طاری ہوئی کہ جس نے مجبور کر دیا کہ ہم کبدالیں پھینک دیں اور معرفت کی باتوں کا تذکرہ کریں۔ اسی گفتگو میں سلسلہ کلام بزرگی پر پہنچا تو میں نے کہا اس کی انتہا اس درجہ پر ہوتی ہے کہ اس مقام بندگی والا کسی کو یہ کہہ بیٹھے کہ مر جا تو وہ فوراً مر جائے۔ پھر یہ ہوا کہ میں نے ان سے کہہ دیا کہ تم مر جاؤ وہ اسی وقت مر گئے اور چاشت کے وقت نصف النہار تک مردہ ہی رہے گرمی کا وقت تھا اس لئے میں گھبرا گیا اور بہت حیران ہوا۔ میں قریب ہی ایک سایہ کی جگہ پہنچ گیا اور سخت حیرت میں رہا پھر ان کے پاس لوٹ کر آیا تو ان میں گرمی کی زیادتی سے تغیر بھی ہو چلا تھا پھر تو اور بھی پریشانی بڑھی اس وقت میرے دل میں یہ القا کیا گیا کہ ان سے کہو اے محمد زندہ ہو جاؤ میں نے تین مرتبہ ان کو یہ کہا تو ان میں تھوڑی تھوڑی حیات (زندگی) سرایت کرنے لگی اور میں ان کو دیکھتا رہا یہاں تک کہ یہ پہلی سی حالت پر لوٹ آئے (یعنی زندہ ہو گئے) میں سید کلال کی خدمت میں حاضر ہوا تو سب قصہ عرض کیا جب میں نے یہ عرض کیا کہ وہ مر گئے اور میں اس کی وجہ سے حیران ہو گیا تو فرمایا بیٹا تم نے ان سے کیوں

"کہدیا کر زندہ ہو جاؤ۔ میں نے کہا جب مجھے اس کا الہام کیا گیا تو میں نے یہ کہدیا اور وہ زندہ ہو گیا؟" (النور بابت ماہ رجب ۱۳۶۱ھ جمال الاولیاء ص۱۳۹)

دیکھتے ہیں اب مصنف سیف حقانی اپنے حکیم الامت پر وہابیت کا کونسا ریگولیشن نافذ کرتے ہیں اور کونسے طبقہ میں دھکیلتے ہیں؟

بندروں کا ادب قرآن و قیام میلاد

مصنف جی نے اپنی جان میں ایک اور بڑا تیر مارا ہے وہ یوں

"دیکھئے ملفوظات حصہ چہارم ص۹ میں ہے اعلیٰحضرت فرماتے ہیں کہ میرے چھوٹے بھائی چھت پر تلاوت (قرآن مجید) فرما رہے تھے ساتھ ہی چھت پر کہیں بندر بھی کھیل رہا تھا ٹہلتا ہوا جب قریب سے گزرا تو سامنے آکر سجدہ کیا اور چلا گیا...... پھر اعلیٰحضرت فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی کے گھر پہ میلاد خوانی کر رہا تھا بندر بھی سنتا تھا سنتا رہا جب ہم نے قیام کیا تو بندر نے بھی قیام کیا"

یہ واقعہ لکھنے کے بعد مصنف لکھتا ہے کہ

"معلوم ہوا قیام ضروری ہے...... ٹھیک ہے بندر ہی قیام کرتے ہوں گے تو بندروں کے طریقہ کی بندر ہی پیروی کریں گے ہم تو اتنا جانتے ہیں کہ رسول اللہ کے حین حیات جب آپ تشریف لاتے تو صحابہ کرام کو قیام کی اجازت نہ تھی خیر تعجب ہے کہ یہ بندر آتے کہاں سے تھے کیا گھر میں پالے ہوئے تھے؟"
(سیف حقانی ص۴۵)

بتایئے اس سیدھی سی بات پر اس طرح کی بدزبانی کا کون سا موقعہ تھا؟ قطع نظر اس سے کہ اس دیوبندی نے بندروں کا واقعہ توڑ مروڑ کر نقل کیا ہے اعلیٰحضرت قدس سرہ گستاخ دیوبندیوں کی عقلوں کو بندروں کی عقل سے تشبیہ دیتے ہوئے آخر میں فرماتے ہیں:

"ان کی عقلیں بندر کی عقل سے بھی بدتر ہیں"

یہ لکھنے کے بعد اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ نے مذکورہ بالا رد واقعات ارشاد فرمائے. مصنف کا یہ کہنا ٹھیک ہے بندر ہی قیام کرتے ہوں گے مصنف سے سیکھ کر کوئی دوسرا گستاخ منکر قرآن یہ بھی کہہ سکتا ہے ٹھیک ہے بندر ہی قرآن کی تعظیم کرتے ہوں گے تو قرآن عظیم کی تعظیم کرنے والا ہر مسلمان مصنف کے اصول سے بندر قرار پائے گا. باقی رہا یہ کہ بندر ہی قیام کرتے ہوں گے تو جناب یہ تیر آپ نے جناب گنگوہی و تھانوی جی کے پیر و مرشد جناب حاجی امداد اللہ صاحب کے سینہ میں مارا کیونکہ وہ بھی قیام میلاد کرتے تھے. ہاں ہاں یہ سب کچھ اہل دیوبند کی کتب میں بند ہے. ملاحظہ کیجئے۔ اور بندر قرار دیجئے. لکھا ہے:

> "حضرت (حاجی امداد اللہ صاحب) سے کسی نے پوچھا کہ قیام مولود کیسا ہے فرمایا مجھے تو لطف آتا ہے" (ارواح ثلثہ صفحہ ۱۱۴ زیر حکایت (۱۲)

اب مصنف سیف حقانی بتائے اگر قیام بندر ہی کرتے ہیں تو حاجی امداد اللہ صاحب کون ہوئے اور پھر ایک غور طلب سوال یہ بھی ہے کہ کیا گنگوہی. نانوتوی. تھانوی وغیرہ بندر کے مرید ہو گئے تھے؟ باقی رہا یہ کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے قیام سے منع فرمایا تو اس کا مقصد یہ نہیں کہ قیام حرام و گناہ ہو گیا. بہت چیزیں جائز ہوتی ہیں مگر ایک عام آدمی بھی اپنے لئے تکلف پسند نہیں کرتا اور پھر قیام اگر مطلقاً حرام و گناہ ہی ہے تو بتائیے حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سیدہ فاطمہ کے لئے قیام کیوں فرماتے رہے. ایک چیز جائز تو ہوتی ہے خود نمائی اور تکلف کے طور پر اپنے لئے پسند نہیں کی جاتی اور پھر قیام واقعی حرام و گناہ ہی ہے. تو یہ دیکھئے مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کیا فرما رہے ہیں لکھتے ہیں:

> "تعظیم دیندار کو (قیام کرنا) کھڑا ہونا درست ہے اور ہاتھ پاؤں چومنا ایسے ہی شخص کا بھی درست ہے اور احادیث سے ثابت ہے"
>
> (فتاوی رشیدیہ صفحہ ۴۵۹)

بتائیے اب کس جہنم میں پڑیں گے گنگوہی صاحب یہ کیا غضب فرما رہے ہیں کہ تعظیم

دیندار کے لئے قیام کو احادیث سے ثابت مان رہے ہیں مولوی رشید گنگوہی صاحب تعظیم دیندار کے لئے قیام کو درست قرار دے رہے ہیں لیکن جس جمعیت العلماء اسلام کے سیکرٹری جنرل مصنف سیف حقانی کے استاد مفتی محمود ہیں اس جمعیت کے سابق امیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری تو اپنے بقول بدعتی اور دجال تک کے لئے قیام کرتے رہے ہیں یہ راز بھی طشت از بام ہے۔ دیکھئے علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رضوی رحمتہ اللہ علیہ سنی بریلوی تھے اور سنی جمعیت العلماء پاکستان کے اولین صدر تھے دیابنہ سنیوں کو بدعتی قرار دیتے ہیں اور مصنف سیف حقانی کے بقول مشرک ہیں اور بانی جماعت اسلامی مودودی صاحب کے متعلق مولوی احمد علی صاحب لاہوری اور عطاء اللہ صاحب بخاری احراری کا عقیدہ یہ ہے:

> ○ "میری سمجھ میں ان تیس دجالوں میں ایک مودودی ہے" (ص۹)
>
> ○ "مودودی مبتدی اور ملحد زندیق ہے" (ص۱۳)
>
> ○ "ایسے شخص کو مسلمانوں کی فہرست میں شامل رکھنا اسلام کی توہین ہے" (ص۸)
>
> (کتاب حق پرست علماء کی مودودیت سے ناراضگی کے اسباب)

یہی مولوی احمد علی صاحب لاہوری مولانا علامہ ابوالحسنات قادری اور مودودی صاحب کے لئے قیام کرتے رہے ہیں، دیکھئے:

> "ایک دفعہ مولانا داؤد غزنوی (غیر مقلد) کی دعوت پر ان کے مدرسہ شیش محل میں میٹنگ تھی، حضرت (مولوی احمد علی) پہلے کرسی پر تشریف فرما تھے مودودی صاحب اور مولانا ابوالحسنات (بریلوی) بعد میں تشریف لائے، حضرت شیخ ہر دو اصحاب کے لئے کرسی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور آگے بڑھ کر ان کو گلے لگا لیا۔"
>
> (خدام الدین لاہور ۸ مارچ ۶۳ء ص۱۲)

جمعیت العلماء اسلام کے آنجہانی امیر نے تو کمال ہی کر دیا کیونکہ مولوی گنگوہی جی نے تو تعظیم دیندار کی شرط لگائی تھی مگر لاہوری جی نے یہ فرق بھی مٹا دیا اور جن کو وہ خود بے دین و بدعتی اور دجال قرار دیتے تھے انہی کے لئے خود قیام کیا ہے۔ مصنف سیف حقانیہ اب

کس ماں کو ماں کہے گا۔؟ اور ہاں مصنف نے بڑے ہی تعجب سے پوچھا ہے کہ یہ بندر آتے کہاں سے تھے۔ جناب آپ کوؤں کے متعلق تو پوچھ سکتے تھے کہ یہ کہاں سے آتے ہیں جبکہ ہم دیابنہ سب کوے چٹ کر گئے مگر بندروں کو تو دیوبند میں بند نہیں کر دیا تھا بندروں کو کھانا تو گنگوہی صاحب نے ثواب قرار نہیں دیا تھا۔ بہرحال آپ کو تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔ کسی مہاجر سے پوچھ لیں کہ ہندوستان کے بعض شہروں میں بندر عام پھرتے تھے بلکہ شہروں میں گھروں کی چھتوں پر عام پلے جاتے تھے۔ بندر نے قرآن عظیم کی تعظیم کی یا قیام مولود کیا تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے اور اس پر طعنہ زنی کا کیا موقعہ ہے کیا شجر وحجر نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم نہیں فرمائی۔ پتھروں نے کلمہ نہیں پڑھا اونٹ ہرنی نے سجدہ نہیں کیا۔۔؟

نذرانہ اہل عرس میں یہ کہیں بھی موجود نہیں کہ اعلیٰحضرت امام اہل سنت کے والد ماجد مولانا نقی علی خان رحمۃ اللہ علیہ خود بٹیر بازی یا مرغ بازی کرتے تھے بلکہ مصنف نے بھی یہ بات ص۴۲ پر روسا بدایوں الکھیڑہ وغیرہ کے مشاغل کے طور پر نقل کی ہے تو یہ کام روسا کا ہوا نہ کہ اعلیٰحضرت کے والد ماجد قدس سرہٗ کا اور پھر بات تو بندروں کی ہو رہی ہے مرغ بٹیر اور بندر کیا ایک ہی چیز ہیں۔ شاید دیوبندی بندروں کو اور مرغ و بٹیر کو ایک چیز سمجھتے ہوں اور اسی لئے انہوں نے بٹیر نہ ملنے پر کوا کھانے کو ثواب قرار دیا ہو۔ اعلیٰحضرت نے بھی تو یہی فرمایا ہے ؎ بٹیر ہاتھ نہ آئے تو زاغ نے کے چلے

اسی طرح اس بات پر بھی کیا اعتراض ہو سکتا ہے کہ سانپ نے میلاد وحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت شریف کا ذکر سنا یہ تو اسلام کی حقانیت وصداقت کی دلیل ہے کہ اس بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کا ذکر سانپ بھی سنتے ہیں مصنف میں دم ہے تو ممانعت کی دلیل معہ حوالہ نقل کرے زبانی جمع خرچ سے کام نہ چلائے۔

اگر مصنف سیف حقانی بہرصورت سامعین میلاد کو سانپ قرار دینے اور بندر گردانے پر مصر ہے تو پھر اس کی زد بھی اکابر دیوبند پر پڑے گی ہم صرف ایک حوالہ نقل کرتے ہیں۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں:

"وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ذرا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریف ہو۔" (المہند صہ۱۱)

دلوں کے بھید

مصنف سیف حقانی نے صہ۲۱ و صہ۲۲ پر ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ چہارم سے حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامات پر مشتمل دو اہم واقعات کا اپنی روایتی جہالت کے باعث صاف انکار کر دیا بلکہ اس کو یہ تک معلوم نہیں کہ حضرت سیدی ابن مسعود قدس سرہٗ العزیز کوئی بزرگ ہیں بھی یا نہیں لکھتا ہے!

"دو عجیب واقعے کسی جنگلی بزرگ کے سنائے ہیں" صہ۲۲ (معاذ اللہ استغفر اللہ)

کیوں نہ ہو وہابیت کی بنیاد ہی بے ادبی و گستاخی پر ہے تو پھر ایک جلیل القدر ولی کامل کو "کسی جنگلی بزرگ" کے گستاخانہ الفاظ سے کیوں نہ یاد کرے۔ اور مزید بے خبری یہ کہ ان ہی بزرگ سے متعلق ایک واقعہ سے اپنی جہالت کا برملا اعتراف یوں کرتا ہے "ایک واقعہ گھڑ کے اس بزرگ کے سر مڑھ دیا" حالانکہ سیدنا اعلیٰحضرت قدس سرہٗ ان ہر دو واقعات و کرامات کو حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے ولی کامل سے نقل فرمایا جو اکابر اولیاء کرام میں سے ہیں مگر یہ بدبخت کانگریسی ایجنٹ اور گاندھی کے چیلے حسین احمد ٹانڈوی کے نام سے تو واقف ہے مگر حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے نام گرامی سے واقف نہیں اور پھر دیکھنا یہ ہے کہ ان ہر دو واقعات میں سے بے کیا جو اس کو موت نظر آرہی ہے۔ پہلے واقعہ میں تو یہ ہے کہ

ایک شخص اپنا دبلا بیل لیکر آیا کہ دعا فرمایئے اس میں طاقت آجائے۔ آپ نے شیروں کو اشارہ کیا وہ کھا گئے آپ نے موٹا تازہ بیل دے دیا اس آدمی کے دل میں یہ خطرہ آیا یہ شیر حضرت کے سامنے تو کچھ نہ کہیں گے راستہ میں بیل کھائیں گے حضرت کو اس کے خطرہ پر اطلاع ہوگئی دوسرا خطرہ اس کے دل میں یہ آیا کہ معلوم نہیں کس کا بیل ہے کوئی پوچھے گا تو کیا کہوں گا۔ حضرت نے فرمایا تم سے کوئی نہ پوچھے گا۔

لہذا مصنف سیف حقانی کہتا ہے :

" دیکھئے آسمانوں سے اعلان آیا کہ واللہ علیم بذات الصدور اللہ سینوں کے بھیدوں کو جانتا ہے۔"

اب اس احمق کو کون بتائے کہ تمہیں کس نے کہہ دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ سینوں کے بھیدوں کو نہیں جانتا۔ بے محل قرآن عظیم کی آیات پڑھنے سے کیا حاصل۔ کوئی ایسی آیت لاؤ جس سے یہ ثابت ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی نبی ولی کو دل کے بھید پر آگاہی نہیں دی۔ مگر کبھی نہ لاسکو گے اگر یہ غلط ہے اور دلوں کے خطرات پر آگاہ ہونا اللہ عزوجل کا خاصہ ہے تو پھر بتائیے کہ اگر علماء دیوبند دلوں کے خطرات پر آگاہ ہونے کا برملا اعتراف کریں تو مشرک ہوئے یا نہیں۔۔؟

دلوں کے خطرات کا علم اور مولوی رشید احمد گنگوہی

تذکرۃ الرشید مصنفہ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی کی تصنیف ہے جو مولوی رشید احمد گنگوہی کی سوانحیات ہے، اس میں لکھا ہے :

" ایک مرتبہ دو شخص اجنبی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام و مصافحہ کے بعد بیعت کی تمنا ظاہر کی۔ آپ (مولوی رشید احمد گنگوہی) نے فرمایا دو رکعت نماز پڑھو، حضرت کے اس ارشاد پر تھوڑی دیر دونوں گردن جھکائے بیٹھے رہے پھر چپکے ہی سے اُٹھ کر چل دیئے ـــــ جب دروازہ سے باہر ہوئے تب حضرت نے فرمایا یہ دونوں شیعہ تھے میرا امتحان لینے آئے تھے حاضرین میں سے بعض آدمی ان کی تحقیق کو ان کے پیچھے گئے اور معلوم کیا تو وہ واقعی رافضی تھے۔"

(تذکرۃ الرشید حصہ ۲ صفحہ ۲۲۷)

" ایک مرتبہ استاذی مولانا عبدالمومن صاحب حاضر خدمت تھے دل میں وسوسہ گزرا کہ بزرگوں کے حالات میں زہد اور فقر و تنگدستی غالب دیکھی گئی ہے اور حضرت (گنگوہی) کے جسم مبارک پر جو لباس ہے وہ مباح و مشروع ہے مگر بیش قیمت ہے ..... حضرت امام ربانی (مولوی رشید گنگوہی) اس وقت کسی سے باتیں کر رہے

سے دفعتہً ادھر متوجہ ہو کر فرمایا کہ عرصہ ہوا مجھے کپڑا بنانے کا اتفاق نہیں ہوتا لوگ خود بنا کر بھیج دیتے ہیں اور اصرار کرتے ہیں کہ تو ہی پہننا ان کی خاطر پہنتا ہوں چنانچہ جتنے کپڑے ہیں سب دوسروں کے ہیں" (تذکرۃ الرشید ۲ ص)

اب بتایئے جناب آیۂ کریمہ واللہ علیم بذات الصدور کا کیا مطلب ہے؟ کیا حضرت سیدی ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عظمت گنگوہی سے بھی کم ہے؟ آخر ان دیوبندی ملاں کے لئے دلوں کے بھید جاننے اور وساوس پر مطلع ہونے کی کون سی نصوص ہیں یہاں شرک کیوں نظر نہیں آتا؟

دوسرا واقعہ اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز نے نقل فرمایا ہے وہ بھی دل کے بھید پر مشتمل ہے مگر اس کو کیا کہیئے کہ تذکرۃ الرشید میں دس سے زائد ایسے مقامات ہیں جہاں گنگوہی جی کے لئے دل کے بھید جاننا ثابت کیا گیا ہے۔ اگر آپ اس کو کرامات کہیں تو وہاں کرامات کا کیوں انکار کیا جاتا ہے؟

مصنف نے ایک واقعہ ص پر ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ سوم سے بھی نقل کیا ہے کہ

"ایک بزرگ نے سید احمد بدوی کبیر ان کی قبر پر مصر میں تین دن تک ایک بہت بڑا میلہ اور ... ن میلاد ہوتی تھی یہ اُن کی ولادت کے دن پر ہوتا تھا۔ امام عبد الوہاب شعرانی اس مجلس میلاد اور میلہ میں ہر سال بالالتزام شرکت کے لئے جاتے تھے۔ ایک سال اتفاق سے کچھ دیر ہو گئی تو صاحب مزار اپنی مرقد سے پردہ ہٹا ہٹا کر پوچھتے تھے کہ عبد الوہاب ابھی نہیں آئے چنانچہ میلاد کے تیسرے دن آخر میں آئے۔ حاضرین نے کہا کہ آپ تاخیر سے کیوں آتے دو دن سے حضرت پردہ ہٹا ہٹا کر آپ کا پوچھ رہے ہیں۔ آپ نے کہا اچھا تو کیا حضرت کو میری آمد کی خبر ہوئی ہے کہنے لگے واہ حضور فرماتے ہیں کہ کتنی ہی منزل پر سے کوئی میرے پاس آنے کا ارادہ کرے تو پھر میں اس کے پاس ہوتا ہوں اس کی حفاظت کرتا ہوں ....

(سیف حقانی ص)

مصنف نے اپنی بے ایمانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلیٰحضرت کی عبارت اپنی خود آرائی کے

سا نچہ ڈھال پیش کیا۔ امام عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ کو امام عبدالوہاب تحرانی تحریر کیا مجلس میلاد کے ساتھ لفظ سیئہ کا اضافہ کیا اور پھر مصنف نے عبارت تو نقل کر ڈالی مقصد معلوم ہی نہیں کہ کس نے یہ عبارت پیش کی گئی ہے۔ میلاد شریف پر اعتراض کرنا چاہتا ہے تو کھل کر بحوالہ کتب دلیل سے بات کرے۔ اگر سیدی احمد کبیر علیہ الرحمۃ کے قبر مبارک سے کلام فرمانے پر کچھ درد ہے تو اپنے حکیم الامت تھانوی جی کے جمال الاولیاء کے دواخانہ سے دوا لے دو لکھتے ہیں

"امام شعرانی کہتے ہیں کہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے کہ غزی کہتے ہیں کہ ان کو حضرت احمد بدوی سے بہت زیادہ محبت تھی اور ان سے نسبت تامہ حاصل تھی یہ بارہا ان سے گفتگو کیا کرتے تھے اور وہ (سیدی احمد بدوی) قبر کے اندر سے جواب دیا کرتے تھے شعرانی کہتے ہیں کہ میں نے خود سنا ہے کہ یہ حضرت احمد سے باتیں کرتے تھے اور وہ قبر کے اندر سے جواب دے رہے تھے، طبقات وسطی میں بیان ہے کہ میں نے ایک مرتبہ خود سنا کہ یہ حضرت احمد بدوی سے کسی سفر کی ضرورت میں مشورہ کر رہے تھے اور شیخ احمد نے قبر کے اندر سے جواب دیا کہ سفر کر جاؤ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو" (جمال الاولیاء ص۱۰۱)

یہ تو تھا سیدی احمد بدوی علیہ الرحمۃ کے قبر مبارک سے گفتگو کرنے کا ثبوت لیکن اس چیز کو جھٹلانے والے دیوبندی وہابی یہ بات تو اپنے ملاؤں کے لئے بھی مانتے ہیں۔

ملاحظہ ہو:

○ "فرمایا کہ ایک صاحب کشف حضرت حافظ ضامن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر فاتحہ پڑھنے گئے بعد فاتحہ کہنے لگے کہ بھائی یہ کون بزرگ ہیں بڑے دل لگی باز ہیں جب میں فاتحہ پڑھنے لگا تو مجھ سے فرمانے لگے کہ جاؤ فاتحہ کسی مردہ پر پڑھیو یہاں زندوں پر فاتحہ پڑھنے آئے ہو۔" (ارواح ثلاثہ ص۲۴۵)

○ جمعیت العلماء اسلام کے آنجہانی امیر مولوی احمد علی صاحب کے متعلق لکھا ہے

"حضرت والا (مولوی احمد علی) اپنے مغموم دل سے (اپنے) بچوں میں سے بعض

کی قبور پر تشریف لے گئے اور حالت کشف میں جو گفتگو ہوئی اُس کا ملاجان (اپنی بیوی) سے آکر پیش کرتے ہے" (ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء)

○ "علامہ (شمس الحق) افغانی نے دریافت فرمایا کیا وجہ ہے کہ سید صاحب جو شیخ اور مرشد ہیں کی قبر پر انوار مولانا (اسماعیل) شہید کی قبر کی نسبت کم معلوم ہوتے ہیں حضرت (احمد علی) نے فرمایا ہاں یہ واقعہ ہے کہ میں نے صاحب قبر سے دریافت کیا تو اس نے کہا میں سید احمد شہید نہیں ہوں میرا نام سید احمد ہے میں مولانا (اسماعیل) شہید کا مرشد نہیں ہوں۔ لوگوں نے مولانا شہید کی قبر کے قریب ہونے کی وجہ سے غلط فہمی میں مجھے سید صاحب سمجھ لیا ہے"

(خدام الدین ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء صفحہ ۲۱)

مذکورہ بالا سیف حقانی شکن حوالوں سے ثابت ہوا کہ اہل قبر سے گفتگو ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے کہ مصنف ان حوالہ جات کو کشف پر مبنی قرار دے تو ہم کہیں گے اول تو کشف کا لفظ دو حوالوں میں مذکور ہے اور خدام الدین کے موخر الذکر حوالہ میں کشف کا لفظ مذکور نہیں اور خدام الدین کے ۲۲ فروری ۱۹۶۳ء کے شمارہ میں متعدد حوالہ جات ایسے ہیں جن میں کشف کا لفظ مذکور نہیں ہے اگر بالفرض بہر صورت مصنف سیف حقانی کشف ہی کا سہارا لیکر یا بہانہ بنا کر جان چھڑانے کی کوشش کرے تو ہم کہیں گے کہ کشف ہی کون سا ان کے ہاں حلال ہے۔ دیکھئے بابائے وہابیت اسماعیل دہلوی کیا گل کھلاتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

"جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے معاملہ کرے گا خواہ دنیا میں خواہ قبر میں خواہ آخرت میں سو اس کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں نہ نبی کو نہ ولی کو نہ اپنا حال نہ دوسروں کا۔"

"شرک سب عبادت کا نور کھو دیتا ہے کشف کا دعوے کرنے والے اس میں داخل ہیں۔" (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۹)

دیکھتے ہیں اب مصنف سیف حقانی کدھر بھاگتا ہے کس کی پناہ میں جاتا ہے۔

سید احمد شہید ہے یا مفرور؟

مولوی احمد علی صاحب لاہوری نے اپنے مذکورہ بالا حوالہ میں سید احمد شہید لکھ کر اسماعیل کے پیر کو شہید قرار دیا ہے مگر ارواح ثلثہ میں اس سے یکسر مختلف ہے لکھا ہے:

"پھر کچھ عرصہ بعد کھڑک سنگھ پسر رنجیت سنگھ والی لاہور سے لڑائی ہوئی جس میں بہت سے (دیوبندی وہابی) مجاہدین مارے گئے حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب و مولوی محمد حسن صاحب بھی وہیں شہید ہوئے البتہ ...... سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا پتہ نہ لگا" (ارواح ثلثہ ص۱۴۳)

اس جگہ سید احمد صاحب کے متعلق لکھا ہے "سید صاحب اور ان کے ساتھیوں کا پتہ نہ لگا" اس کے بعد سید صاحب کی تلاش شروع ہوئی۔ اب تلاش کرنے والے تین معتبر راویوں کے بیان سنئے کہتے ہیں جب سید صاحب اسماعیل دہلوی وغیرہ کے قتل کے بعد میدان سے بھاگ گئے تو

"لوگ تلاش میں تھے اور ادھر ادھر جستجو کرنے لگے چند آدمی مختلف دیہات اور پہاڑوں میں جا کر ڈھونڈا کرتے تھے اور (سید احمد) کسی کو نہ ملتے تھے گاؤں میں برابر پتہ ملتا چلا جاتا کہ یہاں تھے وہاں تھے ایک شخص نے بیان کیا کہ مجھے سخت بخار تھا اسی حالت میں میں نے تینوں شخصوں کو جاتے دیکھا جن میں ایک سید صاحب تھے میں نے غل مچایا کہ حضرت آپ ہم کو کہاں چھوڑ گئے اور کیوں ہم سے علیحدہ ہو گئے سب لوگ آپ کے راہ براہ ہیں میرے غل مچانے پر حضرت سید احمد صاحب نے منہ پھیر کر مجھے دیکھا کچھ جواب نہ دیا اور چلے گئے" (ارواح ثلثہ ص۱۴۳)

دوسرے شخص نے بیان کیا ہم انہیں دنوں سید صاحب کو ایک پہاڑ میں تلاش کر رہے تھے دفعۃً کچھ فاصلہ پر گڑگڑاہٹ سنا میں وہاں گیا تو دیکھوں کیا کہ سید صاحب اور اُن کے دو ہمراہی بیٹھے ہیں۔ میں نے سلام کیا، مصافحہ کیا اور عرض کیا کہ حضرت کیوں غائب ہو گئے سب لوگ بغیر آپ کے پریشان ہیں مجبور ہو کر ہم نے فلاں شخص کو اپنا خلیفہ بنا لیا ہے اور ان سے بیعت کی ہے آپ

نے اس پر تحسین کی اور فرمایا ہم کو اب غائب رہنے کا حکم ہوا ہے اس لئے ہم نہیں آسکتے اتنا فرما کر قافلہ والوں کی خیر اور حالات پوچھے اور پھر روانہ ہو گئے میں نے بھی ہمراہ ہونے کے لئے عرض کیا تو منع فرمایا اور پھر کوشش کر کے جو میں نے پیچھے چلنا چاہا تو میرے ہاتھ پاؤں وزنی ہو گئے میں تو کھڑا کا کھڑا رہ گیا حیران اور مایوس تھا کہ یا اللہ کیسے چلوں اور حضرت سید صاحب معہ ہمراہیان غائب ہو گئے"
(ارواح ثلاثہ ص۱۷۲)

"تیسرے شخص نے بیان کیا کہ سید صاحب کو ڈھونڈتے ڈھونڈتے ہم ایک گاؤں میں ایک جگہ اترے وہاں دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ قبر جو ڈھتی ہوئی تازہ پڑی ہے اس کو سید صاحب ابھی ڈھا کر گئے ہیں کیونکہ اونچی قبر تھی ادھر اُدھر دیکھا تو کہیں پتہ نہ تھا" (ارواح ثلاثہ ص۱۷۱)

ایسا ہی تذکرۃ الرشید میں لکھا ہے۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ سید صاحب میدان جنگ سے فرار ہو گئے تھے۔ لیکن مولوی احمد علی صاحب لاہوری نئی ترنگ میں کچھ اور ہی فرما رہے ہیں اور اُن کو شہید قرار دے رہے ہیں۔

بہر حال بات میں بات نکلتی چلی گئی ہم نے اکابر دیوبند سے یہ ثابت کر دیا کہ اہل قبر سے گفتگو ثابت ہے اور سیدی احمد بدوی علیہ الرحمۃ سے گفتگو پر اعتراض نہیں کیا جا سکتا۔

باقی رہا یہ کہ اگر مصنف سیف حقانی ملفوظات اعلیحضرت حصہ سوم کے اس واقعہ کو نقل کر کے اس کو واللہ علیم بذات الصدور کے منافی چاہتا ہے تو ابھی ہم ثابت کر چکے ہیں کہ دیوبندی علماء تو اپنے اکابرین کو دلوں کے بھیدوں سے واقف مانتے ہیں۔ آخر اس حوالے کے نقل کرنے کا اور کیا مقصد ہو سکتا ہے۔؟

کوک شاستر

چونکہ فرقہ دیوبندیہ وہابیہ کانگریس اور کانگریسیوں سے قدیم بلکہ

جدی پشتی نیازمندی حاصل ہے کانگریس کے ایک مشہور لیڈر اور بھارت کے ایک سابق وزیر اعظم شاستری بھی رہے ہیں اُن سے بھی ان کی ضرور کوئی رگ ملتی ہوگی لہذا عنوان کچھ بھی ہو اپنے کانگریسی آقاؤں کی یاد تازہ کرنی ہے۔ شائد اسی مناسبت سے صفحہ ۴۰ پر مصنف نے ایک عنوان کوک شاستر بھی قائم کیا ہے اور امام اہل سنت سیدنا اعلحضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات شریف سے ایک حوالہ کا حلیہ بگاڑ کر عبارت میں سخت مجرمانہ تحریف کر کے یوں لکھا ہے:

"یہی حضرت عبدالوہاب شعرانی دربارے میلاد دیکھنے گئے گھوم رہے تھے کہ اچانک ایک تاجر کی پری پیکر کنیز پر نظر پڑ گئی ایک ہی نظر میں گھائل ہو گئے لیکن شریعت کے پاس سے دوسری نظر نہ کی۔ مزار پر واپس آئے تو صاحب مزار نے پوچھا کیوں عبدالوہاب وہ کنیز بہت پسند آئی۔ عرض کی ہاں۔ فرمایا اچھا تو وہ کنیز ہم نے تمہیں ہبہ کردی۔ تھوڑی دیر میں تاجر نے وہی کنیز مزار پر آکر ہبہ کر دی۔ ادھر مزار سے خادم کو اشارہ ہوا کہ کنیز شعرانی کو دے دو۔ چنانچہ آپ کو دے دی گئی۔ اس کے بعد صاحب مزار نے فرمایا میاں عبدالوہاب اب دیر کیوں فلاں حجرہ شریف میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو"

(ملفوظات حصہ سوم صـ۳ و صـ۳۲)

جاہل دیوبندی تو اپنے اس نامور مصنف کی اس فنکاری پر جھوم گئے ہوں گے، فیصل آباد (لائلپور) غلام آباد کے سنتو قوال نے تو یقیناً اس حوالہ کو ازبر کر لیا ہوگا یہ کمال کسی دیوبندی مصنف و مناظر کو حاصل نہ ہوا جو اس تیلی نے کر دکھایا۔ آج اگر دیوبندی مناظرین آنجہانی عبدالشکور کاکوروی۔ مولوی مرتضی حسن دربھنگی چاندپوری زندہ ہوتے تو اپنے اس طفل مکتب کے زریں کارناموں پر جھوم جاتے اور فرط عقیدت سے بے ساختہ پکار اٹھتے واہ بیٹا قریشی واہ ہم تو آج تک عبارتوں کا مفہوم بگاڑتے اور بدلتے رہے مگر تم نے تو کمال ہی کر دیا۔ پوری کی پوری عبارتیں بدل دیں۔ کاش ہم یہ فن جانتے ہوتے۔" مردود، محمد رضا خانی بریلوی اور حشمت علی خاں رضا خانی بریلوی سے پے در پے

ذلت آمیز شکستوں کا سامنا نہ کرنا پڑتا بلاشبہ یہ مصنف سیف حقانی ہی کا حصہ ہے کہ اُس نے دیوبندی سائنس میں جدید تجربوں کی بنیاد رکھی ہے۔ اور اس کے سوا چارہ بھی کیا تھا۔ بہرحال ہم کہتے اور ڈنکے کی چوٹ چیلنج کرتے ہیں مصنف تو بے ہی ایک دو ٹکے کا آدمی اس کے بڑے بوڑھے جو اس کی ان ابلیسانہ حرکتوں پر بغلیں بجا رہے ہوں وہ خواہ نقل سواد اعظم اہل سنت کے سیکرٹری جنرل غلام راولپنڈی ہوں یا مردہ قومی اتحاد کے خود ساختہ صدر مصنف کے استاذ مفتی محمود ہوں یا اس ناپاک کتاب سیف حقانی پر دل آزار تبصرے اُگلنے والے خدام الدین لاہور کے چیف ایڈیٹر عبید اللہ انور ہوں وہ میدان میں آئیں۔ اور اپنے اس فرزند دلبند کی نقل کردہ مذکورہ عبارت کو ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ سوم صـ۳۱ صـ۳۲ یا کسی حصہ اور کسی صفحے پر جوں کی توں ثابت کر دیں تو ہم انہیں ایک دھڑی روپے انعام دیں گے اور زاغ معروفی کی پر تکلف دعوت کا اہتمام بھی کریں گے۔ آیئے ملفوظات کی اصل عبارت دیکھیں تاکہ مصنف کی مجرمانہ خیانتوں کا مشاہدہ ہو سکے۔

اصل عبارت

"حضرت سیدی عبدالوہاب اکابر اولیائے کرام میں سے ہیں حضرت سیدی احمد بدوی کبیر کے مزار پر بہت بڑا میلہ اور ہجوم ہوتا تھا اُس مجمع میں چلے آتے تھے ایک تاجر کی کنیز پر نگاہ پڑی فوراً نگاہ پھیر لی کہ حدیث شریف میں ارشاد ہوا النظرة الاولى لك والثانية عليك پہلی نظر تیرے لئے ہے اور دوسری تجھ پر یعنی پہلی نظر کا کچھ گناہ نہیں اور دوسری کا مواخذہ ہوگا خیر نگاہ تو آپ نے پھیر لی مگر وہ آپ کو پسند آئی۔ جب مزار شریف پر حاضر ہوئے ارشاد فرمایا کہ عبدالوہاب وہ کنیز تمہیں پسند ہے۔ عرض کی ہاں۔ اپنے شیخ سے کوئی بات چھپانا نہ چاہیئے۔ ارشاد فرمایا اچھا ہم نے تم کو وہ کنیز ہبہ کی۔ اب آپ سکوت میں ہیں کہ کنیز تو اس تاجر کی ہے اور حضور ہبہ فرماتے ہیں۔ معاً وہ تاجر حاضر ہوا اور اس نے وہ کنیز مزار اقدس کی نذر کی۔ خادم کو اشارہ ہوا۔ انہوں نے آپ کی

> نذر کردی، ارشاد فرمایا عبد الوہاب اب دیر کا ہے کی فلاں حجرہ میں لے جاؤ اور اپنی حاجت پوری کرو۔"

بتایا جائے اس میں پری پیکر کنیز اور ایک ہی نظر سے گھائل ہو گئے جیسے گستاخانہ و مسخرانہ الفاظ کہاں ہیں ؟ کیا یہ دیوبندی مصنف کی کجروی اور ذہنی آوارگی کی دلیل نہیں ؟ اور پھر اس میں سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز پر کیا الزام وہ یہ سب کچھ علامہ امام عبد الوہاب شعرانی اور حضرت سیدی احمد بدوی کبیر قدس سرہٗ جیسے اکابر اولیاء کرام سے نقل فرما رہے ہیں اور الابریز شریف سے ماخوذ ہے اور الابریز شریف نہایت مشہور و معتبر کتاب ہے جو حضرت ابن مبارک فاسی علیہ الرحمۃ کی تالیف ہے جس کو دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب نے جمال الاولیاء ص پر معتبر و مستند مانا ہے اور اکابر اولیاء کی تصنیف گردانا ہے اور پھر ہبہ کرنے کے بعد حجرہ میں لے جانے اور حاجت پوری کرنے پر کونسی شرعی ممانعت ہے اور کس طرح اس کو حرام و گناہ قرار دیا جاسکتا ہے ؟ کیا عورت کا ہبہ شریعت اسلامیہ میں حرام و گناہ ہے ؟ کیا کنیز (شرعی باندی) سے حاجت پوری کرنا حرام و گناہ ہے ؟

حدیث شریف صحیح بخاری میں یوں ہے کہ

> "حضرت ام المومنین سیدہ میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی کہتی ہیں میں نے ایک کنیز آزاد کی تھی جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں نے حضور کو اس کی اطلاع دی فرمایا اگر تم نے اپنے ماموں کو ہبہ کی ہوتی تو تمہیں زیادہ ثواب ملتا۔"

ہم نے اس عبارت پر وارد شدہ ، بانہ اعتراضات کے مفصل و مدلل جوابات اپنی کتاب "قہر خداوندی بر دھماکۂ دیوبندی"[1] میں دیئے ہیں۔

دیوبندی جاہل مصنفین کو چاہیئے وہ اس عبارت پر اعتراضات سے قبل کتب احادیث و فقہ میں ہبہ کے مسائل پڑھیں، اور الابریز فی مناقب عبد العزیز دباغ علیہ الرحمۃ کا مطالعہ کریں۔

---

[1] ملنے کا پتہ: مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

اس عبارت سے متعلق مصنف کے ان الفاظ کی کیا حقیقت ہے اور اس کی زد کس پر پڑتی ہے اور بات کہاں پہنچتی ہے :

"اب بتائیے بھلا اس پر کوئی کیا تبصرہ کرے امام شعرانی یا شیخ کبیر تو یقیناً ان کفریات سے بری ہیں" (سیف حقانی صفحہ ۴۸)

بتائیے اس واقعہ کو کفریات میں کس طرح شامل کیا جاسکتا ہے ؟

سیدی احمد سجلماسی اور سیدی عبدالعزیز دباغ

رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم کے ایک واقعہ پر بھی جاہلانہ تبصرہ کیا گیا ہے۔ ملفوظات حصہ دوم کے حوالہ سے لکھتا ہے :

"سیدی احمد سجلماسی کے دو بیویاں تھیں۔ آپ کے مرشد سیدی عبدالعزیز دباغ نے فرمایا کہ رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوتے دوسری بیوی سے ہم بستری کی یہ نہیں چاہیے۔ عرض کیا حضور وہ تو اس وقت سوتی تھی فرمایا سوتی نہ تھی سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا فرمایا اس پر میں تھا"

یہ عبارت نقل کرنے کے بعد طوفان بدتمیزی کا بھرپور مظاہرہ کیا ہے۔ آخر میں لکھتا ہے

"خان ہا ہا کیا آپ کا دین انہیں لغویات پر مبنی ہے خدارا کچھ تو خوف کرو دین مصطفےٰ کا لحاظ کرو" (سیف حقانی صفحہ ۴۹)

ہم نے اس عبارت پر اپنی کتاب برق آسمانی[1] میں صفحہ ۹۶ تا صفحہ ۹۹ مفصل بحث کی ہے اور دیوبندی حماقتوں کا جواب دیا ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے یہ واقعہ بھی سیدی اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا قدس سرہٗ نے الابریز فی مناقب عبدالعزیز سے نقل فرمایا ہے۔ الابریز شریف عربی[1] موجود ہے اس میں ہر شخص دیکھ سکتا ہے۔ الابریز کو جمال الاولیاء میں دیوبندی حکیم الامت تھانوی جی نے معتبر مانا ہے اور مفتی جمیل احمد تھانہ بھونی نے اپنے ایک فتویٰ میں معتبر مانا اور اس کے مصنف کو بڑے اولیاء کرام میں سے قرار دیا ہے۔ فتویٰ ہمارے پاس موجود ہے۔ "برق آسمانی" میں

[1] ملنے کا پتہ : مکتبہ فریدیہ۔ جناح روڈ۔ ساہیوال

بھی نقل کر چکے ہیں، مگر تعجب کی بات تو یہ ہے کہ دیوبندی مصنف اعلیٰحضرت کو خان بابا کہہ کر جویں بک مار رہا ہے کہ

> "خان بابا کیا آپ کا دین انہیں لغویات پر مبنی ہے خدارا کچھ تو خوف کرو دین مصطفیٰ کا لحاظ کرو" (سیف حقانی صفحہ ۲۹)

اس عبارت کا ایک ایک لفظ دیوبندیت کے لئے تباہ کن راکٹ ہے، اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کو خان بابا کہہ کر ان سے سوال کرنے کا مقصد تو یہ ہوا کہ مصنف بھی اعلیٰحضرت کو زندہ اور موجود اور اپنے قریب مانتا ہے۔ اور اعلیٰحضرت امام اہل سنّت نے اپنے وصایا میں میرا دین کہہ دیا تو دیوبندیوں پر قیامت آگئی اور کہا گیا دیکھو اعلیٰحضرت میرا دین کہہ رہے ہیں یعنی اُن کا اپنا گھڑا ہوا بنایا ہوا دین۔ لیکن یہاں دیوبندی مصنف خود یہ کہہ رہا ہے۔ خان بابا کیا آپ کا دین تو ثابت ہوا میرا دین کہنا کسی طرح بھی قابل مواخذہ نہیں ہے اور آج تک دیوبندی میرا دین کہنے پر اعتراض کر کے جھک مارتے رہے ہیں۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ خدا جانے اپنی بیوی سے ہم بستری کس طرح قابل اعتراض ہے؟ باقی رہا یہ کہ شیخ کسی وقت اپنے مرید سے جدا نہیں تو اس کا فیصلہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کرا لیجئے۔ وہ لکھتے ہیں؛

> "مرید اس بات کا یقین رکھے کہ شیخ کی روح ایک جگہ مقید نہیں بلکہ جس جگہ مرید ہوگا قریب یا بعید اگرچہ شیخ کی ذات بعید ہو لیکن اس کی روحانیت سے دور نہیں ہے۔ (امداد السلوک صفحہ ۲۹)

حضرت شیخ سیدی عبدالعزیز دباغ قدس سرہ کے مرید کے پاس تشریف لانے پر اعتراض کرنے اور تمسخر اڑانے سے قبل مولوی قاسم نانوتوی کے متعلق دیوبندیوں کو اپنے اکابر کا یہ خود ساختہ عقیدہ پڑھ لینا چاہیئے کہ

> "ایک دفعہ نہیں متعدد مواقع پر مشاہدہ کرنے دھوں نے وفات کے بعد دیکھا کہ مولانا نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ جسد عنصری کے ساتھ میرے پاس تشریف لائے تھے۔"
>
> (سوانح قاسمی جلد ۳ صفحہ ۱۵۱ بحوالہ ارواح ثلاثہ صفحہ ۱۸۵)

اب دیوبندی مصنف کو اپنی ناک کٹوالینی چاہیئے۔

چور چوری سے جائے
ہیرا پھیری سے نہ جائے

یہی حال دیوبندی مصنفین کا ہے وہ حوالہ جات کی نقل میں دیدہ دلیری سے چوری کرتے ہیں اگر چوری نہ کریں تو ہیرا پھیری ضرور کرتے ہیں یہی جذبہ مصنف سیف حقانی کے دل و دماغ میں کارفرما ہے کیوں نہ ہو آل حسین احمد کانگریسی سے ہے۔ چوری اور ہیرا پھیری سے کام نہ لیں تو پھر دیوبند میں دغا کی دال کا ظہور کیسے ہو۔ بہر حال مصنف نے اپنی حقنیفہ کے ص۹۹ پر سرخی تو یہ جمائی ہے "اولیاء از عرش تا تحت الثریٰ دیکھتے ہیں" لیکن اس کے ضمن ملفوظات اعلیحضرت حصہ چہارم سے ص۸۲ تا ص۸۳ تین حوالہ نقل کئے ہیں جن کا حلیہ ہی بگاڑ دیا گیا ہے اور اتنے الفاظ لکھ دیئے جو اس کی باطل مراد کے لئے کافی ہو سکتے تھے۔ ہم اپنی طرف سے جواب دینے کی بجائے ملفوظات اعلیحضرت کی اصل عبارت نقل کر دیں تو وہی جامع جواب ہوگا چور کی چوری اور ہیرا پھیری ثابت ہو جائے گی مصنف نے عنوان کے برعکس مذکورہ بالا سرخی کے ذیل میں خود حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم غیب کی بحث چھیڑ دی حالانکہ سرخی اولیاء اللہ کے علم غیب سے متعلق لگائی گئی تھی بہر حال اس نے سیدنا اعلیحضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کی عبارات یوں نقل کی ہیں:

> "دار دنیا شہادت ہے اور دار آخرت غیب غیب کی کنجیوں کو مفاتیح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمہا الا ھو اسی خدا کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اس کے علاوہ کوئی از خود نہیں جانتا۔ دوسری آیت نقل کی ہے لہ مقالید السمٰوٰت والارض خدا ہی کے لئے مقالید ہیں آسمانوں اور زمین کی"۔ یہ ترجمہ بھی آپ (یعنی اعلیحضرت) کا ہے۔ اب سنئے فرماتے ہیں "غیب وشہادت کی سب کنجیاں دے دی گئی ہیں محمد رسول اللہ کو کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں"۔ ص۸۲

یہ ہے دیوبندی نجدی سائنس کی کاریگری۔ اپنی مرضی کے الفاظ لکھ دیئے۔ دیکھئے اصل

عبارت یوں ہے اعلیٰحضرت امام اہل سنت قدس سرہ فرماتے ہیں:

"دار دنیا شہادت ہے اور دار آخرت غیب غیب کی کنجیوں کو مفاتیح اور شہادت کی کنجیوں کو مقالید کہتے ہیں۔ قرآن عظیم میں ارشاد ہوتا ہے وعندہ مفاتیح الغیب لا یعلمہا الا ھو اللہ ہی کے پاس ہیں غیب کی مفاتیح (کنجیاں)، ان کو خدا کے سوا کوئی (بذات خود) نہیں جانتا۔ اور دوسری جگہ فرماتا ہے لہ مقالید السمٰوٰت والارض خدا ہی کے لئے ہیں مقالید (کنجیاں) آسمان وزمین کی اور مفاتیح کا حرف اول (م) اور حرف آخر (ح) اور مقالید کا حرف اول (م) وحرف آخر (د) انہیں مرکب کرنے سے نام اقدس ظاہر ہوتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے یا تو اس طرف اشارہ ہے کہ غیب وشہادت کی کنجیاں سب دیدی گئی ہیں محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی شے ان کے حکم سے باہر نہیں ...... اور یا اس طرف اشارہ ہو سکتا ہے مفاتیح ومقالید غیب وشہادت سب حجرۂ خفا یا عدم میں مقفل تھیں ومفتاح ومقلاد جس سے ان کا قفل کھولا گیا اور میدان ظہور میں لایا گیا وہ ذات اقدس ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اگر یہ تشریف نہ لاتے تو سب اسی طرح مقفل حجرۂ عدم یا خفا میں رہتے۔" (ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ چہارم)

امام اہل سنت مجدد دین وملت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک نہایت ہی نفیس علمی نکتہ بیان فرمایا تھا مصنف سیف حقانی نے اس کا جواب تو دیا نہیں، اس کو درمیان سے نکال کر عبارت کو بے مقصد بنا کر رکھ دیا اور اعتراض جڑ دیا۔ اب اس چوری کی چوری ظاہر کرنے کے بعد ہم اپنی طرف سے کسی جواب کی ضرورت نہیں سمجھتے اور جواب کی ضرورت ہوتی بھی اس وقت جب یہ کوئی اعتراض اُگلتا لیکن اس مقام پر تو اس کی بولتی بند ہے کیوں نہ ہو اس کے بڑوں کی بولتی بند رہی۔

لطیفہ مصنف کا جنون اور بوکھلاہٹ ملاحظہ ہو مصنف سیف حقانی مذکورہ بالا حوالہ نقل کرنے سے پہلے لکھتا ہے کہ اعلیٰحضرت کے ملفوظات حصہ چہارم صفحہ تا صفحہ سے جستہ جستہ عبارات نقل کرتے ہیں لیکن اس عبارت کے خاتمہ پہ

بطور حوالہ لکھتا ہے ص۴۳. اسی طرح اس کے نیچے لکھتا ہے' آگے ص۴۴ پر فرماتے ہیں اور جب یہ حوالہ ختم ہوتا ہے لکھتا ہے ملفوظات اعلیٰحضرت ص۴۶ گویا دماغی توازن بگڑ چکا ہے کچھ نہیں سوجھتا کیا لکھ رہا ہے کیا لکھنا ہے، سچ ہے کہ

خدا جب دین لیتا ہے حماقت آ ہی جاتی ہے

چوری اور سینہ زوری

یہ دیوبند ہی کا جگر گروہ ہے کہ وہ دن دہاڑے چوری کرتے ہیں اور سینہ زوری سے کام لیتے ہیں. لکھتا ہے:

> "آگے ص۴۴ پر (اعلیٰحضرت) فرماتے ہیں اُن کے (یعنی رسول اللہ کے) غلاموں اور اولیاء اللہ کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے پھر کسی (معدوم صحابی) سے کہلواتے ہیں میں نے صبح اس حال میں کی کہ از عرش تا تحت الثریٰ تک دیکھتا ہوں جنتیوں کو جنت میں دوزخیوں کو دوزخ میں فرماتے ہیں ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے اولیاء کرام فرماتے ہیں کوئی پتہ سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ (ملفوظات اعلیٰحضرت ص۴۵)

یہ ہے وہ عبارت جو شروع کی گئی تو ص۴۴ تھا جب ختم ہوئی تو ص۴۵ ہو گیا. خیر یہ بات تو حوالہ کی تھی جو چاہے اس کا حُسنِ وہابیت ساز کرے مگر ہم دکھانا یہ چاہتے ہیں کہ مصنف نے یہاں بھی چوری اور سینہ زوری سے کام لیا ہے. ملاحظہ ہو ملفوظات اعلیٰحضرت حصّہ چہارم میں یوں ہے:

> "ان (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے غلاموں اولیائے کرام کے پیش نظر عرش سے تحت الثریٰ تک ہوتا ہے پھر صحابہ کی شان کا کیا پوچھنا. حدیث میں ہے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک صحابی سے دریافت فرمایا کیف اصبحت تم نے کیونکر صبح کی اصبحت مومن حقا میں نے صبح کی اس حال میں کہ میں سچا مومن تھا ارشاد فرمایا ہر دعویٰ کی ایک دلیل ہوتی ہے جس سے اس دعویٰ کی سچائی ثابت ہوتی ہے تمہارے دعویٰ کی کیا دلیل ہے. عرض کی میں نے صبح کی اس حال میں کہ عرش سے تحت الثریٰ تک تمام موجودات عالم میرے پیش نظر ہے

جنتیوں کو جب میں عیش کرتے دیکھ رہا ہوں اور جہنمیوں کو جہنم میں چیختے چلاتے عذاب پاتے دیکھ رہا ہوں، ارشاد فرمایا تم پہنچ گئے ہو اطمینان رکھو (پھر فرمایا) ماضی تو ماضی مستقبل بھی ان کے پیش نظر ہوتا ہے اولیاء کرام فرماتے ہیں کوئی پتہ سبز نہیں ہوتا مگر عارف کی نگاہ میں۔"

قارئین کرام! دیکھا آپ نے کہ یہ نجدی فرزند کس دیدہ دلیری احادیث سے انکار کرتا ہے اور صحابہ کرام کو عامیانہ انداز میں کسی نامعلوم صحابی سے کہلواتے ہیں جیسے گستاخانہ الفاظ سے یاد کرتا ہے۔ سیدنا اعلیٰحضرت رضی اللہ عنہ جیسے بحر ذخار اور عالم اکمل کے بیان فرمودہ حوالوں کا ماخذ جاہل دیوبندی ملاں کہاں پا سکتے ہیں جن کے علم کی رسائی پکی پکی روٹی اور مرتوں چٹنیوں صابنوں اچاروں کی کتاب بہشتی زیور تک ہے۔ حدیث شریف کا ماخذ خود تلاش نہ کر سکیں اعتراض اعلیٰحضرت پر صحابہ کرام کی ذوات قدسیہ سے واقفیت خود کو نہیں، اعتراض فاضل بریلوی پر اور۔ پھر لکھتا ہے "کسی نامعلوم صحابی سے کہلواتے ہیں" گویا سیدنا اعلیٰحضرت فاضل بریلوی ان صحابی رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں وہاں موجود تھے حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام کے لئے اس عظمت و فضیلت کا انکار اور سرکار اعلیٰحضرت کے لئے اقرار اور پھر اپنی جہالت اور عدم واقفیت کا ماتم تو کرتا نہیں صحابہ کرام کو کہتا ہے نامعلوم صحابی گویا صحابی صرف وہ ہو سکتا ہے جس کو مصنف سیف حقانی جانتا ہو کس قدر خبیث فکر اور مردود ذہن ہے۔

اولیاء اللہ کا عرش تا فرش مشاہدہ فرمانا

مصنف نہ تو خود کتابیں پڑھتا ہے نہ اپنے اکابرین سے پوچھ کر اعتراض کرتا ہے کتاب "الابریز" صفحہ ۲۵۰ میں اپنے شیخ عارف حضرت عبدالعزیز علیہ الرحمۃ سے اولیاء کا مخلوقات ناطقہ و صامتہ و حوش حشرات زمین و آسمان ستاروں وغیرہا تمام عالم کا مشاہدہ فرمانا نقل ہے ملاحظہ ہو عبارت یہ ہے:

"ولقد رأيت وليا بلغ مقاما عظيما وهو انه يشاهد المخلوقات الناطقة والصامتة والوحوش والحشرات والسموات

ونجومہا والارضین وما فیہما وکرۃ العالم باسرہا لتمہ منہ
ویسمع اصواتہا وکلامہا فی لحظۃ واحدۃ وعد کل واحد بما یحتاجہ
ویعطیہ وما یصلحہ من غیر ان یشغلہ ھذا بل اعلی العالم و
اسفلہ بمنزلۃ من ھو فی حیز واحد عندہ۔

نوٹ: الابریز شریف وہ کتاب ہے جس کو جمال الاولیاء ص۲ پر دیوبندی حکیم الامت تھانوی صاحب نے معتبر مانا ہے اور مفتی جمیل احمد تھانوی جامعہ اشرفیہ لاہور نے اس کے مصنف کو اکابر اولیاء میں سے تسلیم کیا ہے۔ اس سے فرار ممکن نہیں

کاش کہ مصنف بلا دلیل وثبوت اعتراض جڑنے کے خبط میں مبتلا ہونے سے قبل قصیدہ غوثیہ میں حضور غوث اعظم سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس فرمان ذیشان کو ملاحظہ کرتا:

ؔ نَظَرتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

نیز مولانا روم مثنوی شریف میں فرماتے ہیں ؎

لوح محفوظ است پیش اولیاء
از چہ محفوظ است محفوظ از خطا

مگر مصنف سیف حقانی کا تعلق ہیں نہ مانوں قبیلے سے ہے جنہوں نے نہیں مانا تھا اپنی آنکھوں کے سامنے پتھروں کو کلمہ پڑھتے دیکھا چاند کو دو ٹکڑے اور سورج کو واپس لوٹتے دیکھا مگر نہیں مانے اسی مرض میں یہ مبتلا ہے۔

نیا باب پرانی باتیں

مصنف نے ص۳ پر تیسرا باب برپا کیا ہے جس کا عنوان ہے "توہین رسول" اس کو کہتے ہیں حقیقت کا منہ چڑانا یہ کچھ فیشن بن گیا ہے کانے کو کانا کہو تو وہ بھی جواب میں کانا کہتا ہے۔ حال ہی میں مولانا شاہ احمد نورانی نے اپنے ٹیلیویژن ریڈیو انٹرویو میں اس طائفہ کے متعلق کہا آجکل چور خود کہتا ہے چور چور تاکہ اس کی " " پہ پردہ پڑا رہے، بہرحال

اب دیوبندی فرقہ نے نئی کروٹ بدلی ہے پہلے تو ان کے اکابر اہل سنت مسلمانوں کو کہتے تھے یہ رسول کو خدا سے ملاتے ہیں یہ نبی کو حد سے بڑھاتے ہیں یہ رسول کو خدا بناتے ہیں خدا سے بڑھاتے ہیں وغیرہ مگر آج یہ صاحبزادے دنیا کو یہ باور کرانے اٹھے ہیں کہ سنی مسلمان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں

شعر: اندھے کو اندھیرے میں بڑی دور کی سوجھی

سوال یہ ہے کہ معاذ اللہ اگر خدانخواستہ سنی بریلوی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرتے ہیں تو پھر آپ نے اپنی اسی سیف حقانیہ کے ص [illegible] پر سنیوں کو مسلمان اور ان کی اقتداء میں نماز کو جائز قرار کیوں دیا ہے اور مفتی محمود کو ضمانت کے طور پہ کیوں پیش کیا ہے ؟ کیا معاذ اللہ توہین رسول کرنے والے مسلمان ہوتے ہیں ؟ کیا ایسوں کی اقتداء میں نماز ہو سکتی ہے ۔؟

بہر حال مصنف نے تیسرا نیا باب قائم کر کے اس میں پہلا حوالہ فتاویٰ افریقہ ص [illegible] سے یہ دیا ہے کہ :

> "محبت میں نئی نئی باتوں اور طریقوں کی ایجاد نہ صرف جائز بلکہ نیکی اور کار ثواب ہے"

حالانکہ ہم اپنی اس کتاب کے پہلے باب میں اس کا جواب دے چکے ہیں مصنف نے یہی حوالہ اپنی سیف حقانیہ کے ص [illegible] پر بھی دیا تھا وہ یہ ہے کہ مصنف نے اپنی عادت و طبیعت سے مجبور ہو کر فتاویٰ افریقہ سے آدھی عبارت نقل کی ہے ۔ پوری عبارت یہ ہے اعلیٰحضرت قدس سرہ فرماتے ہیں :

> "افعال تعظیم ومحبت میں ہمیشہ مسلمانوں کے لئے راہ احداث کشادہ ہیں وہ جس طرح چاہیں محبوبان خدا کی تعظیم بجالائیں جب تک کسی خاص صورت سے شرعًا ممانعت نہ ہو" (فتاویٰ افریقہ)

خط کشیدہ مؤخر الذکر الفاظ ہی اس کا شافی جواب ہے ۔

دوسرا حوالہ مصنف نے کشف ضلال دیوبند ص [illegible] سے پیش کیا ہے کہ :

"قرآن وحدیث کے خلاف پر بزرگوں کے قول کو حجت پکڑنا جائز ہے؟"

اس کا جواب بھی ہم پچھلے اوراق میں عرض کر چکے ہیں کشف ضلال دیوبند میں اگر کوئی شخص یہ الفاظ تو کیا اس مفہوم کے کوئی دوسرے الفاظ بھی دکھائے ہم منہ مانگا انعام دیں گے اور اس جھوٹ پر ہم بجز لعنۃ اللہ علی الکاذبین اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

مصنف سیف حقانی نے پورا صفحہ ۱۵ زبانی ڈھکوسلہ بازی میں سیاہ کر دیا ہے اور کوئی حوالہ نقل نہیں کیا۔ البتہ صفحہ ۷۵ پر بغیر حوالہ کے یہ شعر نقل کیا ہے:

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا

مصنف نے صرف شعر نقل کر دیا ہے نہ حوالہ نقل کیا نہ قرآن وحدیث سے اس شعر کا کفر ہونا ثابت کیا۔ اس شعر میں یہ کہیں بھی مذکور نہیں کہ مولانا احمد رضا خاں ساقی کوثر ہیں یا مالک کوثر ہیں نہ یہ ثابت کہ قیامت کے دن حوض کوثر پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بجائے مولانا احمد رضا خاں کوثر تقسیم فرمائیں گے۔ نہ یہ ثابت کہ یہاں شاعر کی مراد قیام قیامت کے بعد حوض کوثر سے ہے پھر کوئی شرعی حکم کس طرح لگایا جا سکتا ہے؟ اور پھر مصنف اس بات کا تو قائل ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ساقی کوثر ہوں گے کوثر تقسیم فرمائیں گے۔ اور مسلمان آپ کے دست کرم سے کوثر پئیں گے۔ اگر شاعر یہ خیال کرے کہ سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے محبوب بندہ بارگاہ امام احمد رضا کو کوثر عطا فرمائیں گے میں اُن کا نیازمند ہوں میں ان سے حاصل کروں گا یا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل فرما کر مجھے عنایت فرما دیں گے تو اس میں شرعاً کیا خرابی ہے؟ مصنف سیف حقانی نے ایک شعر کسی کتاب نغمۃ الروح سے یہ نقل کیا ہے:

تیری تعظیم ہے سرکار عرب کی تعظیم
تو ہے اللہ کا اللہ تیرا احمد رضا

یہ ایسا ہی ہے جیسے کہا گیا ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ ایک خوبصورت کرسی کی تعریف اس کے بنانے والے کاریگر کی تعریف ہوتی ہے

جو خوبیاں تمام انبیاء و رسل علیہم السلام میں موجود ہیں وہ آپ میں جمع ہیں علماء حضرات انبیاء علیہم السلام کے وارث ہوتے ہیں لہذا ان کی تعظیم مجازی طور پر انبیاء علیہم السلام ہی کی تعظیم ہوتی ہے۔ باقی اگر مصنف کو اس پر کچھ کلام تھا تو وہ مدلل بیان کرتا کہ ایسا کہنا کون سی نص قطعی سے کفر یا حرام و گناہ ہے اس میں انبیاء علیہم السلام سے مساوات کی کوئی بات نہیں ۔۔۔ البتہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کا یہ عقیدہ ہے:

> "انبیاء اپنی امت سے ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں"
> (تحذیر الناس ص۵)

یہاں امتی کو انبیاء علیہم السلام سے نہ صرف مساوی بتایا گیا بلکہ کھلم کھلا بڑھایا گیا ہے یہ ہے مساوات و برابری جس پر پردہ ڈالا جا رہا ہے۔

مصنف نے ص۵۲ پر یہ شعر بھی لکھا ہے کہ ؎

> نکیرین جو آکے پوچھیں گے تو کس کا ہے
> ادب سے سر جھکا کر نام لوں احمد رضا کا

یہ شعر ہے نہ مدائح اعلیٰحضرت میں مذکور ہے۔ مصنف کا یہ کہنا کہ ایک ہی جھٹکے میں امتی سے نبی اور خدا بن گئے۔ مذکورہ بالا الفاظ میں ہی خدا و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہیں ہے۔ نکیرین قبر میں سوال کریں گے تیرا رب کون ہے اگر شعر میں شاعر یہ کہتا کہ میرا رب احمد رضا ہے یا معاذ اللہ میرا نبی احمد رضا ہے پھر واقعی جرم تھا مگر اس شعر میں ایسا نہیں ہے۔ کوئی بتائے اس شعر میں کہاں یہ مذکور ہے کہ معاذ اللہ مولانا شاہ احمد رضا خدا ہیں یا معاذ اللہ نبی و رسول ہیں۔

ع کوئی بتائے کہ ہم بتائیں کیا

پیر سید جماعت علی شاہ

مصنف سیف حقانی بے لگام ہو کر بزرگان دین علماء عاملین اور مشائخ و پیران عظام پر جھپٹ رہا ہے۔ امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کی مدح میں

رسالہ انوار علی پور صـ۲ کے حوالے سے یہ شعر نقل کرتا ہے ؎

> حور و ملک فلک پہ فرش زمیں پہ سارے
> خادم ہیں دست بستہ چاروں کتاب والے

لیکن شعر نقل کرنے سے قبل رافضیوں کی طرح تبریٰ بکتے ہوئے کہتا ہے :

> "اولوالعزم انبیاء کرام کی شان اقدس کو انگریز کے ایک ایجنٹ پیر جماعت علی شاہ کی بارگاہ کی بھینٹ چڑھا دیا" (صـ۲۵)

غالباً پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اس لئے انگریز کے ایجنٹ ہیں کہ انہوں نے کانگرسی کٹھ پتلی حسین احمد ٹانڈوی صدر دیوبند کے گاندھویانہ عزائم کو ناکام بنا دیا اور پاکستان معرض وجود میں آگیا — باقی رہا شعر کا معاملہ تو یہ شعر کوئی صحیفۂ آسمانی نہیں نہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب نے خود اپنے متعلق فرمایا اور نہ ہی خادم سے اس شعر میں شاعر کی مراد حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام ہیں بلکہ شاعر نے چاروں کتاب والے کہا چاروں کتاب والے سے مراد چاروں کتابوں کے ماننے والے اُمتی ہیں جن کو اہل کتاب کہا جاتا ہے نہ کہ صاحب کتاب حضرات انبیاء و رسل علیہم السلام بلاشبہ حضرت محدث علی پوری علیہ الرحمۃ کا حلقۂ احباب و حلقۂ ارادت بڑا وسیع تھا اور چاروں کتاب والے ہی ان کی خدمت کو سعادت سمجھتے تھے اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ بتایئے اس کو کفریہ جسارت کس طرح قرار دیا جاسکتا ہے؟

معراج کے زیر عنوان سیف حقانی صـ۵۵ و صـ۵۶ پر بیت المقدس اور بیت المعمور کی نمازوں کا مذاق اڑایا گیا ہے اور ملفوظات اعلیٰحضرت صـ۵۵ کو غلط نقل کر کے اس کا حلیہ بگاڑ دیا گیا ہے بیت المعمور کی نماز کا انکار مقصود تھا تو مصنف کو چاہیئے تھا اس کی دلیل نقل کرتا بے ہودہ گوئی کے ساتھ مذاق تو ہر بات کا اُڑایا جا سکتا ہے۔

شفاعت اور سنیئے مارو‌ں گھٹنا پھوٹے آنکھ کے زیر مصداق مصنف سیف حقانی نے صـ۵۶ پر "انکار شفاعت" کی سرخی جما کر سیف حقانی صـ۵۵ پر

بہار شریعت، برکات الامداد، فتاوی افریقہ کے قطعی بے محل حوالہ جات نقل کئے ہیں۔ حوالہ جات میں جن امور کا اثبات ہے اس بزعم خود " علامہ " نے ان کو نفی میں پیش کیا ہے اب تک یہ ہوتا رہا ہے کہ دیوبندی مصنفین کوئی عبارت نقل کر کے اس کا اپنی مرضی کا مفہوم بیان کرتے رہے ہیں مگر مفہوم کے ساتھ عبارتیں بدلنے کی ابتداء کا سہرا مصنف سیف حقانی کے سر ہے۔ امام الفقہا حضرت صدر الشریعت بدر الطریقت مولانا علامہ محمد امجد علی صاحب اعظمی رضوی قدس سرہٗ نے بہار شریعت میں ہر طرح کی شفاعت حضور اقدس نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے ثابت فرمائی ہے مثلاً شفاعت بالاذن۔ شفاعت بالمحبت۔ شفاعت بالوجاہت الغرض ہر طرح کی شفاعت حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت فرمائی لیکن مصنف سیف حقانی نے سیدی حضرت صدر الشریعۃ قدس سرہٗ العزیز کی عبارت کا حلیہ تبدیل کر کے اپنی مرضی کے الفاظ تحریر کر کے یہ غلط تاثر دیا کہ بہار شریعت میں شفاعت کی نفی ہے

" لکھتا ہے حضور کے ہاتھ میں جنت و نار کی کنجیاں ہیں جس کو چاہیں جنت دیں جس کو چاہیں جہنم دیں "

حالانکہ اس خیانت شدہ عبارت سے بھی اس کی باطل مراد ثابت نہیں ہوتی اور انکار شفاعت کا کوئی پہلو نہیں نکلتا۔ لوگوں کو گمراہ کر کے جہنم تو دیوبندی ملاں بھی بھجوا سکتے ہیں باقی رہا جنت کا معاملہ تو یہ لوگ اس چیز کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تو مانتے نہیں اپنے ملاؤں کے لئے مانتے ہیں بلکہ جو چیز یہ لوگ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست میں نہیں مانتے وہ مولوی اشرفعلی تھانوی کے پاؤں میں مانتے ہیں مثلاً ایک صحیح العقیدہ سنی مسلمان یہ کہہ دے کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں جنت کی کنجیاں ہیں یا وہ جس کو چاہیں جنت دے سکتے ہیں تو یہ ان کے لئے قابل یقین اور قابل قبول نہیں لیکن اس کے برعکس ان کا عقیدہ یہ ہے کہ

" واللہ العظیم (خدا کی قسم) مولانا (اشرفعلی) تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات اُخروی کا سبب ہے " (تذکرۃ الرشید پہلا حصہ صفحہ ۱۱۳)

آخرت میں نجات پانا جنت میں جانا ہے اور آخرت کی نجات مولوی تھانوی کے پاؤں دھو کر پینے پر موقوف ہے تو ان کے نزدیک جو بات نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں نہیں وہ مولوی اشرف علی تھانوی کے پاؤں میں ہے۔ یہ ہے ان کے نزدیک حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شان۔ کاش اس کور باطن کے اندھے کو کہیں یہ مشہور حدیث ہی نظر آئی ہوتی کہ

"ماں کے قدموں کے نیچے جنت ہے۔"

تو ایسی لایعنی بکواس نہ کرتا مگر ان کے نزدیک ایسی حدیث حدیث ہی نہیں رہتی جس میں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت وشان کا بیان ہو۔

" لولاک لما خلقت الدنیا اے محبوب ہمیں آپ کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو ہم دنیا کو پیدا نہ کرتے" (حدیث قدسی)

دنیا پیدا نہ ہوتی تو دنیا بھر کی مائیں کہاں پیدا ہوتیں۔ ماں کے قدموں کے نیچے تو جنت ہو اور جن کے صدقہ میں سب مائیں پیدا ہوئیں ان کے ہاتھ میں جنت کی کنجی نہ ہو

مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے۔؟

بتلائیے سیدنا اعلیحضرت امام اہل سنت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر میں کیا شرعی قباحت ہے کہ ع ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی۔؟ چلو آپ یوں کہہ لیں: "ہم دیوبندی نہ رسول اللہ کے ہیں اور نہ جنت رسول اللہ کی" اگر اس طرح قرار آتا ہے تو یوں ہی کہیے اور جائیے جہاں آپ کا ٹھکانا ہے۔

باقی رہی "برکات الامداد" کی یہ بات کہ:

"جنت کی زمین اللہ جل وعلا نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اس میں سے جو چاہیں جسے بخش دیں"

مصنف کا مقصد اگر دھوکہ دینا نہ ہوتا تو وہ ان الفاظ کے ساتھ امام اہل سنت سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کا بیان فرمودہ حوالہ بھی نقل کر دیتا مگر مقصد تو بہر صورت دھوکہ دینا ہے اور لوگوں کو گمراہ کر کے اپنے ساتھ جہنم میں لے جانا ہے

اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے یہ الفاظ کہاں سے نقل فرمائے سنیئے دل کی نہ سہی سر کی آنکھیں ہوں تو پڑھیئے فرماتے ہیں:

> " علامہ علی قاری رحمۃ الباری مرقاۃ میں فرماتے ہیں یؤخذ من اطلاقه صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الامر بالسؤال ان اللہ تعالیٰ مکنه من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ کو مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو قدرت بخشی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں پھر لکھا وذکر ابن سبع فی خصائصه وغیرہ ان اللہ تعالیٰ اقطعه ارض الجنة یعطی منھا ماشاء لمن یشاء یعنی امام ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خصائص کریمہ میں ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ اُس میں سے جو چاہیں جسے چاہیں بخش دیں "

کیوں جناب مصنف سیف حقانی اب آپ خود ہی بتائیں آپ کے جاہلانہ نہیں نہیں بلکہ احمقانہ اعتراضات کی زد کہاں پڑی احادیث شریفہ پر کیونکہ ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ کو مانگ کیا مانگتا ہے کی حدیث شریف کو صحیح مسلم و ابوداؤد و ابن ماجہ و معجم کبیر طبرانی وغیرہ نے بیان کیا ہے لہذا منکر حدیث بننا پڑے گا۔ علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ الباری کی مرقاۃ سے منہ موڑا تو حنفیت کے ڈھول کا پول کھل جائے گا۔

اس کے بعد اسی ص۳۲ پر مصنف کے نقل کردہ فتاویٰ افریقہ کے حوالہ کا بھی جائزہ لیتے ہیں، مصنف سیف حقانی لکھتا ہے:

> " دوسری جگہ برملا اور صاف صاف حضور کے بارہ میں اُمت کے منصوص عقیدے کا انکار اور رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے تو شفاعت کی کیا حاجت ہو " (فتاویٰ افریقہ ص۱۳۸)

گویا مصنف نے اپنی جان میں یہ ثابت کر دیا کہ سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ شفاعت کے منکر ہیں حالانکہ یہ چور فتاویٰ افریقہ ہی سے سوال وجواب دونوں نقل کر دیتا تو اس کی چوری عین موقع پر پکڑی جاتی۔ ہم فتاویٰ افریقہ سے پہلے سوال نقل کرتے ہیں اور پھر اس سوال سے متعلق جواب۔ اس سے خود بخود واضح ہو جائے گا کہ سیدنا اعلیحضرت فاضل بریلوی شفاعت کا انکار نہیں فرما رہے بلکہ ایک منکر شفاعت کے شبہ کا ازالہ فرما رہے ہیں۔ فتاویٰ افریقہ میں یوں ہے:

> "سوال ۸۲ عمرو اگر اپنا راہ نما پیر و مرشد وسیلہ کے واسطے ڈھونڈے تو وہ اس کا وسیلہ ہو کر دنیا و آخرت میں شفاعت کر کے عذاب سے نجات دلواتے ہیں یا نہیں زید کہتا ہے کہ قیامت میں انبیاء و اولیاء سب اللہ عزوجل کے دربار میں تو محتاج ہوں گے وہاں کس کو طاقت ہوگی کہ شفاعت کرے" الخ

دیکھئے سوال میں زید منکر شفاعت یہ کہہ رہا ہے:

> "کہ قیامت میں انبیاء و اولیاء سب اللہ عزوجل کے دربار میں تو محتاج ہوں گے وہاں کس کو طاقت ہوگی کہ شفاعت کرے"

تو زید منکر شفاعت کے جواب میں امام اہل سنت سیدنا اعلیحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

> "زید گمراہ کی یہ شدید جہالت وضلالت قابل تماشا کہ دربار الٰہی میں محتاج ہونے کو نفی شفاعت کی دلیل ٹھہرایا حالانکہ یہ محتاجی ہی منشاء شفاعت ہے جہاں محتاجی نہ ہو خود اپنے حکم سے جو چاہے کر دیا جائے شفاعت کی کیا حاجت ہو"
> (فتاویٰ افریقہ ص۱۳۸)

مصنف سیف حقانی نے اپنے دل کی بیماری کی مجبوری کے باعث زید منکر شفاعت کا جاہلانہ سوال تو مطلقاً نقل ہی نہیں کیا اور سیدنا اعلیحضرت قدس سرہٗ کے جواب کا وہ حصہ جس میں زید منکر شفاعت کے جاہلانہ استدلال کا رد تھا دیدہ و دانستہ چھوڑ دیا اور اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لئے صرف آخر کے چند الفاظ نقل کر دیئے

ع زمیں کیا آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے

اگر اہل دیوبند میں کوئی منصف مزاج ہے تو بتائے کہ کیا اب اسی طرح چوری اور چور بازاری سے دیوبندیت کا دفاع ہوگا۔ کیا ایسے بدترین خائین کو "علامہ" قرار دیا جا سکتا ہے اور ایسے چوروں کی تصانیف پر اعتماد کیا جا سکتا ہے جو جھوٹ اور جعلسازی کے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتے؟

اشعار پر اعتراضات

مصنف "سیف حقانی" نے ص۵۸ سے آگے متعدد صفحات پر سیدنا اعلیٰحضرت کی مدح میں اور اعلیٰحضرت کے سرکار رسالت و سرکار غوثیت کی مدح میں بعض اشعار پر اپنی جہالت و لاعلمی کے باعث عامیانہ انداز میں اعتراضات کئے ہیں اور مذاق اڑایا ہے۔ کاش مصنف اعتراضات معہ دلیل نقل کرتا تو بہتر ہوتا۔ اکثر اعتراضات زبانی کلامی ہیں اور بعض جگہ صرف اشعار ہی نقل کر دیتے۔ نہیں معلوم ان پر اس کو کیا اعتراض ہے ۔۔۔؟ بہرحال ہم اس کے نقل کردہ اشعار پر اپنی معروضات پیش کرتے ہیں جو ایک جیسے مفہوم کے اشعار ہیں ان کا مشترکہ جواب دیتے ہیں۔

مصنف نے ص۵۸ پر نغمۃ الروح کے حوالہ سے لکھا ہے ؎

قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے ہو میرا مشکل کشا احمد رضا
حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو اپنے سایہ میں چھپا احمد رضا

لکھتا ہے "گویا حشر کے دن احمد رضا خان شافع محشر اور مشکل کشا بن کر جلوہ گر ہوں گے ...... غور کیجئے مشکل کشائی اور شفاعت دونوں خانصاحب کے لئے ثابت ہو گئے"

اس کے بعد مصنف نے ص۵۹ پر یہ شعر نقل کئے ہیں ؎

نزع میں گور میں میزان سر پل پہ کہیں نہ چھٹے ہاتھ سے دامان معلّے تیرا
دھوپ محشر کی وہ جانسوز قیامت ہے مگر مطمئن ہوں کہ مرے سر پہ ہے پلا تیرا

(حدائق بخشش ص۱۰)

مصنف نے یہ اشعار نقل کرنے سے قبل لکھا ہے "آپ نے سب کچھ عبدالقادر کو بنایا" کانگرسی پھوحسین احمد ناندوری کی وشہ پر آدھی درجن سے کم بھگ القاب دینے والا یہاں حضور غوث اعظم قطب عالم پیران پیر شیخ سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو عامیانہ انداز میں صرف عبدالقادر لکھ رہا ہے — بہرحال ہم اصل بات کی طرف آتے ہیں اور یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضرات مشائخ کرام پیران عظام قدست اسرارہم نزع، گور، میزان اور پلصراط پر کچھ کام آتے بھی ہیں یا نہیں۔

دیکھئے میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے:

> جمیع الائمۃ المجتہدین یشفعون فی اتباعہم ویلاحظونہم فی شدائدہم فی الدنیا والبرزخ ویوم القیمۃ حتی یجاوزا الصراط
>
> تمام ائمہ مجتہدین اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور دنیا و قبر و حشر ہر جگہ سختیوں کے وقت ان کی نگاہ داشت فرماتے ہیں جب تک صراط سے پار نہ ہو جائیں
>
> نیز لکھتے ہیں ان ائمۃ الفقہاء والصوفیۃ کلہم یشفعون فی مقلدیہم ویلاحظون احدہم عند طلوع روحہ وعند سؤال منکر ونکیر لہ وعند النشر والحشر والحساب والمیزان والصراط ولا یغفلون عنہم فی موقف من المواقف بیشک سب پیشوا اولیاء و علماء اپنے اپنے پیروؤں کی شفاعت کرتے ہیں اور جب ان کے پیرو کی روح نکلتی ہے، جب منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں جب اس کا حشر ہوتا ہے جب اس کا نامہ اعمال کھلتا ہے، جب اس سے حساب لیا جاتا ہے جب اس کے عمل تلتے ہیں جب وہ صراط پر چلتا ہے ہر وقت ہر حال میں اس کی نگہبانی کرتے ہیں اصلاً کسی جگہ اس سے غافل نہیں ہوتے۔

اسی میزان الشریعۃ الکبریٰ میں ہے:

> ولما مات شیخنا شیخ الاسلام الشیخ ناصر الدین اللقانی رآہ بعض الصالحین فی المنام فقال لہ ما فعل اللہ بک فقال لما اجلسنی الملکان فی القبر یسالانی اتاہما الامام مالک فقال مثل ھذا یحتاج

الی سؤال فی ایمانہ باللہ ورسولہ تنحیا عنہ تنتحیا عنی یعنی جب ہمارے استاذ شیخ الاسلام امام ناصر الدین لقانی مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا انتقال ہوا بعض صالحین نے ان کو خواب میں دیکھا پوچھا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا۔ فرمایا جب منکر نکیر نے مجھے سوال کے لئے بٹھایا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تشریف لائے اور فرمایا ایسا شخص بھی اس کی حاجت رکھتا ہے کہ اس سے اللہ ورسول پر ایمان کے بارے میں سوال کیا جائے الگ ہو جاؤ اس کے پاس سے وہ فوراً مجھ سے الگ ہو گئے۔ نیز فرمایا واذا کان مشائخ الصوفیۃ یلاحظون اتباعھم ومریدیھم فی جمیع الاھوال والشدائد فی الدنیا و الاخرۃ فکیف بائمۃ المذاھب یعنی جب اولیاء ہر ہول وسختی کے وقت اپنے پیروؤں اور مریدوں کا دنیا وآخرت میں خیال رکھتے ہیں تو ائمہ مذاہب کا کیا کہنا رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین مولانا نور الدین جامی قدس سرہ السامی نفحات الانس شریف میں حضرت مولوی معنوی قدس سرہ القوی سے نقل کرتے ہیں کہ قریب وصال مبارک اپنے مریدوں سے فرمایا در ہر حالتے کہ باشید مرا یاد کنید تا من شمارا ممد باشم در ہر لباسے کہ باشم یعنی ہر حال میں مجھے یاد کرو کہ میں ہر لباس میں تمہاری مدد کروں گا۔

ہمیں اختصار مانع ہے ورنہ ملفوظات جناب مرزا مظہر جانجاناں صاحب اور تذکرۃ الموتی کے حوالہ جات بھی نقل کرتے۔ مصنف سیف حقانی کے دماغ میں دیو بند ہے یا وہ خود دیو میں بند ہے۔ وہ اس بندی سے آزاد ہو تو کچھ پتہ چلے کہ اکابر علماء وفقہا اور حضرات مشائخ و اولیاء اللہ کیا فرماتے ہیں۔ متذکرہ بالا حوالہ جات میں قبر وحشر ونشر میدان وپل ہر چیز کی وضاحت موجود ہے مگر اس کا کیا علاج کہ دیابنہ کے مذہب نامہذب کا جب اصول ہی ایک ہے کہ میں نہیں مانتا۔

مصنف نے اشعار نقل کرنے کے خبط میں مبتلا ہو کر مندرجہ ذیل اشعار بھی نقل کئے ہیں۔

الاماں قہر اے غوث وہ تیکھا تیرا	مر کے بھی چین سے سوتا نہیں مارا تیرا
دل پہ کندہ ہو ترا نام کہ وہ دزد رجیم	الٹے ہی پاؤں پھرے دیکھ کے طغرا تیرا

مصنف نے بعض اشعار نقل کر دیئے ہیں اپنی تکلیف نہیں بتائی کہ ان اشعار پر کیا اعتراض ہے اور اس کی کیا دلیل ہے جواب کیا دیا جائے اور کس بات کا دیا جائے ؟

اسی طرح مصنف نے ـــ

> گردنیں جھک گئیں سر بچھ گئے دل ٹوٹ گئے ۔ کشف ساق آج کہاں یہ تو قدم تھا تیرا

شعر نقل کر کے اپنی بے ڈھنگی لفاظی کا مظاہرہ کیا ہے البتہ "قول ناسزا" کے زیر عنوان حدائق بخشش ص۲۲ سے یہ شعر نقل کیا ہے ـــ

> ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے ۔ کار عالم کا مدبر بھی عبدالقادر

اس پر یہ جاہلانہ و گستاخانہ تبصرہ کیا ہے کہ

> "غور کیجئے مٹی کے پتلے جو موت کے دست فنا سے اپنے کو نہ بچا سکا وہ کار عالم کا مدبر ہے۔"

اس کے ساتھ یہ شعر نقل کیا ہے ـــ

> بندہ قادر کا بھی ہے قادر بھی عبدالقادر ۔ سر باطن بھی ہے ظاہر بھی عبدالقادر
> (حدائق بخشش ص۲)

دیوبندی طائفہ سیدھی بات بھی الٹی کرتا ہے اگر یہ بدبخت مذکورہ بالا اشعار کو اپنی صحیح ترتیب سے لکھ دیتا تو اس کے دو میں سے ایک اعتراض تو خود بخود زندہ درگور ہو جاتا ہے لیکن مصنف نے کمال عیاری سے پہلا شعر پیچھے اور پچھلا شعر پہلے لکھ دیا۔ حدائق بخشش میں یوں ہے ـــ

> بندہ قادر کا بھی ہے قادر عبدالقادر ۔ سر باطن بھی ہے ظاہر بھی عبدالقادر
> ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے ۔ کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

پہلے شعر میں بندہ قادر کا بھی ہے ایک ایسا جامع تصور ہے جس کے بعد کوئی بھی احمق سے احمق شخص اعلحضرت پر سیدنا شیخ عبدالقادر کو خدا یا قادر مطلق قرار دینے کی جسارت نہیں کر سکتا۔ جب برملا طور پر اعلحضرت رضی اللہ عنہ حضرت غوث اعظم کو بندہ قادر کا بھی ہے تسلیم فرما رہے ہیں تو خدا کیسے فرما سکتے ہیں۔ باقی رہا قادر بھی ہے عبدالقادر تو

کتب لغت میں قادر کا معنی قدرت والا ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقہ سے حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہت سی قدرتیں عطا فرمائی ہیں۔ یہاں قدرت بمعنی طاقت لیا جائے گا۔ جب یہ ہے تو سر باطن وظاہر کہنے پر کیا اعتراض؟ اگر ہے تو مع دلیل بیان کیا جائے۔

باقی رہا دوسرا شعر ؎

ذی تصرف بھی ماذون بھی مختار بھی ہے ۔ کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

اس میں بھی تمام فضائل وکمالات کے باوجود حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خدا نہیں قادر مطلق نہیں بلکہ عبد القادر تسلیم فرما رہے ہیں۔ باقی رہا ذی تصرف ماذون ومختار اور مدبر ہونا تو بندہ قادر کا کہنے کے بعد اس میں کوئی مضائقہ یا شرعی قباحت نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبوں کو بے شمار اختیار دیئے ہیں ان کو ذی تصرف بنایا ہے اور یہ سب باتیں ثابت کی جا چکی ہیں۔ اس شعر پر ہم نے قہر خداوندی بر دھاکہ دیوبندی میں مفصل بحث کی ہے یہاں مختصراً عرض ہے ـــ بابائے وہابیت مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویت الایمان صراط مستقیم ص۱۴۶ پر لکھتے ہیں:

یہ بلند منصب والے تمام عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوتے ہیں اور انہیں کہنا پہنچتا ہے کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔

یہ تو بابائے وہابیت کا قول تھا اور شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار میں نقل کرتے ہیں:

"شیخ عواز بطائحی نے پیشگوئی کی تھی کہ ۴۷۰ھ میں ایک نوجوان کا نام سیدنا عبد القادر ہو گا ظاہر ہو گا اس کی ہیبت سے ہی مقامات ولایت ظاہر ہوں گے اور اس کی جلالت وکرامات ظاہر ہوں گی وہ ہر حال پر چھا جائیں گے اور محبت خداوندی کی بلندیوں پر پہنچ جائیں گے۔ تمام عالم امکان ان کے حوالے کر دیا جائے گا"۔ (زبدۃ الآثار ص۴)

حضرت ابو سعید قیلوی سے قطب وقت کے اوصاف دریافت کیے گئے تو

آپ نے فرمایا کہ قطب تمام امور وقت کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کون مکان کے تمام امور کا اختیار اُسے دے دیا جاتا ہے لوگوں نے پوچھا پھر ایسا قطب وقت آپ کی نظروں میں کون ہے؟ آپ نے فرمایا: شیخ سید عبدالقادر جیلی ہی ایسی شخصیت ہیں۔" (زبدۃ الآثار صفحہ ۳۷)

"شیخ سیدی عقیل منبجی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے جناب شیخ عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کیا گیا۔ ایک نوجوان ولی اللہ بغداد میں ظاہر ہوا ہے۔ تو آپ نے فرمایا اُس کا حکم تو آسمانوں پر بھی چلتا ہے۔ وہ بڑا رفیع الشان نوجوان ہے ملکوت میں اُسے سفید باز کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔" (زبدۃ الآثار صفحہ ۳۸ و صفحہ ۳۹)

"حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اپنے چچا ابوالنجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جناب غوث پاک رضی اللہ عنہ کی زیارت کو آیا۔ میرے چچا نے آپ کا نہایت ہی ادب کیا آپ کے سامنے دو زانو ہو کر نفس گم کردہ بیٹھے رہے۔ جب میں مدرسہ نظامیہ میں گیا تو اپنے چچا سے پوچھا کہ آپ اس قدر مؤدب کیوں ہو گئے تھے! آپ نے فرمایا میں ادب کیوں نہ کرتا اللہ تعالیٰ نے انہیں اختیارات وجود و ملکوت میں بھی عطا فرمائے ہیں۔" (زبدۃ الآثار صفحہ ۴۱)

اب مصنف سیف حقانی شیخ عو ازبطایحی، حضرت ابوسعید قیلوی، شیخ عقیل منبجی، شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ابوالنجیب سہروردی کے نام سنکر ہی واویلا کرے گا اور کہے گا کہ کسی منبجی کے حوالہ سے کہا ہے، کسی قیلوی کے حوالہ سے لکھا ہے وغیرہ کیونکہ یہ حضرات مشائخ کرام اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہٗ تو اس کے نزدیک معتبر نہیں البتہ گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی اس کے لئے حجت اور قابل اعتماد ہیں۔

تدبیر کرنا یا کارِ عالم کا مدبر ہونا قرآن عظیم میں فرشتوں کے لئے ثابت ہے۔ فرمایا فالمدبرات امراً۔ مولوی اشرفعلی تھانوی دیوبندی اس کا ترجمہ یوں کرتے ہیں۔ "قسم اُن فرشتوں کی پھر ہر امر کی تدبیر کرتے ہیں" فالمدبرات امراً

کے تحت معالم التنزیل شریف میں ہے:

قال ابن عباس ھم الملٰئکۃ وکلوا باموریعرفھم اللہ تعالیٰ العمل بھا قال عبدالرحمٰن بن سابط یدبر الامر فی الدنیا اربعۃ جبریل ومیکائیل وملک الموت واسرافیل علیھم الصلٰوۃ والسلام فاما جبرئیل فوکل بالریاح والجنود واما میکائیل فوکل بالقطر والنبات واما ملک الموت فوکل بقبض الانفس واما اسرافیل فھو ینزل بالامر علیھم یعنی عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں کہ ان کاموں پر مقرر کئے گئے ہیں جن کی کاروائی اللہ عزوجل نے اُنہیں تعلیم فرمائی عبدالرحمٰن بن سابط نے فرمایا دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں جبرئیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جبرئیل تو ہواؤں اور لشکروں پر موکل ہیں (کہ ہوائیں چلانا لشکروں کو فتح وشکست دینا ان کے تعلق میں ہے) اور میکائیل باران وروئیدگی پر مقرر ہیں کہ مینہ برساتے اور درخت اور گھاس اور کھیتی اُگاتے ہیں اور عزرائیل قبض روح پر مسلط ہیں اور اسرافیل ان پر حکم لیکر آتے ہیں۔

کار عالم کا مدبر ہونا تو فرشتوں کے لئے بھی ثابت، جب یہاں قابل اعتراض نہیں تو پھر محبوبان خدا خصوصاً محبوب سبحانی غوث صمدانی سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ السبحانی کو کارِ عالم کا مدبر کہنے سے آخر کونسی قیامت ٹوٹ پڑی؟ تدبیر کائنات کے مسئلہ پر قہر خداوندی بر دھاکہ دیوبندی میں مدلل ومفصل لکھا گیا ہے۔ تفصیل وہاں ملاحظہ ہو۔

مصنف سیف حقانی نے صـ۹۱ پر ذرا ادیب بنکر مندرجہ ذیل اشعار پر جہالت کے موتی بکھیرے ہیں ؎

قد بے سایہ ظل کبریا ہے	تُو اس بے سایہ ظل کا ظل ہے یا غوث
تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب	قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث

مگر ہمیں بڑے افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ یہ معلوم ہی نہیں کہ مصنف کون

اشعار پر کیا اعتراض ہے اور کیا اُس کی دلیل ہے ؟ مصنف کو چاہیئے تھا کہ ہر شعر کے ساتھ اُس پر اپنا اعتراض اور اس کی دلیل بیان کرتا محض اشعار کی نقل سے کیا فائدہ ہم بھی پُورا مرثیہ گنگوہی نقل کر سکتے ہیں، مگر بات معقول اور دلیل و ثبوت سے ہونی چاہیئے، بلاشبہ قد بے سایہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) ظل کبریا ہیں تو (غوث اعظم رضی اللہ عنہ) اُس بے سایہ ظل کا ظل ہیں کہ حسنی حسینی سادات کرام سے ہیں۔ سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سچے وارث و نائب ہیں اور بے سایہ ظل کے ظل ہیں۔ بتایئے اس پر مصنف کو کیا اعتراض ہے؟ اگر نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو بے سایہ کہنا مصنف کے نزدیک باعث تکلیف ہے تو اکابر دیوبند نے خود بھی بے سایہ لکھا ہے ملاحظہ ہو" امداد السلوک " مصنفہ مولوی رشید احمد گنگوہی و عزیز الفتاویٰ جلد ہشتم صلا۲۰۲ وغیرہ کتب اکابر دیوبند۔ ہاں البتہ یہ معلوم ہوتا ہے کہ مصنف کو ؎

تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب ۔ قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث

سے ضرور تکلیف ہوئی ہوگی۔ اور حرکت قلب بیٹھ گئی ہوگی، مگر ہم ابھی تھوڑا پہلے حضرت ابو سعید قیلوی قدس سرہٗ العزیز کی روایت شیخ محقق حضرت علامہ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہٗ نقل کر چکے ہیں :

حضرت ابو سعید قیلوی سے قطب وقت کے اوصاف دریافت کئے گئے تو آپ نے فرمایا کہ قطب تمام امور وقت کو اپنے قبضہ میں رکھتا ہے اور کون و مکان کے تمام امور کا اختیار اسے دیدیا جاتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا، آپ کی نظروں میں کون ہیں؟ فرمایا شیخ عبد القادر جیلی ہی ایسی شخصیت ہیں۔" (زبدۃ الآثار تلخیص بہجۃ الاسرار صلا)

زبدۃ الآثار حضرت امام اجل سیدی ابو الحسن نور الملۃ والدین علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی قدس سرہٗ کی کتاب بہجۃ الاسرار شریف کی تلخیص ہے یہ وہ بزرگ جن کو حضرت حافظ الحدیث علامہ امام جلال الدین سیوطی نے حسن المحاضرہ اور امام فن رجال شمس الدین ذہبی نے طبقات القراء میں الامام الاوحد کہا ہے۔ اگر ایسے جلیل القدر اکابر محدثین و محققین اور ائمہ دین بھی قابل اعتماد نہیں تو پھر ہم آسمان پر سنہرے لفظوں میں تو لکھا دکھا

نہیں سکتے۔ ہاں اتنا کر سکتے ہیں چلو آپ ان حضرات کو نہ مانیں مگر بابائے وہابیت یعنی وہی تمہارے تقویت الایمان والے اسماعیل تو معتبر ہیں مستند ہیں حجت ہیں ان ہی کی مان لو وہ لکھتے ہیں:

"یہ بلند منصب والے (غوث، قطب) تمام عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوتے ہیں انہیں کہنا پہنچتا ہے کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔" (صراط مستقیم ص)

بتائیے جو عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوں اور عرش سے فرش تک جن کی سلطنت میں ہو اُن کے متعلق امام اہلسنت اعلٰحضرت فاضل بریلوی نے یہ کہہ دیا تو کیا غلط کہا ــ

تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب ۔ قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث

اعلٰحضرت قدس سرہٗ نے تو شرق تا غرب ہی کہا تھا مگر بابائے وہابیت تو عرش سے فرش تک کے مختار مطلق مان رہے ہیں۔ عرش سے فرش تک اُن کی جاگیر میں ہے تو مختار مطلق ہیں یا خالی ہاتھ مختار مطلق ہیں! ہر شخص مجازی طور پر اپنے مکان اپنی دوکان اپنی زمین کا مالک ہوتا ہے یہ اُس کی جاگیر ہیں۔ اس سے وہابیوں کے نزدیک بھی شرک لازم نہیں آتا تو محبوبان خدا کے مختار مطلق ہونے یا یہ چیزیں ان کی جاگیر میں آنے سے کس طرح شرک ہو جاتا ہے جبکہ اللہ تعالٰی مالک حقیقی ہے آکتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کی جاگیر سو سو دو دو سو بلکہ اس سے بھی زیادہ مربعہ اراضی ہے۔ کیا یہ وسیع اراضی اللہ تعالٰی کی ملکیت میں نہیں ہی؟

مصنف صاحب نے اپنے جنوں میں اعلٰحضرت علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے:

ـ اگال اس کا ادھار ابرار کا ہو ۔ جسے تیرا اُلش حاصل ہے یا غوث

اور اس کے بعد ایک دوسرا شعر ــ

جسے عرش دوم کہتے ہیں افلاک ۔ وہ تیری کرسی منزل ہے یا غوث

بھی لکھا ہے۔ مگر یہ جاہل دیوبند ان اشعار کے مفہوم معانی کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتا۔ لہذا بے بس ہو کر رہ گیا ان اشعار پہ جرأت لب کشائی نہ ہوئی اور کوئی اعتراض نہ کر سکا ــــ البتہ "شیخ کی مجلس وعظ" کے زیر عنوان صہ۲۱ پہ مندرجہ ذیل اشعار نقل کئے ہیں ــ

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں	وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث
ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں	وہ تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث

(حدائق بخشش حصہ دوم ص)

نہ کیوں ہو تیری منزل عرش ثانی	کہ عرش حق تیری منزل ہے یا غوث
کب ٹُو نے کہ جو مانگو ملے گا	رضا تجھ سے تیرا سائل ہے یا غوث
احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو	کُن اور سب کُن مکن حاصل ہے یا غوث
عجم کیسا عرب حل کیا حرم میں	جمی ہر جا تیری محفل ہے یا غوث
ہے شرح اسم القادر تیرا نام	یہ شرح اس متن کی حاصل ہے یا غوث

مصنف سیف حقانی نے ایک سانس میں پوری منقبت نقل کر ڈالی مگر ان اشعار پہ اعتراض کون کرے۔ اتنی استعداد و قابلیت کہاں سے لائے ۔

یہ وہ دربار سلطان قلم ہے	یہاں پہ سرکشوں کا سر قلم ہے

حدائق دوم کم از کم گنگوہی۔ انبیٹھوی۔ تھانوی، محمود الحسن و حسین احمد کی حیات میں چھپ چکا تھا۔ ان اکابرین دیوبند نے اعلٰحضرت کے خلاف بہت بدزبانیاں کی ہیں مگر ان اشعار پر جرأت لب کشائی نہ ہوئی جن پر مصنف سیف حقانی واویلا کر رہا ہے۔ جب یہ اشعار اس کے اکابر کے فہم و ادراک سے باہر تھے تو یہ بے چارہ کس شمار و قطار میں ہے جو اعتراض کی جرأت کرے اور دلیل سے جھٹلائے۔؟

گو مصنف نے کسی بھی شعر پر کوئی اعتراض نہیں کیا لیکن ہم اپنی طرف سے ان کے مغالطوں کا جواب دیتے ہیں۔ پہلا شعر ۔

ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں	وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

اس سے پاکستان کے نومولود دیوبندی مناظر یہ تاثر دیتے ہیں کہ دیکھو غوث اعظم کی وعظ کی محفل میں مرسلین بلکہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بلا لیا۔ گویا بریلویوں کے نزدیک غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا مرتبہ انبیاء و رسل علیہم السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑا ہے۔ حالانکہ جب کوئی بڑا چھوٹے کے پاس جائے تو یہ ضروری نہیں ہوتا کہ وہ فیض لینے کے لئے جاتا ہے یا بڑا سمجھ

کر جاتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی چھوٹا بڑے کے پاس جاتا ہے تو حاصل کرنے کے لئے جاتا ہے اور جب کوئی بڑا چھوٹے کے پاس جاتا ہے تو فیض پہنچانے اور فیضیاب فرمانے کے لئے جاتا ہے اور بالخصوص بعد از وصال کسی چھوٹے کے پاس جانا اور فیض پہنچانا تو اور بھی فضل وکمال کی بات ہے اور پھر اعلیٰحضرت قدس سرہ نے کسی من گھڑت واقعہ کو نظم نہیں فرمایا بلکہ حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محفل وعظ میں حضور مولیٰ علی رضی اللہ عنہ اور سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تشریف لانا تو ابن حجر مکی نے فتاویٰ حدیثیہ میں سیدی غوث اعظم کا یہ واقعہ خود آپ کی روایت سے ابن الملقن کی "طبقات الاولیاء" سے نقل فرمایا ہے اور اس واقعہ کو مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان جیسے بڑے دیوبندی مناظر کی نگرانی میں لکھی جانے والی کتاب "بریلوی فتنہ کا نیا روپ" میں مولوی عارف سنبھلی دیوبندی نے پورا نقل کیا ہے جو یوں ہے :

• ایک دن ظہر کی نماز سے پہلے میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم کو (بیداری کی حالت میں) دیکھا آپ نے مجھ (غوث اعظم رضی اللہ عنہ) سے ارشاد فرمایا بیٹا! تم لوگوں کو وعظ ونصیحت کیوں نہیں کرتے یا بنتی لم لا یتکلم میں نے عرض کیا میں ایک عجمی آدمی ہوں بغداد کے اہل زبان اور اصحاب فصاحت کے سامنے کیسے بات کر سکتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو! میں نے منہ کھول دیا تو آپ نے سات بار میرے منہ میں تھوکا اور فرمایا جاؤ اب وعظ کہو اور حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ لوگوں کو خدا تعالیٰ کے راستے پہ چلنے کی دعوت دو (حضرت شیخ قدس سرہ فرماتے ہیں) اس کے بعد میں نے ظہر کی نماز ادا کی اور میں وعظ کے لئے بیٹھ گیا اور مخلوق بڑی تعداد میں جمع ہو گئی جس کی وجہ سے مجھے بولنا مشکل ہو گیا تو میں نے دیکھا کہ سیدنا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس مجلس وعظ میں میرے سامنے کھڑے ہیں۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا بیٹا کیا بات ہے کیوں نہیں بولتے؟ میں نے عرض کیا ابا جان! مجمع کے اثر سے بولنا مشکل ہو رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اپنا منہ کھولو۔ میں نے اپنا منہ کھول دیا تو آپ نے اس میں چھ دفعہ تھوکا اس

> سے بعد سیدنا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ غائب ہو گئے اور میں نے وعظ کہا“
> (بریلوی فتنہ کا نیا روپ ص۳۰ و ص۱۳۱)

اب اس کی روشنی میں یہ بے خبر جاہل ”علامہ“ خود بتائے کہ یہ کہنا ــــ

> ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں . وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

کیونکر قابل اعتراض و باعث ملامت ہو سکتا ہے !

اب ایک طرف یہ واقعہ ہے کہ مصنف سیف حقانی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محفل وعظ میں فیض پہنچانے کے لئے آنے کا انکار کر رہا ہے اور اس کو اس کا زعم گستاخی و بے ادبی پر محمول کرتا ہے ــــ لیکن دوسری طرف فخریہ طور پر یوں بیان کرتے ہیں کہ جب مولوی قاسم نانوتوی کے مرنے کا وقت قریب آیا تو :

> ”سرور کائنات خاتم المرسلین رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم خلفاء اربعہ راشدین تشریف لائے اور فرشتے بھی نظر آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کرسی پر تشریف فرما تھے خلفاء اربعہ راشدین کھڑے تھے سامنے ایک پلنگ پر دیکھا مولانا (نانوتوی) آئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ (مولانا نانوتوی) کی پیشانی کو بوسہ دیتے ہوئے فرما رہے ہیں اے حبیب آنے میں کیا دیر ہے“ (سوانح قاسمی جلد دوم ص۱۲)

یہاں ان لوگوں کو کوئی توہین نظر نہیں آتی. نہ اس کو یہ لوگ بے ادبی سمجھتے ہیں. ان کے نزدیک بے ادبی اس وقت ہے جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سیدی غوث اعظم کی محفل وعظ میں رونق افروز ہوں.

باقی رہا یہ کہ ــــ

> ملک مشغول ہیں ان کی ثنا میں . جو تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث

ثناء کا لغوی معنیٰ تعریف ہے ثنا خواں تعریف کرنے والے کو کہتے ہیں جو شخص محبوبان خدا کا ذکر خیر کرتے ہیں ملائکہ اس کی تعریف کرتے ہیں. بتایئے اس میں کون سی شرعی قباحت یا شرعی ممانعت ہے ؟ بلکہ بعض احادیث میں ہے داڑھی رکھنے والوں کی فرشتے آسمانوں پر

تعریف کرتے ہیں اور اس کے بعد "نہ کیوں ہو تیری منزل عرش ثانی" پر بھی کوئی اعتراض نہیں کیا جاسکتا. نہ مصنف نے شعر پر اعتراض کیا.

اور اس شعر پر بھی کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا ـــ

رضا تجھ سے ترا سائل ہے یا غوث ۔ کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا

یعنی بس تو مل جا.

البتہ مصنف کو اس پر شبہ گذر سکتا ہے کہ

ؔ کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

تو اس کا جواب پہلے مصرعہ میں ہے فرمایا احد سے احمد اور احمد سے تجھ کو یعنی اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور سرور دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو کن مکن کے اختیارات حاصل ہیں. کن کا لغوی معنی " ہو جا" ہے. دیکھو فیروز اللغات ص۱۹۶.

کن کے اختیارات تو علماء دیوبند اپنے بزرگوں میں بھی مانتے ہیں ہمیں اختصار مانع ہے ورنہ تفصیل سے بتاتے. بہرحال چند حوالہ جات مختصراً ملاحظہ ہوں:

○ :... مولانا نانوتوی فرماتے تھے کہ شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی کے ایک مرید تھے جن کا نام عبداللہ خاں تھا...... یہ حضرت کے خاص مریدوں میں سے تھے ان کی حالت یہ تھی کہ اگر کسی کے گھر میں حمل ہوتا اور وہ تعویذ لینے آتا تو آپ فرمادیا کرتے تھے کہ تیرے گھر میں لڑکی ہوگی یا لڑکا ہوگا جو آپ بتلاتے تھے وہی ہوتا تھا. (ارواح ثلاثہ ص۱۴۰)

○ سوانح قاسمی جلد ۲ ص۱۴ لکھا ہے. ایک دفعہ شیعوں نے مولانا نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے سامنے ایک زندہ شیعہ نوجوان کا مصنوعی جنازہ رکھ کر جنازہ پڑھانے کی استدعا کی پہلے تو مولانا نانوتوی نے انکار کیا پھر ان کے اصرار پر جنازہ پڑھادیا پھر اُن لوگوں نے نوجوان کو اٹھانا چاہا تو نانوتوی صاحب نے کہا "اب یہ قیامت کی صبح سے پہلے نہیں اُٹھ سکتا دیکھا گیا تو مردہ تھا."

بتایئے حکم کن اور کس کو کہتے ہیں. دیوبندی بزرگ نے لڑکا کہا تو لڑکا ہوا، لڑکی کہی تو

لڑکی ہوئی، زندہ کو مردہ کہا تو مردہ ہو گیا۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کے مرثیہ میں مولوی محمود الحسن صاحب کہتے ہیں:۔

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا ۔ اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

کن فکن کی جلوہ گری اسی مرثیہ میں تھوڑا سا آگے یوں ہے ۔

نہ رکا پر نہ رکا پر نہ رکا ۔ اُن کا جو حکم تھا، تھا سیف قضائے مبرم (مرثیہ گنگوہی ص۲۵)

بتایا جائے کہ حکم کن اور کس چیز کو کہتے ہیں۔ فقیر نے اپنی کتاب قہر خداوندی بر دعا کہ دیو بندی ص۱۱ تا ص۲۱ متعدد مقامات پر کن فکن کے اختیارات پر مفصل گفتگو کی ہے۔ قارئین کرام وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اور اس شعر پر کوئی احمق و عقل سے پیدل ہی اعتراض کرے گا۔

عجم کیا عرب حل کب حرم میں ۔ جمی ہر جا تری محفل ہے یا غوث

بلاشبہ عرب و عجم ہند و پاک بلکہ اب تو مغربی یورپی ممالک تک حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی محفلیں جمی ہوتی ہیں اور آپ کے عرس پاک گیارہویں شریف کا چرچا ہے۔

اسی طرح " ہے شرح اسم القادر تیرا نام " میں بھی شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے اور مصنف نے اس کو کسی دلیل شرعی سے باطل قرار دیا۔ محض شعر نقل کر دینے سے کوئی بات غلط یا خلاف شریعت قرار نہیں دی جا سکتی۔ مصنف نے ص۲۱ پر ایک مکان پر لکھے ہوئے ھو القادر کا قصہ بھی نقل کیا ہے اور اس کو بزعم خود خرافات و ہزلیات اور کفر و شرک نہ جانے کیا کیا قرار دیا ہے مگر اس نادان کو یہ پتہ نہیں کہ یہاں ھو القادر سے مراد حضور پر نور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی ذات نہیں ہے بلکہ خود قادر مطلق جل جلالہ ہے مگر جہالت اور قلبی عناد آدمی کو مجبور کرتا ہے۔ وہ دن کو رات اور رات کو دن کہہ گزرتا ہے اسی طرح مصنف سیف حقانی نے شعر نقل کرنے کے خبط میں مبتلا ہو کر اعلیٰحضرت مجدد دین ملت قدس سرہ کا یہ شعر بھی نقل کیا ہے ۔

تیری چڑیاں تیرا دانہ پانی ۔ تیرا میلہ تیری محفل ہے یا غوث

ملنے کا پتہ: مکتبہ فریدیہ، جناح روڈ، ساہیوال

تشبیہات وکنایات کو نا بابا مصنف نہیں سمجھتا جہاں کوئی فی الواقعہ چڑیاں مراد نہیں ہیں اور پھر مجازی طور پر کسی شخص کی طرف نسبت کرنے میں کیا مضائقہ ہے مصنف نے محض شعر نقل کیا ہے اور اگر کوئی اعتراض ہوتا تو جواب دیا جاتا۔

مصنف نے بے دریغ اشعار نقل کئے ہیں صـ۳ پر ہی اعلحضرت علیہ الرحمۃ کا یہ شعر بھی ہے ۔۔ دیں را حدیث عبد القادر ۔ اہل دیں را مغیث عبد القادر الخ ترجمہ بھی خود ہی کیا۔ عبد القادر کی بات دین کی اساس وبنیاد ہے عبد القادر ہی اہل دین کا فریاد رس ہے۔ غالباً اس شعر میں مصنف کو فریاد رس پر اعتراض ہوگا یہ ان کے لئے وبال جان ہے مگر اس بے چارے کو پتہ نہیں۔ دیکھئے گنگوہی صاحب کے تذکرۃ الرشید صـ۴۳ جلد ا صـ۱۰۶ جلد ۲ و صـ۱۰ جلد ۲ پر متعدد جگہ سید نا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کو غوث اعظم، غوث پاک بلکہ غوث الثقلین تحریر ہے۔ غوث الثقلین کا معنیٰ انس وجن کی فریاد کو پہنچنے والے غوث کا معنیٰ فیروز اللغات صـ۴۹ پر فریاد کو پہنچنے والا لکھا ہے۔ بتایا جائے اعلحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو مغیث تحریر فرما کر کیا غلطی کی جبکہ اکابر دیو بندبھی غوث اعظم غوث پاک تسلیم کر رہے ہیں۔ اس قسم کے حوالہ جات سوانح قاسمی، شمائم امدادیہ میں بکثرت ملتے ہیں۔ خدا جانے ان کے نزدیک بریلویوں کو ایسا کہنا کیوں منع ہے۔ خود دیو بندی کہہ سکتے ہیں آخر اس میں راز کیا ہے کہ جو چیز اکابر دیو بندی کی کتب میں ملتی ہے وہ بریلوی کیوں نہیں کہہ سکتے؟

مصنف نے صـ۹۳ پر اعلحضرت کی وصیت "میرے دین ومذہب کو جو میری کتب سے واضح ہے" الخ کا جاہلانہ مذاق اڑایا ہے۔ متعدد بار اس پر بحث ہو چکی ہے۔ حال ہی میں سنتو قوال کے رد میں جو پمفلٹ شائع ہوا اس میں بھی اس کا جواب ہے۔ اس سے قبل قہر خداوندی اور برق آسمانی میں بھی مفصل عرض کیا گیا ہے۔ وہی گڑے مردے اس نے نکال لئے ہیں۔

سیف حقانی کے صـ۹۳ پر ہی عبد القادر شیخ عبد القادر کی سرخی جما کر مصنف نے بددیانتی کے ساتھ صرف تھوڑا سا یہ مغالطہ دیا ہے کہ حدائق بخشش میں منقبت کے ابتدا میں عبد القادر ہے جس سے ذات پاک حضرت حق سبحانہ تعالیٰ مراد ہے۔ مصنف نے صرف

یہ ملکی سی بے ایمانی کی ہے عبد القادر کے ساتھ یہ ملا دیا شیخ عبد القادر، جیسے بریلوی شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ کو قادر دالله، مانتے ہیں۔ اگر یہ مغالطے نہ ہوں دیوبندیت اپنی موت مر جائے مصنف نے کچھ اشعار بھی نقل کرنے کا تکلف فرمایا ہے لکھتا ہے ۔

اے ظل الٰہ شیخ عبد القادر	اے بندہ پناہ شیخ عبد القادر

اس نوع کے متعدد اشعار ہیں مگر مصنف اتنی استعداد کہاں سے لائے جو ان اشعار کو غلط ثابت کرے۔ اس قسم کے چند اشعار نقل کرنے کے بعد لکھتا ہے۔ مشتے نمونہ خروارے کے طور پر حدائق بخشش کی کچھ سیر کرا دی ہے۔ اب کون اس عقل کے اندھے سے پوچھے آپ نے کیا سیر کرا دی ہے۔ حدائق بخشش تو ایک مدت سے موجود ہے اپنی باطل مراد ثابت کرنے کے لئے جو اشعار نقل کئے ان پر کچھ تو اعتراض کیا ہوتا اور پھر اس اعتراض پر مدلل گفتگو تو کی جاتی۔ حدائق کو ایک دنیا پڑھ اور سن رہی ہے۔ اگر شعر ہی نقل کرنے کا شوق تھا تو بعض مقامات کے تھوڑے بہت اشعار نقل کرنے کا کیا فائدہ ایک ایڈیشن حدائق بخشش آپ بھی چھپوا دیتے اور آخر میں لکھ دیتے یہ سب غلط ہے کفر و شرک سے بھرا پڑا۔ اور اگر کوئی ثبوت طلب کرتا تو کہہ دیتے ثبوت کل بروز قیامت دیں گے۔

بزعم خود "علامہ" نے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے اشعار مبارکہ پر اندھا دھند اعتراضات کرنے کے بعد یہ شعر بھی لکھا ہے ۔

قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی	یعنی رہے احکام شریعت ملحوظ

بلا شبہ اعلیٰحضرت کے وہ اشعار جو نعت میں ہیں قرآن و احادیث کا نظم میں ترجمہ ہیں۔ اگر مصنف سمجھتا ہے یہ غلط ہیں تو وہ نعت کا کوئی بھی شعر قرآن و حدیث کے خلاف ثابت کرے۔

مصنف نے حسام الحرمین ص۳۱ سے مزید ایک شعر نقل کیا ہے جس کو مصنف نے ص۶۴ و ص۶۵ پر دو جگہ لکھا ہے مگر دونوں ہی جگہ غلط لکھا خدا جانے قصداً یا عادتاً بہر حال ص۶۴ پر یوں لکھا ہے :۔

زمانے میں میں گرچہ آخر ہوا	وہ لاؤں جو اگلوں سے ممکن نہ ہوا

اور ص۶۵ پر یوں لکھا ہے ۔

؎ زمانہ میں ہیں گرچہ آخر ہوا ۔ وہ لایا ہوں جو اگلوں سے ممکن نہ تھا

اصل شعر حسام الحرمین شریف میں یوں ہے :۔

؎ زمانے میں ہیں گرچہ آخر ہوا ۔ وہ لاؤں جو اگلوں سے ممکن تھا
خدا سے کچھ اس کا اچنبا نہ جان ۔ کہ اک شخص میں جمع ہو سب جہاں

مصنف نے یہ حماقت سے اعلحضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذمہ لگایا ہے حالانکہ اس بے وقوف کو علم نہیں کہ یہ شعر امام الاخطباء مولانا شیخ احمد ابوالخیر میرداد صاحب مکی رحمۃ اللہ علیہ کے اس شعر کا ترجمہ ہے:۔

وانی وان کنت الاخیر زمانہ ۔ لآت بما لم تستطعہ الاوائل
ولیس علی اللہ بمستنکر ۔ ان یجمع العالم فی واحد

ایک حماقت یہ کہ اشعار کو دو جگہ لکھنا اور دونوں ہی جگہ غلط لکھنا دوسری حماقت یہ کہ اس شعر کو خود اعلحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کے ذمہ لگانا اگلوں سے مراد یہ نہیں کہ جو حضرات گزر گئے بلکہ آئندہ آنے والے بھی ہو سکتے ہیں اور پھر اعلحضرت خود کو معاذ اللہ امام الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کس طرح بڑھا سکتے ہیں جبکہ وہ انبیاء علیہم السلام کو اپنے جیسا بشر کہنے والوں کو گمراہ بددین سمجھتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں:۔

ستمہا کیا ذات تری حق نما ہے فرد امکاں میں کہ تجھ سے کوئی اول ہے نہ تیرا کوئی ثانی ہے

جب اعلحضرت قدس سرہٗ کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی سمجھنے کے نظریہ کی تردید فرمارہے ہیں تو خود کس طرح اپنے آپ کو امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی کہہ سکتے ہیں۔ اور پھر یہ عقیدہ تو خود شیخ دیوبند مولوی محمود الحسن صاحب کا اپنے مربی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے متعلق ہے لکھتے ہیں:۔

جہاں تھا آپ کا ثانی وہیں جا پہنچے خود حضرت کہیں کس منہ سے پھر کیونکر مولانا تھے لاثانی (مرثیہ گنگوہی ص)

اسی مرثیہ میں ایک اور جگہ لکھتے ہیں :

؎ اٹھا عالم سے کوئی بانیٔ اسلام کا ثانی

اور ایک تیسری جگہ لکھتے ہیں :

؎ علیہ سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

بتائیے جناب : یہ عقائد تو علماء دیوبند کے مولوی رشید احمد گنگوہی کے متعلق ہیں اور آپ قومہ لگا رہے ہیں اعلیٰحضرت امام اہل سنت رضی اللہ عنہ کے

؎ شرم تم کو مگر نہیں آتی

مصنف نے ص۹۶ پر گلزار رضوی کے حوالہ سے ایک ایسا شعر نقل کیا ہے جو حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں ہے لیکن یہ کج فہم اس کو اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ کی مدح میں سمجھا۔ شعر یہ ہے :

کونسی شے ہے جو نہ ہو آپ کے پیش نظر ۔ کونسا غیب ہے جو تم کو خدا نے نہ دیا

یہ شعر لکھنے کے بعد مسخروں کے انداز میں اپنے مسخرے پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے

"واری جاؤں کیا شان ہے اپنے اعلیٰحضرت کی چشم بد دور"

مذکورہ شعر اگر اس کو یہ بتا کر بھی پڑھا جائے کہ یہ سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ہے تو درد پھر بھی لاحق ہوگا تو پھر ہمیں اس کا کیا افسوس کہ یہ اعلیٰحضرت کی شان میں سمجھ کر اس پر جا بجا تبصرہ کر رہا ہے۔ البتہ شیطان لعین کی وسعت علم محیط ارض کے دل و جان سے قائل ہیں کیوں نہ ہو ؎

ہر ایک اپنے بڑے کی بڑائی کرتا ہے
ہر ایک مغبچہ مغ کا ایارغ لے کے چلے

نصرانی وسناتن دھرمی عقائد کا افترا

مصنف نے کمال بے حیائی سے اپنے اکابر کے برعکس اہل سنت پر نصرانی وسناتن دھرمی عقائد کا الزام عائد کرتے ہوئے اس کی دلیل کے طور پر انوار صوفیہ ستمبر ۱۹۳۰ء کا حوالہ دے کر یہ شعر لکھا ہے ؎

ـ مدینہ بھی مطہر ہے مقدس سے علی پور بھی ۔ ادھر جائیں تو اچھا ہے ادھر جائیں تو اچھا ہے
یہ شعر لکھ کر کہتا ہے۔
"جس طرح قادیانیوں کے لئے کعبہ و قبلہ قادیان ہے ایسے ہی مریدان جماعت علی شاہ کے لئے علی پور"۔۔۔۔

یہ ہے چوری اور سینہ زوری عقائد تو مولوی قاسم نانوتوی اور مرزا غلام قادیانی کے ایک جیسے ہیں لیکن الزام عائد کیا جا رہا ہے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کے مریدین پر کہ وہ علی پور شریف کو قادیان کی طرح قبلہ و کعبہ مانتے ہیں حالانکہ اس شعر میں قبلہ و کعبہ کا لفظ اور ذکر تک نہیں۔ ہاں البتہ شیخ دیوبند مولوی محمود الحسن نے ضرور کعبہ شریف سے اپنے پیر رشید گنگوہی کے گاؤں کو بڑھایا مرثیہ گنگوہی میں علی الاعلان کہتے ہیں ــ

ـ پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینے میں تھے ذوق و شوق عرفانی

اس ناپاک شعر میں کعبہ شریف پر گنگوہ کو فضیلت دی ورنہ خبثا کے سوا کون شخص ہے جو کعبہ پہنچکر بھی گنگوہ کا راستہ پوچھتا پھرے گا۔ کہاں خدا کا گھر کہاں گنگوہ نگر

علامہ احمقانی نے ایک شعر رسالہ جماعت امرتسر جون ۱۹۳۲ء سے نقل کیا ہے یہ کہیں سے نقل کی نقل معلوم ہوتی ہے اور یہ شخص نقل سے قبل عقل سے کام لیتا تو آسانی سے سمجھ سکتا تھا کہ یہ شعر سرکار رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں ہے ــ

ـ تیری بارگاہ ہے وہ بارگاہ جو قبلہ گاہ انام ہے
تیرا آستاں ہے وہ آستاں جو حریف بیت حرام ہے

مصنف نے اگر واقعی یہ شعر رسالہ جماعت جون ۳۲ء ص۸ سے نقل کیا ہے تو بتلائے کہ یہ شعر کس کا ہے اور اس سے قبل اس رسالہ کے ص۶ پر کیا مضمون ہے۔ یہیں جھوٹے حوالوں کا پول کھل جاتا ہے۔

مصنف نے بلا حوالہ ایک شعر یہ بھی لکھا ہے ــ

برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتاں
بشکل صدر الدین خود رحمۃ للعالمین آمد

لکھتا ہے ہمارے بچپن کا یہ واقعہ ہے جو آج تک زبان زد عام ہے ملتان شہر میں مزار موسیٰ کاظم پر عرس کے موقعہ پر اس وقت کے سجادہ نشین صدر الدین جب آخری رسومات کی ادائیگی کے لئے آئے تو کسی مولوی رضا خانی نے فی البدیہہ یہ شعر پڑھا۔ پیر صدر الدین کو دیکھ کر سب حاضرین صحابی بن گئے ایک ہمارے استاد بھی شریک تھے جو صحابی بن کر واپس ساری بستی والوں کو تابعی بنا دیا۔ (سیف حقانی ص۶)

قارئین کرام! غور فرمائیں کیسی غیر ذمہ دارانہ گفتگو ہے۔ بتایا جائے ملتان میں حضرت موسیٰ کاظم کا مزار کہاں ہے؟ کسی مولوی رضا خانی نے ایک شعر پڑھا۔ مولوی کا نام مصنف کو یاد ہی نہیں ہوا میں گولے چلا رہا ہے اور یہ بھی معلوم نہیں شعر کس کا ہے! اور پھر اپنے استاذ کو جو شریک محفل تھا کو بھی اپنے قلم سے صحابی قرار دے رہا ہے۔ تو پھر دوسروں پہ کس منہ سے اعتراض کر سکتا ہے اور پھر شعر کا مفہوم واضح ہے۔ "برائے چشم بینا از مدینہ بر سر ملتان" اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ باقی رہا دوسرا مصرعہ "بشکل صدر الدین خود رحمۃ للعالمین آمد"۔ یہاں مصنف کو اعتراض ہے کہ بشکل صدر الدین خود رحمۃ للعالمین تشریف لائے ــــ لیکن اس کو کیا کہئے کہ دیوبندیوں کا عقیدہ ہے:

"لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے بلکہ دیگر اولیاء و انبیاء اور علماء ربانیین بھی موجب رحمت عالم ہوتے ہیں ..... اگر دوسرے پر اس لفظ (رحمۃ للعالمین) کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص۲)

لیجئے صاحب علماء کو بتاویل رحمۃ للعالمین کہہ سکتے ہیں لہٰذا دیوبندیوں نے کہہ بھی دیا مفتی محمد حسن اشرفی دیوبندی خلیفہ اشرف علی تھانوی کے انتقال پر لکھتے ہیں:

"آج نماز جمعہ پر یہ خبر جانکاہ سنکر دل حزیں پر بیحد چوٹ لگی کہ رحمۃ للعٰلمین

(مفتی محمد حسن دیوبندی) دنیا سے سفر آخرت فرما گئے ہیں "
(تذکرہ حسن بحوالہ تجلی دیوبند و نوری کرن فروری ۱۹۹۳ء)

اور سنئے جب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کو جناب حضرت حاجی امداد اللہ صاحب کے وصال کی خبر ملی ...... تو

حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ حضرت کی نسبت بار بار رحمۃ اللعالمین فرماتے تھے
(الافاضات الیومیہ جلد ۱۱ صفحہ ۱۰)

لیجئے صاحب ۔ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مصنف سیف حقانی نے صفحہ ۴۹ پر بعنوان " رضا خانی توحید و رسالت " مولانا غلام جہانیاں صاحب مرحوم کی ہفت الکتاب صفحہ ۱۵ کا حوالہ دیکر یہ شعر بھی لکھا ہے ۔

طالب دری اللہ دی احمد وہی نازک - اغیار کہاں سب یار کی جلوہ گری ہے

حالانکہ اس جاہل مطلق کو پتہ نہیں مولانا غلام جہانیاں کی کوئی کتاب ہفت الکتاب نہیں ہے ۔ جو ملاں کتاب کا نام بھی صحیح نہ لکھ سکے وہ اس میں مذکور عبارت و اشعار کو کیا خاک سمجھے گا ۔؟ مولانا غلام جہانیاں صاحب مرحوم کی کتاب ہفت اقطاب ہے شعر کا مفہوم واضح کہ طالب کے لئے دری اللہ کا در ہے وہی احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا در پاک بھی اللہ تعالیٰ ہی کا در ہے اور وہی ان کے مرشد حضرت نازک صاحب کا در اللہ تعالیٰ کا در ہے ان حضرات سے ، جو کچھ فیض ملے گا وہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا کرم ہوگا ان میں کوئی بھی اغیار نہیں ہے ۔ شاعر اپنے شعر میں اللہ تعالیٰ ۔ احمد مجتبےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ۔ حضرت نازک سب کو علیحدہ علیحدہ لکھ رہا ہے سب کو خدا نہیں کہہ رہا ۔ یہ مصنف کے دماغ میں دیوبند ہے جو الٹا سمجھ رہا ہے ۔

علامہ احمقانی کی اگر ہماری اس بات سے تسلی نہ ہو تو وہ اپنے دل کے مرض کا علاج کرائے ۔ دیوبندی ملاں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء کرام کے مقدس درباروں کو تو اللہ تعالیٰ کا در نہیں سمجھتے مگر اس کو کیا کہیئے کہ اپنی مرید رنڈیوں (کنجریوں) کے افعال بد کو اللہ تعالیٰ کے ذمہ لگانے میں شرم و حیا محسوس نہیں کرتے ۔ چنانچہ

تذکرۃ الرشید حصہ دوم ص۲۴۲ پر لکھا ہے :

> "ضامن علی جلال آبادی (دیوبندی) کی سہارنپور میں بہت رنڈیاں مرید تھیں، ایک بار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کے لئے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی میاں صاحب بولے فلاں کیوں نہیں آئی۔ رنڈیوں نے جواب دیا میاں ہم نے اس کو بہتیرا کہا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو۔ اس نے کہا کہ میں بہت گنہگار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں میں زیارت کے قابل نہیں۔ میاں صاحب نے کہا نہیں جی تم اُسے ہمارے پاس ضرور لانا۔ چنانچہ رنڈیاں اُسے لیکر آئیں جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا بی تم کیوں نہیں آئی تھیں؟ اُس نے کہا حضرت روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتے ہوئے شرماتی ہوں۔ میاں صاحب بولے بی تم شرماتی کیوں ہو کرنے والا کون اور کرانے والا کون وہ تو وہی (واللہ) ہے۔"

غور کیجئے ان کے مذہب نامہذب میں کنجریوں بازاریوں رنڈیوں کے افعال بد اور کرنے کرانے کے خبیث فعل کو تو معاذاللہ اللہ تعالیٰ سبوح وقدوس کی طرف نسبت کر سکتے ہیں لیکن — در پاک احمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خداتعالےٰ کا در نہیں کہہ سکتے حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک مظہر حق ہے جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم

مصنف نے اپنے خبط میں صفت اقطاب سے یہ اشعار بھی نقل کئے ہیں :-

> شبیہ مصطفےٰ اور مظہر ذات خدا تم ہو ۔ حقیقت میں ملے بیٹھے ہو ظاہر میں جدا تم ہو
> غریبوں کا سہارا دستگیر بے نوا تم ہو ۔ مریضوں کی شفا اور دردمندوں کی دوا تم ہو
> ترے در کے سوالی کو خدا خالی نہ جانے دے ۔ ہلاکے بخدا حاجت روا مشکل کشا تم ہو
>
> (سیف حقانی ص۶۸)

ان اشعار میں شاعر نے اپنے شیخ کو نہ خدا کہا نہ رسول قرار دیا۔ شبیہ مصطفےٰ بمظہر ذات خدا غریبوں کا سہارا دستگیر۔ مریضوں کی شفاء دردمندوں کی دوا اور مشکل کشا کہا ہے اور مسلک

اہل سنت کے مطابق ہے ہم نے اپنی کتاب قہر خداوندی بر دھماکہ دیوبندی اور برق آسمانی بر فتنۂ شیطانی میں یہ تمام فضائل کمالات دیوبندی کتب سے ان کے ملاؤں کے لئے ثابت کئے ہیں قارئین کرام مذکورہ امور پر مفصل گفتگو ان کتب میں ملاحظہ کریں، مختصراً یہ کہ کتاب ارواح ثلاثہ ص۳۰ حکایت ۲۶ کے مطابق مولوی محمد یعقوب نانوتوی استاد اشرف علی تھانوی صاحب دافع البلا ہیں۔ ان کی قبر کی مٹی سے بیماروں کو شفا ہوتی۔ مرثیہ گنگوہی ص۱ کے مطابق مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی قبلہ حاجات روحانی و جسمانی ہیں امداد السلوک ص۱۹۵ پر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے تعلیم الدین ص۱۳۴ پر مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سلاسل طیبہ ص۲۲ پر مولوی حسین احمد کانگریسی صدر دیوبند نے حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا تسلیم کیا ہے تو پھر اعتراض کیسا۔

مصنف نے ایک شعر یہ بھی لکھا ہے ؎

طالب خدا گوں، نازک بچشم من - عین محمد است کہ عربی شنیدہ

اولاً تو اس میں نازک بچشم من ہے۔ یہ ان کی اپنی نظر کی بات ہے پوری دنیائے سنیت و بریلویت پر اس کا اطلاق نہ ہوگا۔ دوم یہ کہ کسی بھی شخص کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنا کفر ہے۔ بہت لوگوں کے نام محمد احمد قاسم و حامد وغیرہ ہیں لیکن کفر لازم جب آتا ہے جب کسی کو نبی و رسول کہا جائے مگر ہم ابھی ثابت کر چکے ہیں کہ دیوبندی شیخ الہند محمود الحسن صاحب نے تو اپنے شیخ رشید گنگوہی صاحب کے متعلق صاف لکھا ہے ؎

اٹھا عالم سے بانی اسلام کا ثانی - اور یہ کہ عبید سود کان کے لقب ہے یوسف ثانی (مرثیہ گنگوہی)

یہ کس قدر کھلی جسارت ہے؟ کیا یہ کسی شرعی گرفت میں نہیں آتے؟ ان اشعار کے پردہ میں مصنف نے جس بازاری خرافات کا مظاہرہ کیا ہے وہ رشید و قاسم کا صحیح ورثہ ہے۔ اس کے سوا ہم اور کیا کہہ سکتے ہیں۔

اس کے بعد مصنف نے ہفت اقطاب سے کچھ ایسے اشعار نقل کئے ہیں، جن میں شاعر نے اپنے پیر حضرت نازک سے مدد طلب کی ہے جیسے ع۔ اے نازک کریم پردہ نشیں مددے

اور اے خواجہ قطب الدین مدد دے ۔ یہ عقیدہ اہل سنت کے مطابق جائز ہے اولیاء اللہ سے ہم امداد و اعانت کے قائل ہیں ۔ بلکہ سوانح قاسمی و ارواح ثلاثہ میں خود دیو بندی اپنے مولویوں سے امداد طلب کرتے نظر آتے ہیں ۔ مصنف نے بے شرمی سے " رضاخانی قاضی الحاجات " کا عنوان جما کر لکھا ہے :

> " پہلا مزار حضرت قاضی الحاجات صاحب کا ہے اسلام اور مسلمانوں کا قاضی الحاجات تو خدا ہے " ص۹۹

شاید مصنف کو علم نہیں کہ دیو بندیوں کا قاضی الحاجات بلکہ قبلہ حاجات مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہے ۔ مرثیہ گنگوہی میں مولوی محمود الحسن صاحب لکھتے ہیں :

ع گیا وہ قبلہ حاجات روحانی و جسمانی

جب دیو بندی اپنے شیخ کو قبلہ حاجات کہہ سکتے ہیں تو مولانا غلام جہانیاں صاحب کے اپنے شیخ الشیوخ کو قاضی الحاجات کہنا کیونکر کفر ہو گیا ؟

مصنف سیف حقانی نے " رضاخانی مکہ مدینہ اور خدا " کا عنوان دے کر ایک شعر بھی لکھا ہے ؎

> چاچڑ وانگ مدینہ ڈسے کوٹ مٹھن بیت اللہ
> ظاہر دے وچ ڈسے پیر فرید تے باطن دے وچ اللہ

لیکن نہ شاعر کا نام نہ کتاب کا نام حوالہ و صفحہ تو ہو گا کہاں ۔ بہر حال اس شعر کے پہلے مصرعہ میں وانگ کا لفظ قابل غور ہے ہم گو پنجابی لغت سے کما حقہ واقفیت نہیں رکھتے مگر وانگ کا مطلب جیسا ہے یہ ضرور سمجھتے ہیں اور مولوی حسین احمد صدر دیو بند نے شہاب ثاقب میں حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا کی تاویل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ فلاں آدمی شیر جیسا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بعینہ شیر ہے ۔ اس کی دم بھی ہے اور وہ چار پاؤں سے چلتا ہے ۔ اور پھر اس کو رضاخانی مکہ مدینہ اور خدا کیسے قرار دیا جا سکتا ہے اور اس کا پوری سنیت رضویت بریلویت پر کیسے اطلاق کیا جا سکتا ہے ۔ دوسرے شعر میں مصنف نے خیانت کی ہے اور اس کا وزن بھی زیادہ ہو گیا ۔ مگر پھر بھی پیر فرید اور اللہ کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے اور پھر بیت اللہ (اللہ کا گھر) عرف و عام محاورہ میں مساجد کو بھی کہا

جاتا ہے۔ اس سے خانہ کعبہ مراد نہیں ہے۔ اور اگر خدانخواستہ سنی بریلوی چاچڑاں شریف کو مدینہ اور کوٹ مٹھن شریف کو خانہ کعبہ مانتے ہوتے تو پھر مدینہ طیبہ کی حاضری نہ دیتے اور خانہ کعبہ کا حج نہ کرتے اور دیوبندیوں کو یہ کہنے کا موقعہ نہ ملتا کہ بریلوی حج پر جاتے ہیں تو مکہ مدینہ کے اماموں کی اقتدا میں نمازیں نہیں پڑھتے ۔ ثابت ہوا بریلویوں کے نزدیک مکہ مدینہ شریف وہی ہے جہاں حج و زیارت کے لئے جاتے ہیں۔ باقی یہ سب مصنف کی خر دماغی ہے۔

مصنف نے اپنی خر دماغی کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیف حقانی کے منہ پر رضاخانی جنت کے زیر عنوان ایک نظم نقل کی ہے۔ اس میں ایک شعر یہ بھی ہے۔ ع
جنت سے ہے سوا یہی کوچہ فرید کا ۔ لیکن اس کا جواب پہلے مصرعہ میں موجود ہے۔ فرماتے ہیں۔ واں ہو وصال حور یہاں ہو وصال حق ۔ اس لئے ۔ جنت سے ہے سوا یہی کوچہ فرید کا ۔ بتایئے اس نظریہ سے اس پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے اور پھر کمال کی بات تو یہ ہے کہ اکابر دیوبند کے نزدیک تو مدرسہ دیوبند کے چھپر جنت کے چھپروں جیسے ہیں لکھتے ہیں:

> "مولانا محمد یعقوب صاحب (نانوتوی دیوبندی) نے خواب دیکھا کہ جنت ہے اور اس میں ایک طرف چھپر کے مکان بنے ہوئے ہیں۔ فرماتے تھے میں نے دل میں کہا اے اللہ یہ کیسی جنت ہے جس میں چھپر ہیں جس وقت صبح کو مدرسہ آیا مدرسہ کے چھپر نظر پڑے تو ویسے ہی چھپر تھے جیسے جنت میں تھے"
>
> (بقلم اشرفعلی تھانوی از الافاضات الیومیہ جلد ۱ ص ۹۶)

کلمہ

علامہ احمقانی نے کمال بے حیائی سے "تیوری شریعت کا کلمہ شریف" کے زیر عنوان لکھا ہے ......

> اسلام کی بنیاد کلمہ توحید لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ لیکن سنیئے ان کا کلمہ شریف ہے
>
> جو وقت اخیر ہیں تیاری ۔ نظر میں صورت رہے تمہاری
>
> زبان پہ کلمہ یہی ہو جاری ۔ کہ یا محمد معین خواجہ

پہلے تو دیو بندی طفل مکتب یہ بتلائے کہ اس نے کلمہ توحید میں محمد الرسول اللہ کس قاعدہ سے لکھا ہے۔؟ بلا شبہ اہل سنت و جماعت کا کلمہ طیبہ یہی ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جیسا کہ اہل سنت کی مساجد اور جمعیت العلماء پاکستان کے جھنڈا پر مذکور ہے یہاں شاعر نے یہ ذکر کہا کہ یہ کلمہ توحید ہے یا کلمہ طیبہ ہے شاعر کہتا ہے ؎

زباں پر کلمہ یہی ہو جاری ۔ کہ یا محمد معین خواجہ

کلمہ کا معنی لفظ ۔ بات ہے ۔ دیکھو فیروز اللغات ص ۵۱۲

تو شاعر کہتا کہ زباں سے کلمہ (لفظ یا بات) یہی ہو جاری کہ یا محمد معین خواجہ ورنہ شاعر اس کو کلمہ طیبہ یا کلمہ توحید یا کلمہ شہادت قرار نہیں دے رہا۔ مصنف کے دماغ میں دیو بند ہے جو الٹی سوچتا ہے ۔۔ ہاں البتہ دیو بندیوں کا کلمہ یہ ہے :

> لا الہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ
>
> (الامداد بابت ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص ۳۵)

اور پھر ہم تو اس کو کلمہ شریف نہیں مانتے ۔ مصنف خود اس کو تیوری شریعت کا کلمہ شریف کہہ رہا ہے ۔ جب یہ کلمہ شریف ہے تو پھر اعتراض کیسا ؟

درود مصنف نے اپنے ایک ماؤلانا ریحان قاسمی کے حوالے سے سیدنا اعلیحضرت و شیر بیشۂ سنت مولانا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی قدس سرہٗ کے شجرہ طیبہ سے یہ نقل کیا ہے :

> اللھم صل وسلم علیہ وعلیھم وعلی عبد المصطفیٰ مولانا احمد رضا وعلی آل احمد واللھم صل وسلم علیہ وعلیھم علی مولانا عبدک الفقیر ابی فتح محمد حشمت علی الکھنوی غفر لہ اللہ تعالیٰ

شجرہ کے الفاظ میں ترمیم و تحریف کر کے اپنی مرضی کے مذکورہ الفاظ لکھ کر مصنف نے اس کو بزعم خود رضا خانی درود قرار دیا ہے ۔ شجرہ طیبہ میں کوئی نیا درود نہیں ہے بلکہ درود وہی پرانا ہے ۔ اور باقی دعا ہے اور پھر اہل سنت کا مسلک ہے کہ غیر انبیاء ۔ رسل پر درود د

سلام کا اطلاق تبعاً جائز ہے اور مستقلاً مکروہ و خلاف اولیٰ ہے۔ اور شجرہ طیبہ میں جا بجا ہے ذکر مستقلاً۔ البتہ دیوبندی درود یوں ہے:

> اللھم صل علی سیدنا ونبینا مولانا اشرف علی
>
> (الامداد [illegible])

یہ تبعاً نہیں مستقلاً ہے۔ اور اس میں تھانوی جی کو نبینا بھی کہا گیا ہے۔ خدا جانے دیابنہ اپنی بلا دوسروں کے سر کیوں ڈالنا چاہتے ہیں یا اپنے ان خودساختہ درودوں کے لئے بریلوی درود گھڑ کر جواز پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ پھر مصنف نے اس کو درود شریف لکھا ہے جب یہ درود شریف ہے تو اعتراض کیا۔؟

اسی طرح مصنف نے حضرت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ کو معاذ اللہ انگریز کا ایجنٹ قرار دیتے ہوئے ان کے حوالے سے بھی ایک درود لکھا ہے۔ حالانکہ وہ بھی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود ہے اور باقی دعا ہے۔ حضرت پیر صاحب علی پوری علیہ الرحمۃ انگریز کے ایجنٹ اس لئے ہیں کہ انہوں نے انگریز سے چھ سو روپیہ ماہوار وصول کرنے والے تھانوی جی کو بے نقاب کیا تھا۔ مکالمۃ الصدرین سے ثابت ہے انگریز کے ایجنٹ جماعت علی نہیں بلکہ اشرف علی تھے۔ غالباً یہاں پیش بندی کے طور پر کہا جا رہا ہے کیونکہ چور کی داڑھی میں تنکا۔ ان کو اپنی بداعمالیاں سامنے رہتی ہیں وہ مجبور کرتی ہیں کہ دوسروں پر الزام تراشی کریں ورنہ اس قوم رحیم کے پاس حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ کے انگریز کے ایجنٹ ہونے کی کیا دلیل ہے؟

درود میں روافض وخوارج:

لکھتا ہے:

> "مشہور و معروف درود جسے جو بوقت قیام صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا ہے، بچہ بچہ جس سے واقف ہے یعنی یا نبی سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک
>
> صدر اول میں اسلام کو جن خطرناک فتنوں سے واسطہ پڑا، ان میں دو فتنے بڑے سخت جان ثابت ہوئے اور دونوں ہی توام بھائی ہیں (۱) صحابہ کا دشمن فرقہ

> (۲) مع صحابہ اہل بیت کا دشمن فرقہ یعنی روافض وخوارج رضا خانی فرقہ نے جس درود کو رواج دیا ہے روافض کے اتباع میں صحابہ کو درود سے خارج کیا تو خوارج کی پیروی میں آل رسول کو چھوڑ گیا" (سیف حقانی ص۳۰)

مصنف خود بے لگام کی طرح جس طرف دل میں آتا ہے چل کھڑا ہوتا ہے نہ کوئی اصول نہ کوئی موضوع۔ صلوٰۃ وسلام اگر روافض خوارج کا اتباع ہے مصنف کے بقول معاذاللہ حاجی امداداللہ صاحب رافضی خارجی ہوں گے کیونکہ ارواح ثلثہ میں صاف لکھا ہے:

> "حضرت (حاجی امداداللہ صاحب) سے کسی نے پوچھا کہ قیام مولود (صلوٰۃ وسلام) کیسا ہے؟ فرمایا مجھے تو لطف آتا ہے" (ارواح ثلثہ ص۲۲۰ حکایت ص۲۹۱)

باقی رہا خارجی کون ہے تو "المہند" میں مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو خارجی قرار دیا ہے۔ اسی طرح علامہ شامی نے ردالمختار میں محمد بن عبدالوہاب نجدی کو خارجی بتایا ہے لیکن مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی نے فتاویٰ رشیدیہ میں محمد بن عبدالوہاب شیخ نجدی کو اچھا بتایا، اس کو عامل بالحدیث قرار دیا، اس کے عقائد کو عمدہ قرار دیا ہے۔ اب مصنف خود بتائے خارجی کو اچھا اور عامل بالحدیث قرار دینے والا اور اس کے عقائد کو عمدہ بتلانے والا خود خارجی ہوا یا نہیں۔؟ اس اصول پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے ہی نہیں بلکہ صلی اللہ علیہ وسلم کہنے والے بھی معاذاللہ رافضی اور خارجی قرار پائیں گے۔ خود دیابنہ کی سینکڑوں کتب میں محض صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ صلعم اور صرف ؐ لکھا ہوتا ہے یہ سب یقیناً رافضی اور خارجی ہوں گے۔ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تو صحابہ کا ذکر ہے نہ اہل بیت کا ذکر ہے۔ لہذا اس اصول پر یہ لوگ خود ہی بقلم خود رافضی وخارجی ہیں۔

الجھا ہے پاؤں نجدی کا زلف دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

بغیر موضوع مناسبت کے چلتے چلتے مصنف نے ص۳۱ پر ایک جھک یہ بھی ماری ہے۔ "ویسے عالم الغیب صرف نبی ہی نہیں اپنے اعلیٰحضرت بھی تھے۔ ایک عورت کی موت کا وقت اور جگہ بتادی۔ (ملفوظات حصہ دوم)۔۔۔۔ اگر مصنف ملفوظات

دوم ہمیں یہ دکھائے کہ اعلیٰحضرت عالم الغیب تھے تو دو صد روپیہ نقد انعام دیا جائے باقی رہا علم غیب تو اشرف علی تھانوی کے بقول :

> "اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے" (حفظ الایمان ص ٨)

وصایا پر اعتراض مصنف سیف حقانی نے ص٢٨٦ پر اعلیٰحضرت قدس سرہ العزیز کے وصایا شریف سے بعض وصایا کا مذاق اڑایا ہے۔

> (١) میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے الخ۔ (٢) اعلیٰحضرت نے ہفتہ میں دو تین بار ایک درجن کھانوں پر فاتحہ کی وصیت فرمائی۔

ان باتوں کا جواب بار بار دیا جا چکا ہے، دیابنہ کی حیاء رخصت ہو گئی ہے۔ ایک بات کو بار بار لکھتے ہیں۔ پانچ چار سال قبل دھماکہ والے نے ان وصیتوں کا مذاق اڑایا تھا اس کا جواب قہر خداوندی میں دیا گیا تو پھر سیف رحمانی والے کی باری آئی۔ اس نے اپنا نمبر بجگتایا اور ان اعتراضات کا اعادہ کیا۔ اب سیف حقانی والے کی باری آئی ہے۔ درمیان میں منتو قوال نے بھی ایک چھوٹے سے پمفلٹ میں یہی کچھ لکھا تھا۔ سب کا ایک ہی سبق ہے میاں مٹھو چوری کھائے گا۔ میاں مٹھو چوری کھائے گا۔ بہر حال ان دونوں وصیتوں پر اعتراض کے جواب میں ہماری کتب قہرِ خداوندی، برقِ آسمانی اور تنبیہ الجہال وغیرہ ملاحظہ کریں وہاں مفصل جوابات ہیں۔ یہاں صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ اعلیٰحضرت کی یہ وصیت کہ میرا دین و مذہب اس پر قائم رہیں اس کا مطلب یہ نہیں کہ اعلیٰحضرت کا خود ساختہ یا گھڑا ہوا دین و مذہب۔ بلکہ اعلیٰحضرت نے ازراہ محبت اسلام کو اپنا دین کہا ہے۔ جیسے کہتے ہیں میرا اللہ میرا رسول اس کا یہ مقصد نہیں اس کا خود ساختہ خدا یا معاذ اللہ خود ساختہ رسول — اور پھر مصنف کو اپنے گھر کی خبر نہیں مولوی ضیاء احمد دیوبندی نے اپنی کتاب التحقیق الحبیب فی بیان انواع التوطیب ص٢٣ پر لکھا ہے:
"متبع وصیت مذکورہ عند اللہ مصاب و مثاب ہے" اس سے تھوڑا پہلے لکھا ہے :
"وصیت کنندہ مصاب اور اس کی وصیت عین شریعت ہوگی" اس کتاب پر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے مدرس مولوی عبد اللطیف صاحب سہارنپوری کی تصدیق موجود ہے۔ باقی رہی

لہ، ئے، سے ملنے کا پتہ، مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال

دوسری وصیت جس میں ایک درجن کھانوں کا ذکر ہے۔ یہ وصیت اعلیٰحضرت نے اپنے اعزا کو فرمائی ہے اور اس میں " اگر بطیب خاطر ممکن ہو تو " موجود ہے۔ کوئی فرض واجب قرار نہ دیا۔ پھر بعد وصال شریف اپنے پاس تو کھانا منگوایا نہیں بلکہ اسی وصیت میں ہے کہ یہ کھانا غربا کو دیں تو اعلیٰحضرت نے آخر وقت غربا و مساکین کو یاد رکھا۔ اگر آخر وقت کھانوں کی طرف دھیان اس کے نزدیک قابل اعتراض ہے تو پھر یہ اعتراض بھی گھر سے شروع کر ڈالئے کیونکہ جب بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی صاحب مرنے لگے تو مولوی محمود الحسن صاحب سے کہا کہیں سے لکڑی لاؤ۔ چنانچہ محمود الحسن صاحب ایک چھوٹی سی لکڑی لائے ـــ بتایئے صاحب! مرتے وقت نانوتوی صاحب کا دھیان کھانے پینے کی طرف تھا یا نہیں۔؟ اور پھر مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے بھی تو مرتے وقت تربوز منگوائے تھے۔ یہ دونوں بھی حاملہ عورتوں کی فہرست میں آتے ہیں یا نہیں۔ جیسا کہ امام اہل سنت اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کے خلاف زبان طعن دراز کی اور بازاری خرافات کا مظاہرہ کیا۔ ان دونوں عبارتوں پر ہم نے قہر خداوندی و برق آسمانی میں مفصل بحث کی ہے۔

باب سوم

دیوبندی مذہب کا قرطاس ابیض

اسمٰعیلی، نانوتوی، گنگوہی، انبیٹھوی، تھانوی شریعت کی حقیقت مصنف سیف حقانی ص۳۰ پر باب چہارم کا آغاز کیا ہے اور عنوان جمایا ہے "بریلوی دین کا قرطاس ابیض" ذیلی سرخی ہے "رضاخانی شریعت کی حقیقت" ف۔ ہواسینڈلی کو زکام اللہ اللہ۔ کیا پدی کیا پدی کا شوربا۔ ادھر ادھر کے چھوٹے موٹے رسالے اور مولوی ریحان الدین قاسمی کے کتابچہ "نیا دین" سے نقل مار کر مصنف بن بیٹھا اور خبریں دے رہا ہے۔ ہفت افلاک کی مصنف نے اپنے نام نہاد بریلوی قرطاس ابیض میں کونسی بات نئی کہی ہے۔ یہی باتیں اپنے دوسرے ابواب میں بھی بار بار نقل کر چکا ہے یہاں نیا باب قائم کر کے سرخی بدل کر یہی باتیں دوبارہ سہ بارہ نقل کر دیں مثلاً "بندے محمد کے (صلی اللہ علیہ وسلم) پر سیف حقانی ص۲۵ پر بحث کر چکا ہے اور ہم دوسرے باب میں اس کو اس مسئلہ پر مسکت جواب دے چکے ہیں لیکن کتاب کی ضخامت بڑھانے کے لئے اس نے باب چہارم میں ص۳۰ و ص۴۱ پر بھی اس مسئلہ کو چھیڑا ہے اور شائد اور جگہ بھی یہ مسئلہ اٹھایا گیا ہو۔

سو فیصد خالص جھوٹ دیوبندی دھرم میں معاذ اللہ خدا کا جھوٹ بولنا بھی ممکن ہے اس لئے خود مصنف کے لئے تو شائد جھوٹ بولنا فرض ہو۔

لہٰذا اس اصول کے تحت مصنف نے پیٹ بھر کر جھوٹ بولا ہے۔ ص۳۰ پر اور ص۴۲ پر "بندگی محمدی" کے زیر عنوان حضرت شیر بیشہ اہل سنت مولانا ابوالفتح عبید الرضا محمد حشمت علی خاں صاحب قادری رضوی قدس سرہٗ کے نام گرامی سے یہ منسوب کیا کہ وہ کہتے ہیں:

حاشیہ لے۔ ص۲۵ پر رضاخانی وصایا کا عنوان جمایا تھا اور اب ص۳۰ پر بھی وصایا دوبارہ نقل کی ہیں۔

(۱) وہ خدا کی بندگی کے لئے نہیں پیدا کئے گئے بلکہ رسول اللہ کی بندگی کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔
(۲) جو رسول کا بندہ نہیں وہ شیطان کا بندہ ہے۔
(۳) اگر خدا کے بندے رہو گے تو دوزخ کا کھٹکا رہے گا۔ اگر صرف رسول کے بندے رہو گے تو دوزخ کا کھٹکا نہیں رہے گا۔
(۴) ابولہب و ابوجہل خدا کے بندے تھے دوزخ میں گئے ابوبکر و عمر رسول کے بندے تھے اس لئے جنت میں گئے۔

منہ سے دودھ کی بو نہیں گئی اور شیر بیشہ اہل سنت کے منہ آرہا ہے جن کے نام کی ہیبت اور جلالت علمی سے نجد و دیوبند لرزہ براندام ہیں۔ مصنف اگر اس ترتیب اور اس انداز سے یہ عبارت مولانا محمد حشمت علی خاں علیہ الرحمہ کی کسی کتاب میں دکھائے ہم ایک عدد تھانوی بہشتی زیور انعام دیں گے۔ جاہل و مجہول مصنف نے یہ چاروں باتیں اپنے باپا مولوی ریحان الدین قاسمی کے "نیا دین" ص۲۹ ص۳۰ سے نقل کی ہیں۔ جو مکھیاں اس اندھے نجدی نے ماری تھیں یہ بھی انہی مردہ مکھیوں کا خون چوس رہا ہے ملاں ریحان الدین نے بھی بغیر صفحہ کے حوالہ دیئے محض "مقامع الحدید علی الکذاب العنید" کا نام لکھ دیا تھا اُس اندھے کی تقلید میں اس اندھے نے بھی مقامع الحدید علی الکذاب العنید کا نام لکھ دیا اور مقامع الحدید نہ اس کے پاس نہ اس کے اُس باپا کے پاس جس طرح اس نے "نیا دین" سے چوری کر لی اسی طرح نیا دین والے ریحان الدین نے کسی اپنے بزرگ سے چوری کی ہوگی۔ بہرحال چونکہ یہ کتاب اکثر و بیشتر ریحان الدین کے نئے دین کی نقل ہے۔ اس لئے قارئین کرام سیف حقانی ص۲۰ کی یہ باتیں لفظ بلفظ بریلی کا نیا دین ص۲۹ و ص۳۰ پر دیکھ لیں اور اس جاہل مصنف کے علمی حدود اربعہ کا اندازہ لگائیں نقل مار کر مصنف بن بیٹھا ——— بہرحال ہم عرض یہ کر رہے تھے کہ بندے محمد کے اس عنوان پہ اس نے ص۲۵ پر بھی لکھا ہے اور اب باب چہارم ص۴۱ و ص۹۲ پر بھی دوبارہ سہ بارہ لکھ رہا ہے جس طرح بندے محمد کے کو اس نے بار بار لکھا ہے اسی طرح مدح اعلیٰحضرت کی ایک نظم نغمۃ الروح کے حوالے ص۲۵ پر بھی نقل کی تھی۔ اور خدا کی توہین کا عنوان جمایا

تھا اور اب صنہ پر بھی باب چہارم میں وہی منقبت نفحۃ الروح سے دوبارہ لکھ رہا ہے۔ حالانکہ اس کا جواب ہم زیر نظر کتاب کے باب دوم میں عرض کر چکے ہیں اور مدح اعلحضرت کی نقل کے سلسلہ میں بھی اس چور کی چوری پکڑ کر دکھلاتے ہیں۔ مصنف سیف حقانی نے جو مصنف بننے کے خبط میں مبتلا ہو کر نفحۃ الروح سے مدح اعلحضرت کے یہ جو اشعار نقل کئے ہیں یعنی ؎ یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا۔ میرا اور تیرا خدا احمد رضا الخ یہ پوری نظم اپنے بابا ملاں ریحان الدین کے کتابچہ "نیا دین" کے صفحہ ۳۰ و ۳۱ سے لفظ بلفظ نقل کی ہے اور دعا دم مصنف بن بیٹھا اور جس طرح مولوی ریحان الدین قاسمی نے بغیر صفحے کا حوالہ دیئے محض نفحۃ الروح کا نام لکھ دیا تھا مصنف سیف حقانی نے بھی بغیر صفحے کا حوالہ دیئے محض نفحۃ الروح لکھ دیا۔ اللہ اللہ اور خیر صلا۔

گویا سیف حقانی کا باب چہارم چوری کے مال سے بھرا پڑا ہے مگر یہ چوری اپنے ہی ملاں ریحان الدین قاسمی کے جہالت خانہ سے کی گئی ہے۔

اور دیکھئے مصنف جی نے سیف حقانیہ کے صنہ پر ایک شعر یوں نقل کیا ہے ؎

علی جو چاہیں تو مقصد کو سر براہ کریں
گدا کو چاہیں تو پل بھر میں بادشاہ کریں

اور ایک شعر اس طرح لکھا ہے: ؎

بنا دیتا ہے سلطان آپ سا جس پر عنایت ہو
خدا سے کم نہیں عزوجلال اس دین کے سلطان کا

مذکورہ بالا دونوں اشعار خدا جانے کس کے ہیں لیکن ہمیں مصنف سیف حقانی کی ذہنیت پر تعجب ہوتا ہے اگر اس کے اپنے پاس کچھ نہیں تھا تو پھر مولوی ریحان الاقاسمی کے رسالہ نیا دین کی نقل مارنے سے کیا فائدہ تھا۔ نیا دین تو بذات خود موجود تھا۔ کیا یہ خیال گزرا تھا لوگ "نیا دین" کو قبول نہیں کرتے شائد سیف حقانی کے فریب میں آ جائیں؟ قارئین کرام دیکھ سکتے ہیں چور یہاں بھی رنگے ہاتھوں پکڑا گیا۔ قارئین کرام پہلے سیف حقانی صنہ دیکھیں اور پھر مولوی ریحان الدین کا کتابچہ "نیا دین" دیکھیں۔ یہی اشعار

نیا دین کے صفحہ ۳۰ پر لفظ بلفظ موجود ہیں۔ لیکن یہ اشعار سنیوں کی کس کتاب میں ہیں؟ یہ نہ بابا ریحان الدین نے لکھا نہ جھوٹے باپ کے جھوٹے بیٹے "علامہ" محمد عمر قریشی نے لکھا۔ مصنف میں دم خم ہے تو مذکورہ بالا اشعار سنیوں بریلویوں کی کسی معتبر کتاب میں دکھائیں۔ ورنہ سو لاکھ مرتبہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین پڑھ کر اپنے سینہ پر دم کریں تاکہ شیخ نجدی دور ہو۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ کسی مراثی کا شعر نقل کرکے کہہ دیا جائے کہ جی ان بریلویوں کا تو یہ عقیدہ ہے ــ وہ عقیدہ ہے۔

سیف حقانی کا مصنف تو ہے ہی لکیر کا فقیر جو کچھ مولوی ریحان الدین قاسمی نے لکھ دیا وہ اس نے نقل کر دیا اور مصنف بن گیا۔ ان دونوں سے پہلے مولوی فردوس قصوری نے بھی اپنی چراغ سنت میں یہ شعر نقل کئے تھے لیکن حوالہ اُس بے چارے نے بھی نہیں دیا تھا تو یہ نقل پر نقل چلی آرہی ہے آگے دیکھئے اور کون کون نقل مار کر مصنف بنتے ہیں۔ اور بے خبری کا یہ عالم کہ مولوی ریحان الدین قاسمی مصنف "نیا دین" کو یہ تک پتہ نہیں کہ مولانا رضا حسین اور رضا حسنین اعلحضرت امام اہل سنّت علیہ الرحمۃ کے بیٹے ہیں یا بھتیجے ہیں۔ مصنف اُپنے سنئے دین میں صفحہ ۴۰ پر ان کو اعلحضرت قدس سرہٗ کے لڑکے قرار دیتا ہے۔ یہی اس لڑکے ریحان الدین کے لڑکپن کی دلیل ہے۔ اندھے کی لاٹھی جس کے جا لگے

قارئین کرام کو ہم نے چند حوالوں سے ثابت کر دیا اور واضح ہو گیا کہ کتاب سیف حقانی کوئی "علامہ" محمد عمر کا شاہکار نہیں یہ تو ریحان الدین کی ماری ہوئی نقل ہے اور جو کچھ اور ہے وہ وہی کچھ ہے جس کا رد ہم باب دوم میں کر آئے ہیں۔

ہاں البتہ اسی باب چہارم کے صفحہ ۹۰ پر "فرقہ رضا خانی کی رفض نوازیاں" ایک نیا مضمون ہے اس لحاظ سے کہ اس سیف حقانی میں اس کو پہلے بیان نہیں کیا تو آئیے اس کا بھی تجزیہ کریں۔

تعزیہ مصنف سیف حقانی نے اہل سنت وجماعت کی رفض نوازیاں بیان کرتے ہوئے تعزیہ بنانے کا الزام لگایا ہے اور صفحہ ۹۱ پہ علامہ ابوالبرکات مفتی سید احمد صاحب قادری رضوی قدس سرہٗ کا یہ فتوی کسی اشتہار سے نقل کیا ہے۔ حضرت

سید صاحب کا فتویٰ یہ ہے:

"تعزیہ کی اصل صرف اس قدر تھی کہ روضہ پرنور شہزادہ گلگوں قبا حسین شہید ظلم وجفا صلی اللہ تعالیٰ وسلم علی جدہ الکریم وعلیہ کی صحیح نقل مطابق اصل بنا کر بنیت تبرک مکان میں رکھنا اس میں شرعاً کوئی حرج نہ تھا کیونکہ تصویر مکانات وغیرہ میں جاندار کی بنانا رکھنا یہ سب جائز ومباح اور ایسی چیزیں کہ بزرگان دین کی طرف منسوب ہو کر عظمت پیدا کریں ان کی محبت بڑھائیں ان کی تمثال صحیح بہ نیت تبرک پاس رکھنا قطعاً جائز ہے" (بحوالہ اشتہار محرم الحرام ۱۳۸۴ھ)

یہ حوالہ نقل کر کے مصنف خود علامہ ابوالبرکات صاحب علیہ الرحمۃ کی طرف سے من مانی وضاحت کرتے ہوئے لکھتا ہے:

لہٰذا جمیع اہل اسلام کو چاہئیے کہ وہ تعزیہ امام مظلوم بنا کر تبرکاً اپنے اپنے گھر میں رکھیں جو باعث برکت ہے۔

وضاحت

اس فتویٰ پر چند طرح غور کرنا لازم ہے:

(۱)— تو یہ کہ اس فتویٰ میں متعدد لفظی غلطیاں ہیں جو استاذ العلماء علامہ ابوالبرکات قدس سرہ جیسے جلیل القدر فاضل سے ممکن ہی نہیں مثلاً اس چند سطری فتویٰ میں کبھی تازیہ لکھا ہے تو کبھی تعزیہ۔ پُرنور کا پرنور لکھا ہے۔

(۲)— مصنف نے خیانت یہ کی ہے کہ حضرت علامہ کے اس فتویٰ کی تیسری سطر میں "تصویر مکانات وغیر جاندار کی بنانا رکھنا۔ یہ سب جائز مباح کا وغیر بدل کر وغیرہ کر دیا جس سے فتویٰ کا مفہوم الٹا ہو گیا غیر کا وغیرہ کرنے سے مفہوم الٹا اس طرح ہوا کہ علامہ ابوالبرکات صاحب مرحوم کی تحقیق کے مطابق تصویر جاندار کی شرعاً حرام ہے۔ علامہ اپنے فتویٰ میں فرما رہے ہیں کہ تصویر مکانات وغیر جاندار (یعنی بے جان چیزوں کی) جائز مباح لیکن مصنف لفظ بدل کر غیر کا وغیرہ بنا کر یہ تاثر دے رہا ہے کہ تصاویر مکانات وغیرہ جاندار کی جائز ومباح ہیں یہ تحریف کھلم کھلا خیانت ہے۔

(۳)— حضرت علامہ ابوالبرکات قدس سرہ کا جو فتویٰ اس نے نقل کیا ہے اس کی دوسری

۷ سطر میں مذکورہ بالا خط کشیدہ عبارت ملاحظہ اس میں روضہ امام حسین کی نقل بطابق اصل موجود ہے اور تیسری سطر میں گھر میں رکھنا مذکور ہے۔ جبکہ رافضی اپنی مرضی کے تعزیے بناتے ہیں۔ آگے آگے ماتم کرتے ہوئے گلی کوچوں اور بازار میں اٹھائے پھرتے ہیں۔ اس میں اور اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ نقل بطابق اصل اور تمثال روضہ امام حسین رضی اللہ عنہ کا گھر میں بطور تبرک رکھنا اور بات ہے اور مرضی کے مختلف النوع تعزیے بنا کر بازاروں میں لے کر پھرنا اور بات ہے۔

(۱۱)— یہ بات ہماری بلکہ ہر ذی فہم و شعور کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ محرم ۵۳ء عیسوی کیسے ہو گیا، محرم عیسوی مہینہ نہیں ہے بلکہ اسلامی ہجری مہینہ ہے۔ مصنف نے سطر ۶ میں لکھا ہے۔ نقل اشتہار محرم الحرام ۵۳ء عیسوی۔ یہ علامہ ابوالبرکات صاحب کا ممکن بہر حال مصنف کا نقل کردہ فتویٰ متعدد وجوہ سے ناقابل اعتماد اور خیانت و تحریف کا مجموعہ ہے۔ اور اس سے تعزیہ کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔ پھر اگر تصویر مزارات گھر رکھنا حرام و گناہ ہے تو سوانح قاسمی جلد ۳ ص ۱۳۶ پہ بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کے "مزار مبارک" کی تصویر کس طرح جائز ہو گئی۔؟ ہم الافاضات الیومیہ سے ثابت کریں گے کہ مولوی محمد یعقوب نانوتوی اور مولوی اشرف علی تھانوی نے تعزیہ کے جواز کا فتویٰ دیا تھا اور تعزیہ نکالنے والوں کی تائید و حمایت کی تھی۔

عزاداری حسین رضی اللہ عنہ کے زیر عنوان صـ۹۲ پر مولانا علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب قادری رضوی مرحوم کے ذمہ یہ لگایا گیا۔

> ننگے سر ہونا منہ پیٹنا سیاہ پوش ہونا واویلا کرنا اور اقسام اقسام کے مرثیے پڑھنا نوحہ کرنا نوحہ گر ہونا سر پیٹنا سات تاریخ محرم الحرام کو علی عباس علمدار کا علم نکالنا مندرجہ بالا سب جائز ہیں اور افعال آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں"— اور حوالے کے طور پہ لکھ دیا نقل اشتہار محرم الحرام ۵۳ء عیسوی از قلم فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی حافظ قاری حکیم ابوالحسنات محمد احمد حنفی قادری رضا خانوی اشرفی چشتی نثاری صابری واحدی مفتی اول پنجاب خطیب مسجد وزیر خاں لاہور۔

ہم باب اول کے ابتدائی اوراق میں اس کا مختصر جواب عرض کر چکے ہیں مصنف نے جو کچھ علامہ ابوالحسنات قادری کے ذمہ لگایا ہے وہ قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا۔ مصنف کے اپنے نقل کردہ الفاظ اور حوالہ کو دیکھ کر ہمیں یقین ہو گیا کہ وہ پرلے درجہ کا کذاب اور اعلیٰ درجہ کا مفتری ہے۔ مصنف کے پاس نہ مولانا ابوالحسنات مرحوم کا اشتہار ہے نہ اس میں یہ مضمون ہے اور یہ حوالہ اس نے غالباً اپنے کسی مولوی ریحان الدین قاسمی یا پروفیسر روحی قسم کے دیوبندی مصنف کی کتاب سے آنکھیں بند کر کے نقل کر دیا ہے۔ مصنف میں دم خم ہے تو وہ یہ حوالہ اور اشتہار ہمیں آ کر دکھائے ہم اُسے آمدورفت کا کرایہ پیش کریں گے۔ ہمارے نزدیک مصنف کا جھوٹا ہونا اس طرح ہے کہ:

۱۔ مصنف نے یہ لکھا ہے نقل اشتہار محرم الحرام ۱۹۵۳ء عیسوی۔ حالانکہ محرم عیسوی مہینہ نہیں۔

۲۔ مصنف نے علامہ ابوالحسنات صاحب کے نام گرامی کے ساتھ یہ لکھا ہے مفتی الور پنجاب حالانکہ الور پنجاب میں نہیں الور تو خود ریاست ہے۔ اس نے مولانا کو قادری رضاخانی لکھا ہے کوئی سنی خود کو رضاخانی نہیں لکھتا نیز ۱۹۵۳ء میں مولانا علامہ ابوالحسنات قادری علیہ الرحمۃ تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں جیل میں تھے۔ پھر سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے۔ اگر علامہ مرحوم واقعی ایسے تھے تو پھر اکابر دیوبند نے علامہ ابوالحسنات کو اپنی مجلس عمل کا مرکزی صدر کیوں تسلیم کر لیا تھا۔ اس مجلس عمل میں مولوی احمد علی صاحب لاہوری، عبداللہ درخواستی، احتشام الحق تھانوی، محمد علی جالندھری، عطاء اللہ صاحب بخاری وغیرہ شامل تھے۔ انہوں نے ایسے عقائد کے حامل کو اپنا مرکزی صدر کیوں تسلیم کیا؟

ماتم کی فضیلت کے زیر عنوان لکھتا ہے اور حضرت علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد صاحب قادری رضوی قدس سرہٗ کے ذمہ لگاتا ہے:

> ابراہیم خلیل اس خبر کو سنتے ہی زار و قطار اشکبار ہوئے
> (۱) ارشاد ہوا خلیل جوان کے غم میں رونے کا اُسے ثواب اس قدر عطا فرمائیں گے جتنا تمہیں تمہارے فرزند کی قربانی کا ہوا (از ابوالحسنات محمد احمد بن مولوی دیدار علی اوراق غم ص۱۵۱)

حالانکہ یہ حضرت ابراہیم خلیل اور سیدنا اسماعیل علیہم السلام کا واقعہ ہے غم اور اشکبار کرنے کی بات ہے نہ کہ ماتم کا حکم

> (۲) پھر لکھتا ہے۔ "شہزادہ کونین سید الشہدا روز قیامت عرصۂ محشر میں خون آلود چہرہ لیکر آئیں گے اور جناب الٰہی میں عرض کریں گے رب شفعنی فمن بکی علی مصیبتی میری شفاعت اس شخص کے حق میں قبول فرما جو میری مصیبت کو یاد کرتے گریہ کناں ہوا"
> (اوراق غم ص۸)۔

حالانکہ گریہ رونے کو کہا جاتا ہے اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی یاد میں رونا شرعاً منع نہیں ہے۔

> (۳) پھر لکھتا ہے۔ "اہل مدینہ چیخ چیخ کر اور آہیں اور ضبط غم سے سر پھوڑ رہے تھے"
> (اوراق غم ص۴۲)

حالانکہ یہاں ضبط غم سے سر پھوڑنے کا لفظ موجود ہے ماتم کرنے یا اظہار غم کے طور..... پر زنجیروں سے سر پھوڑنے کا حکم نہیں ضبط غم اور اظہار غم و ماتم میں فرق ہے۔ باقی رہا چیخیں مار کر رونا تو یہ اس وقت کی بات ہے جب واقعہ شہادت رونما ہوا تھا تو واقعی اہل مدینہ اہل ایمان روئے تھے ممکن ہے کوئی نجدی خارجی یزیدی نہ رویا ہو۔

> (۴) پھر لکھتا ہے۔ "علی عباس علمبردار لشکر کا اگر ساتویں کو علم نکال رہے ہو تو ایک جھنڈا جس پر لا الٰہ الا اللہ، ہو نکالو تاشے باجے ساتھ نہ ہوں" (اوراق غم ص۲۱۲)

اس جگہ بھی روافض سے مشابہت نہیں ہے وہ بکثرت رنگ برنگ علم نکالتے ہیں۔ علامہ مرحوم نے لکھا ہے ایک جھنڈا جس لا الٰہ الا اللہ، نکالو، اُن کے ساتھ ڈھول باجہ تاشے وغیرہ ہوتے ہیں۔ علامہ فرما رہے ہیں کہ یہ چیزیں نہ ہوں۔ پھر اہل سنت و روافض میں یکسانیت کیسی۔؟

مذکورہ بالا چند حوالہ جات نقل کرکے مصنف سیف حقانی اپنے ناظرین کو دعوت فکر دیتا ہوا لکھتا ہے:

> "قارئین کرام خود فیصلہ کر سکتے ہیں..... کیا اب بھی کسی کو اس فرقہ (اہل سنت) کے شیعہ ہونے میں کوئی شبہ ہے...... واقعہ یہ ہے کہ یہ فرقہ صرف درپردہ

> ہی نہیں کھلم کھلا رافضی ہے ...... ایک بات جو شیعہ حضرات کے ساتھ خاص ہے ...... بلکہ بیچارے رضا خانیوں کو بھی حصہ ملنا چاہیے اور وہ ہے ریڈیو اور ٹیلیویژن پر مجلس شام غریباں جس کا موقعہ ان کو بھی بہر حال ملنا چاہیئے۔

جاہل دیوبندی مایوسی سے مری ہوئی قوم اپنے ایک عہد آخری مصنف کی اس لفاظی پر واقعی بہت خوش ہوئی ہوگی۔ اس نے اہل سنت وجماعت کو منٹوں میں رافضی بنا کر مجلس شام غریباں پڑھوادی۔ واہ واہ "علامہ" محمد عمر قریشی واہ واہ ـــ مگر آیئے اس پر ایک تحقیقی نظر ڈالیں کہ رافضی ہے کون۔ رفض نوازیاں کس فرقہ کا شیوہ ہے اور کون فرقہ شیعہ عقائد و افکار کا حامل ہے۔

دیوبندیت یا رافضیت۔؟

آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشہ کہیں جسے

دیوبندی کتب کے مطالعہ اور تحقیق سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ دیوبندیت رافضیت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں اور ان دونوں فرقوں میں ذہنی فکری اور اعتقادی ہم آہنگی موجود ہے۔ ثبوت موجود ہے مگر شورش کا لایا ہوا برٹش لائبریری کا نہیں دیوبندیوں کا اپنے گھر یعنی ان کے اپنے بڑے بوڑھوں کا

بانی مدرسہ دیوبند کا خاندان شیعہ تھا

سوانح "مولانا محمد احسن نانوتوی" کا مصنف مولوی احسن نانوتوی اور مولوی قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند کے خاندانی حالات بیان کرتا ہوا لکھتا ہے:

> "مولوی محمد ہاشم کے پرپوتے شیخ ابوالفتح تھے جن کے تین بیٹے ہوئے حکیم عبداللہ۔ شیخ محمد عاقل اور شیخ علاؤالدین۔ حکیم عبداللہ کی اولاد کو دنیوی اعزاز ملا۔ شیخ علاؤالدین کی اولاد علم وامارت میں حکیم عبداللہ اور شیخ محمد عاقل کی اولاد کی برابری کو نہ پہنچ سکی ان ہی شیخ علاؤالدین کے پرپوتے شیخ اسد علی تھے جن کے نامور فرزند مولانا محمد قاسم نانوتوی ہوئے اور اس طرح اس شاخ کو خصوصی شرف وامتیاز حاصل ہوا۔ شیخ محمد عاقل کی اولاد دولت وامارت کے اعتبار سے خاندان میں ممتاز تھی مگر اس شاخ نے شیعیت اختیار کر لی تھی۔ اور وہ شیخ تفضل حسین (ابن شیخ علی محمد)

> تھے" (سوانح مولانا محمد احسن نانوتوی صفحہ ١٩) یہ کتاب مفتی محمد شفیع دیوبندی کی مصدقہ ہے۔

○ اسی طرح مولوی مناظر احسن گیلانی مرتب سوانح قاسمی لکھتے ہیں:

> "شیخ تفضل حسین شیعہ مذہب ہو گئے تھے .... ہماری جائداد کے شریک تھے ...... کچھ بھی ہو دو باتیں تو قطعی ہیں یعنی شیخ تفضل حسین (نانوتوی دیوبندی) پہلے سنی (یعنی دیوبندی) تھے اور سنت کے طریقہ کو چھوڑ کر شیعہ ہو گئے تھے"
>
> (سوانح قاسمی جلد اول صفحہ ١٦١/١٦٢)

یہ کتاب قاری طیب صاحب مہتمم مدرسہ دیوبند کے حسب ہدایت شائع کی گئی ہے اور اس کا مقدمہ بعنوان تقریب ننگ اسلاف حسین احمد صدر دیوبند نے ٢٥ رجب ١٣٧٣ھ کو لکھا تھا۔

دیوبندی مذہب میں تعزیہ کی اجازت

دیوبندی حکیم الامت جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں:

> "ایک گاؤں ہے کانپور کے ضلع میں گجنیر پورب میں وہاں کے لوگوں کے متعلق شدھی ہونے کی خبر سنی تھی میں اس گاؤں میں ایک مجمع کے ساتھ گیا اور اس باب میں ان لوگوں سے گفتگو کی۔ ان میں سے ایک شخص تھا جو ذرا چودھری سمجھا جاتا تھا میں نے اس کو بلا کر (چودھریوں کا چودھری جو ہوا) دریافت کیا سنا ہے کہ تم شدھی ہونے کو تیار ہو ...... اُس نے کہا میرے ہاں تعزیہ بنت ہے (بنتا ہے) ہم ہندو کاہے کو ہونے لگے۔ میں (اشرف علی) نے اس کو تعزیہ بنانے کی اجازت دیدی"
>
> (الافاضات الیومیہ جلد ٤۔ صفحہ ٣٩)

مولوی محمد یعقوب نانوتوی

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے استاد اور مدرسہ دیوبند کے مدرس اعلیٰ تھے۔ ان کی سینئے چھوٹے میاں سو چھوٹے میاں بڑے میاں سبحان اللہ۔ ان کے متعلق تھانوی صاحب خود فرما مندرجہ انکشاف کرتے ہیں:

> "اجمیر میں مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اہل تعزیہ کی نصرت کا فتویٰ دیا تھا" (الافاضات الیومیہ جلد ٤۔ صفحہ ٣٩)

عجب ڈھیٹ ہیں دیوبندی کہ اپنا وبال دوسرے کے سر ڈالنا چاہتے ہیں۔

نوحہ وماتم اور غم

دیوبندی مذہب میں ماتم اور غم کرنا گریہ کناں ہونا جائز ہے مگر غم اور گریہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کا ناجائز ہے لیکن مولوی رشید صاحب گنگوہی کا غم منانا اور ماتم کرنا جائز ہے۔ سنیئے اور سر دھنیئے" مولوی رشید صاحب گنگوہی کے مرنے پر مولوی محمود الحسن نے ایک مرثیہ لکھا اس میں فرمایا:۔

فرق درجات کا قصہ تو جدا ہے لیکن ۔ عام تھا عالم اجسام میں اس کا ماتم
(مرثیہ گنگوہی ص۱۰)

ایک دوسری لہر میں ماتم کا رنگ یوں نمایاں نظر آتا ہے:۔

جہاں تھا خندہ شادی وہاں ہے نوحہ و ماتم ۔ جو تاج خسروی تھا آج ہے کشکول سائی
(مرثیہ گنگوہی ص۸)

یہ تو تھی عالم اجسام میں مولوی رشید کے عام ماتم کی بات کوئی عالم ارواح کی بات نہ تھی۔ اب دیکھئے شیعہ رافضی لوگ آگ پر ماتم کرتے ہیں تو دیوبندی بھی اس رافضیت میں پیچھے نہیں۔ ثبوت ان کے گھر سے لیجئے اور بڑے سے بڑے کا لیجئے۔ مولوی محمود الحسن صاحب کا نگریسی کٹھ پتلی حسین احمد کے گروہی تو ہیں بلکہ گرو گھنٹال۔ وہ لکھتے ہیں:۔

لوٹتے آگ پہ تھے حضرت یعقوب رفیع ۔ خون آنکھوں سے بہاتے تھے رشید عالم
(مرثیہ گنگوہی ص۱۱)

چلئے جناب مولوی رشید صاحب کے غم میں نڈھال مولوی محمد یعقوب نانوتوی اور مولوی رفیع دیوبندی آگ پر لوٹتے رہے یہ ان کا اپنا معاملہ ہے خالص ذاتی معاملہ ہے ان کا اپنا اندرونی معاملہ ہے آگ پر لیٹ لیٹ کر آگے کی تیاری کریں مگر اپنی بلا دوسروں کے سر ڈالنے کا بے ڈھنگا وطیرہ کیوں اختیار کر رکھا ہے یہ کیا پالیسی ہے؟ ابھی ہم اوپر کے حوالہ میں بیان کر چکے ہیں اجسام کا ماتم ثابت کر چکے ہیں مگر دیوبندی تو غم رشید میں اپنی جان کے دشمن ہو گئے خود بدولت فرماتے ہیں:۔

خبر بھی ہے کہ کس جان جہاں نے ہم سے منہ موڑا ۔ کوئی بے وجہ ہم اپنے ہوئے ہیں دشمن جانی!
(مرثیہ گنگوہی ص۸)

اب پتہ چلا کر دیوبندی ماتم کرتے کرتے اپنی جان کے دشمن کیوں ہو گئے تھے اور خودکشی پر کیوں تیار تھے اصل میں جان جہان نے ان سے منہ موڑ لیا تھا۔

اب چلتے چلتے یہ بھی دیکھ لیں گنگوہی جی کا موت کا غم تھا کیسا سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نواسہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی طرح کوئی چھوٹا موٹا غم تھا جس پر علامہ ابوالحسنات قدس سرہٗ جیسے عشاق و خدام اہلبیت غم کریں یا کوئی بھاری بھر کم غم تھا۔ تو جناب ان کے مذہب میں اپنے مولوی رشید کا غم ہی بھاری بھر کم اور سارے غموں کا آقا ہے لکھتے ہیں ؎

ہزاروں غم ہیں دنیا میں بتائیں نام کس کس کا ۔ غم مرشد ہے پر مرشد غموں کا ہے یہ وجدانی (مرثیہ گنگوہی ص۹)

ان کے نزدیک سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے غم کی کیا حیثیت ہے۔ غم مرشد گنگوہی جو غموں کا مرشد ٹھہرا۔ یہ ہمارا الزام نہیں بقلم خود بیان ہے۔ آئیے اس مفہوم کو اور نکھار کر پیش کرتے ہیں یہ تو آپ دیکھ ہی چکے سب غموں کا مرشد مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا غم تھا اور ہے اور رہے گا مگر یہ بھی تو دیکھو سب کی الفت و محبت سب سے زیادہ ان کے دل میں کس کی ہے تو الفت و محبت پر بھی شاملی کے میدان میں لڑنے والے ان مجاہدین کا دلیرانہ فیصلہ سن لیجئے۔ فرماتے ہیں ؎

سب کی الفت پہ تھی اس کی ہی محبت غالب سب غموں پر جو تھا ممتاز یہی تھا وہ غم (مرثیہ ص۲۱)

حالانکہ حدیث شریف میں ہے لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین تم میں کوئی مسلمان نہ ہوگا جب تک میں اُسے اس کے ماں باپ اولاد اور سب آدمیوں (استادوں پیروں) سے زیادہ پیارا نہ ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

یہی کچھ آیۃ کریمہ قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واخوانکم الخ میں ہے۔ لیکن ان لوگوں پر الفت و محبت رشید گنگوہی کی غالب ہے اور یہ سب مغلوب ہیں۔

دیوبندیوں کی مجلس شامِ غریباں

مصنف سیف حقانی نے حقانیت کا منہ چڑاتے ہوئے سنیوں کو مجلس شامِ غریباں بیان کرنے کے لئے ریڈیو اور ٹیلیویژن والوں سے سفارش کی ہے مگر ہم بتاتے ہیں کہ مجلس شامِ غریباں تو دیوبندیوں کا شعار ہے۔ اپنے شیخ الہند محمود الحسن کی آواز میں سنیئے ؎

نہ صبح وطن کو نکھ ہر شام غریباں سے
فراق دلربا میں گھر ہے رشک کنج زندانی (مرثیہ ص۳)

شامِ غریباں کے بعد جس طرح شیعہ سینہ پر ہاتھ مارتے ہیں اسی طرح ان کا ہاتھ بھی سینہ پر دیکھئے مگر گنگوہی جی کے غم میں ؎

خبر ہے جان کو دل کی نہ دل کو جان کی پروا
فقط سینہ پہ ہے ہاتھ اور زانوں پہ ہے پیشانی

دیابنہ کی رفض نوازیاں

رفض سے روابط کی بحث چل ہی نکلی ہے تو ہم بھی ذرا تفصیل سے اس موضوع پر دیابنہ کے اکابر کی معتبر شہادتیں پیش کرتے ہیں جس سے احباب اہل سنت تو کیا خود فرقہ دیابنہ کے اندھے مقلدوں کی آنکھیں کھل جائیں گی۔

دیوبندیوں کی لڑکی شیعوں کے نکاح میں

دیوبندی حکیم الامت جناب اشرفعلی صاحب کے پاس ایک استفتاء آیا۔ سوال وجواب دونوں ملاحظہ فرمائیں:

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ ہندہ سنی دیوبندی وہابی المذہب عورت بالغہ کا نکاح زید شیعی مذہب کے ساتھ برضائے شرعی باپ کی تولیت میں ہوگیا، دریافت طلب یہ امر ہے کہ سُنی وشیعہ کا تفرق مذہب نکاح جیسا کہ ہندوستان میں شائع ہے عند الشرع صحیح ہوتا ہے یا نہیں؟

جواب: "نکاح منعقد ہوگیا لہذا نسب اولاد ثابت النسب ہے اور صحبت حلال ہے"

(امداد الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۹/۲۹ از مولوی اشرفعلی صاحب)

ذبیحہ رافضی حلال

ایک سائل نے شیعوں رافضیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہونے سے متعلق فتویٰ طلب کیا۔ سوال وجواب دونوں ملاحظہ ہوں:

سوال: ذبیحہ رافضی کے ہاتھ کا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: شیعہ کے ذبیحہ میں علماء اہل سنت کا اختلاف ہے راجح اور صحیح یہ ہے کہ حلال ہے۔ (امداد الفتاویٰ جلد دوم ص۱۲۳)

یہاں سے یہ بھی ثابت ہوا کہ تھانوی صاحب کے نزدیک رافضی شیعہ ہیں۔

اہل تعزیہ کی نصرت

"شیعوں اور ہندوؤں کی لڑائی اسلام اور کفر کی لڑائی ہے شیعہ صاحبان کی شکست اسلام اور مسلمان کی شکست ہے۔ اس لئے اہل تعزیہ کی نصرت کرنی چاہیئے۔"
(الافاضات الیومیہ جلد ۴ ص۱۳۹)

صحابہ کرام کو ملعون ومردود کہنے اور صحابہ کی تکفیر کرنے والا اہل سنت

صحابہ پر طعن و مردود و ملعون کہنے والا ...... اور جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے وہ ملعون ہے ..... اور وہ اپنے کبیرہ کے سبب سنت جماعت سے خارج نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۳)

رافضی کی نماز جنازہ

"حضرت (مولوی قاسم نانوتوی) نے اُن (رافضیوں) کے اصرار پر منظور فرمالیا اور جنازہ پر پہنچ گئے ..... نماز (جنازہ پڑھانے) کے لئے کہا گیا تو آگے بڑھے اور شیعہ کی نماز (جنازہ) شروع کردی" (سوانح قاسمی جلد ۲ ص۔۔)

اس ضمن میں ایک نام نہاد کرامت گھڑ دی گئی ہے جو بجائے خود اہل دیوبند کے نزدیک خدائی طاقت کے مترادف ہے۔

○ ......"مشہور شیعہ عالم اور وکیل مظہر علی اظہر انتقال فرما گئے ...... نماز جنازہ دیال سنگھ کالج گراؤنڈ میں ۳ نومبر ۱۹۷۴ء بروز اتوار ادا کی گئی نماز جنازہ میں

دس بجے حضرت مولانا عبید اللہ انور (جانشین مولوی احمد علی صاحب) نے پڑھائی "

(خدام الدین لاہور ۸، نومبر ۱۹۶۸ء ص۳)

" شیعہ لیڈر مظفر علی شمسی کی نماز جنازہ کے فرائض ملک مہدی حسن علوی (شیعہ) نے ادا کئے۔ نماز جنازہ میں مولانا عبدالقادر آزاد (دیوبندی)، مولانا تاج محمود (دیوبندی) مولانا ضیاء القاسمی (دیوبندی)، ڈاکٹر مناظر (دیوبندی)، میاں طفیل محمد (امیر جماعت اسلامی) چوہدری غلام جیلانی (جماعت اسلامی) کے علاوہ ہزاروں مداحوں نے شرکت کی "

(روزنامہ نوائے وقت لاہور پلے ۲۱)

شیعہ کی رسم قل میں

" ادارہ تحفظ حقوق شیعہ کے سیکرٹری مظفر علی شمسی کی رسم قل ان کی اقامت گاہ پر ادا کی گئی۔ مولانا کوثر نیازی (پیپلز پارٹی)، مولانا عبدالقادر آزاد، مولانا ضیاء القاسمی (دیوبندی سیکرٹری دیوبندی تنظیم اہل سنت) اور سینکڑوں سیاسی سماجی کارکنوں نے شرکت کی "

(روزنامہ نوائے وقت لاہور پلے ۲۲)

ملی نقصان

" مولانا مفتی محمود (استاذ مصنف سیف حقانی)، مولانا عبید اللہ انور نے ممتاز شیعہ رہنما مظفر علی شمسی کی وفات کو ایک ملی نقصان قرار دیتے ہوئے کہا ہے کہ ان کی وفات سے ملک ایک معتدل سرگرم اور دردمند رہنما سے محروم ہو گیا ہے "

(روزنامہ نوائے وقت لاہور پلے ۲۱)

گہرا رنج وغم اور قرارداد

لائلپور ۲۰ جون مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کے ایک ہنگامی اجلاس میں مولانا عبدالرحیم اشرف، مولانا تاج محمود (دیوبندی)، مولانا محمد صدیق (دیوبندی) نے شرکت کی۔ ایک قرارداد کے ذریعہ شیعہ رہنما (و مناظر) مولانا محمد اسماعیل کی موت پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا گیا اور (شیعہ) مولانا (اسماعیل فاضل دیوبند) کو خراج عقیدت پیش کیا ملخصاً

(روزنامہ نوائے وقت لاہور پلے ۲۱)

اب ہم مصنف سیف حقانی سے صرف اتنا عرض کریں گے ؎

دوسروں کے عیب بیشک ڈھونڈتا ہے رات دن
چشم عبرت سے کبھی اپنی سیاہ کاری بھی دیکھ

امید ہے بلکہ خود علامہ قریشی کے دماغ سے وہ غلط فہمی دور ہو گئی ہوگی جو ایک عرصہ سے دماغ میں بسی ہوئی تھی کہ بریلوی رافضی ہیں یا رافضی نواز ہیں تعجب ہے "علامہ" قریشی صاحب رافضی بنے تو بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم صاحب نانوتوی کا خاندان تعزیہ بنائیں اور اجازت دیں تو مولوی یعقوب و مولوی اشرفعلی صاحب ماتم و نوحہ اور شام غریباں کریں تو مولوی محمود الحسن صاحب رافضیوں کی نماز جنازہ پڑھیں تو آپ کے اکابر رافضیوں کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال قرار دیں تو آپ کے اکابر رافضیوں سے اپنی لڑکیوں کے نکاح جائز قرار دیں تو آپ کے اکابر صحابہ کرام کو ملعون و مردود کہنے اور ان کی تکفیر کرنے والے کو سنت جماعت قرار دیں تو آپ کے مولوی گنگوہی۔ رافضیوں کی موت کو ملی نقصان قرار دیں تو آپ کے استاذ مفتی محمود۔ رافضیوں کے مرنے پر گہرا رنج و غم ہو تو آپ کے اکابر کو، ان کی رسم قل میں شرکت کریں تو آپ کے علماء ——— لیکن آنکھیں بند کر کے الزامات لگائے جا رہے ہیں اہل سنت و جماعت پر۔ اور رفض نوازیوں کا افتراء علماء اہل سنت پر کیا جا رہا ہے۔ یہ کہاں کی دیانت اور کیسا انصاف ہے۔

دیوبندی دین کا قرطاس ابیض

مصنف سیف حقانی نے صفحہ پر باب چہارم میں "بریلوی دین کا قرطاس ابیض" کے تحت جو الزامات لگائے تھے اور اہل سنت سے جو عقائد منسوب کئے تھے الحمد للہ ہم ان کے جواب سے فارغ ہوئے۔ اب مصنف کی ضیافت طبع کے لئے "دیوبندی دین کا قرطاس ابیض" پیش کرتے ہیں ؎

انہی کی محفل سنوارتا ہوں چراغ میرا ہے رات اُن کی
انہی کے مطلب کی کہہ رہا ہوں زباں میری ہے بات اُن کی

مولوی اسماعیل دہلوی | برصغیر ہند و پاک میں وہابیت کے بانی ہیں شیخ نجدی محمد ابن عبدالوہاب

کی کتاب التوحید کے مترجم اور اس کی تعلیمات کے پہلے مبلغ و ناشر اور صراط مستقیم ۔ تقویت الایمان ۔ ایضاح الحق ۔ یکروزہ جیسی گستاخانہ کتب کے مصنف ہیں وہ اللہ تعالیٰ پر مکر کا دھبہ لگاتے ہوئے لکھتے ہیں :

○ " اللہ کے مکر سے ڈرنا چاہیئے " (تقویت الایمان ص۵۰)

○ " غیب کا دریافت کرنا اپنے اختیار میں ہو جب چاہے کر لیجئے یہ اللہ صاحب ہی کی شان ہے " (تقویت الایمان ص۲۳)

گویا اللہ تعالیٰ کا علم قدیم و لازم نہیں جب چاہے دریافت کرے چاہے تو بے علم ہے۔

○ " اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے اور ہر انسانی نقص و عیب اس کے لئے ممکن ہے " (یک روزہ ص۱۷ ملخصاً)

○ " اللہ تعالیٰ کو زمان و مکان سے پاک ماننا بھی بدعت ہے " (ایضاح الحق ص۳۵)

○ " رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز میں خیال اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے بدرجہا بدتر ہے "
(صراط مستقیم فارسی ص۹۵ اردو ص۲۰۱)

○ " ہر مخلوق (خواہ نبی ولی صحابہ ہوں) بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے " (تقویت الایمان ص۱۵)

○ " مقبولان حق کے معجزہ و کرامت جیسے بہت افعال بلکہ ان سے زیادہ قوی و اکمل کا وقوع طلسم و جادو والوں سے ممکن ہے " (منصب امامت ص۱۸)

○ " محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اس کے دربار میں یہ حالت ہے کہ .... مارے دہشت کے بے حواس ہو گئے " (تقویۃ الایمان ص۶۸)

○ " انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ دینی وہ بڑا بھائی ہے اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے " (تقویت الایمان ص۴۰)

○ " بندے بڑے ہوں یا چھوٹے سب یکساں بے خبر ہیں اور نادان .... لوگوں کو پکارنا ... محض بے انصافی ہے کہ ایسے بڑے شخص (خدا) کا مرتبہ ایسے ناکارے

رگوں کو ثابت کیجئے ۔ (تقویۃ الایمان ص۲۹ ، ص۳۲)

کیا دیوبندی وہابی مذہب کے سوا اللہ کو شخص اور انبیاء اولیاء کو بے خبر، نادان ، بے حواس ناکارے کہنے کا کوئی مسلمان تصور کر سکتا ہے ؟

" اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں ایک حکم کن سے چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی اور جن اور فرشتہ جبرائیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے " (تقویۃ الایمان ص۳۶)

مرزائیوں نے ایک کو کھڑا کیا ، وہابیوں کے ہاں کروڑوں کا امکان ہے ۔

○ " جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں " (تقویۃ الایمان ص۴۱)
○ " رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا " (تقویۃ الایمان ص۵۱)
○ " جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی امت کا سردار (بے اختیار) ہے " (تقویۃ الایمان ص۵۸)
○ " کسی بزرگ (نبی ولی) کی شان میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو وہی کرو ۔ اس میں بھی کمی ہی کرو " (تقویۃ الایمان ص۵۸)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھتے ہوئے آپ کی طرف سے لکھا کہ

○ " میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں " (تقویۃ الایمان ص۵۸)

دیوبندی وہابی مذہب کے علاوہ کوئی مسلمان آپ پر جھوٹا بہتان باندھنے اور آپ کو مردہ مٹی میں ملنے والا کہنے کی جرأت کر سکتا ہے ؟

بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی

انہوں نے لکھا ہے کہ

○ " عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں ۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانہ میں بالذات کچھ فضیلت نہیں " (تحذیر الناس ص۳)

اس عبارت میں معنیٰ ختم نبوت میں تحریف اور خاتم بمعنی آخری نبی و اس کی فضیلت کا انکار کرنے

کے بعد منکرین ختم نبوت کی مزید حوصلہ افزائی کے لئے لکھا ہے:

○ "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم بھی کوئی نبی پیدا ہو تو بھی خاتمیت محمدی میں کوئی فرق نہ آئے گا۔" (تحذیر الناس ص۲۴)

مسئلہ ختم نبوت پر ہاتھ صاف کرنے کے بعد ایک اور گل کھلایا ہے کہ

○ "انبیاء اپنی امت سے اگر ممتاز ہوتے ہیں تو علوم ہی میں ممتاز ہوتے ہیں باقی رہا عمل اس میں بسا اوقات بظاہر امتی مساوی ہو جاتے بلکہ بڑھ جاتے ہیں۔" (تحذیر الناس ص۵)

دیوبندی مذہب کے سوا امتی کے نبی سے مساوی ہونے اور بڑھنے کا تصور اور کہاں مل سکتا ہے؟

مولوی رشید احمد گنگوہی

دیوبندی وہابی مکتب فکر کے بانی اسلام ثانی ہیں۔ انہوں نے تقویۃ الایمان جیسی رسوائے زمانہ گستاخانہ و شدید دلآزار کتاب کے متعلق لکھا ہے کہ

○ "کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے ..... اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔" (فتاوی رشیدیہ ص۵۱)

یعنی جس نے اس گستاخانہ کتاب کے رکھنے پڑھنے عمل کرنے سے کوتاہی کی وہ عین اسلام سے محروم رہا (استغفر اللہ) ان کے نزدیک "تقویۃ الایمان" کی گستاخیوں کے باعث

○ جو اس کو کفر اور مولوی اسمٰعیل کو کافر کہے وہ خود کافر اور شیطان ملعون ہے
(فتاوی رشیدیہ ۲۵۳-۲۵۶)

○ "اگر جو شخص صحابہ کرام میں سے کسی کی تکفیر کرے ..... وہ اس گناہ کبیرہ کے سبب سنت و جماعت سے خارج نہ ہوگا۔" (فتاوی رشیدیہ ص۲)

○ تقویۃ الایمان کے زیر اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "مجھ کو بھائی کہو" (فتاوی رشیدیہ ص۹۶)

○ ان کے نزدیک ہندو تہوار ہولی یا دیوالی کی کھیلیں، پوری کھانا درست ہے۔
"ہندو کے سودی روپیہ کے پیاؤ سے پانی پینے میں مضائقہ نہیں" (فتاوی رشیدیہ ص۴۷)

○ لیکن "محرم میں ذکر شہادت حسنین کرنا اگرچہ بروایات صحیح ہو یا سبیل لگانا۔ شربت پلانا

یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور حرام ہیں۔
(فتاویٰ رشیدیہ ص۴۲۵)

○ "شہیدان کربلا کا مرثیہ جلا دینا یا زمین میں دفن کرنا ضروری ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص۴۵)

لیکن خود ان کا مرثیہ "دیوبندی شیخ الہند" محمود الحسن دیوبندی نے شائع کیا۔

○ "قبلہ و کعبہ کسی کو لکھنا درست نہیں ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص۱۴۵)

لیکن "مرثیہ" میں انہیں قبلہ حاجات روحانی و جسمانی لکھا ہے۔

○ "بچوں کی سالگرہ اور اس کی خوشی میں کھانا کھلانا جائز ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۹۶)

○ لیکن "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا محفل میلاد بہر حال ناجائز ہے۔۔۔۔۔۔ اگرچہ روایات صحیح پڑھی جاویں" (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۲۶)

○ "زاغ معروفہ (کوا) کھانے والے کو ثواب ہوگا" (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۱۹)

لیکن "غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گیارہویں کا کھانا "حرام" ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص۳۳)

○ "مولوی اسمٰعیل قطعی جنتی ہیں" (فتاویٰ رشیدیہ ص۲۵۲)

لیکن "حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہیں جانتے کہ۔۔۔۔۔ کیا کیا جاوے گا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ" (فتاویٰ رشیدیہ ص۴۳۲)

○ "لفظ رحمۃ للعالمین صفت خاصہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہیں ہے۔۔۔۔۔۔
اگر (کسی) دوسرے پر اس لفظ کو بتاویل بول دیوے تو جائز ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ج۲ ص۱۰)

مولوی اشرف علی تھانوی

دیوبندی وہابی مکتب فکر کے مجدد و حکیم الامت ہیں۔ انہوں نے بانی دیوبندیت مولوی قاسم نانوتوی صاحب کی ختم نبوت میں تحریف سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے رسالہ "الامداد" ماہ صفر ۱۳۳۶ھ ص۳۵ پر اپنے ایک مرید کی طرف سے بدیں الفاظ اپنا کلمہ و درود شائع کیا:

○ لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ اور اللھم صل علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرف علی اور حالت خواب و بیداری میں اس کلمہ و درود پڑھنے والے مرید کو تسلی دی۔ کہ جن کی طرف تم رجوع کرتے ہو، وہ متبع سنت ہے"

ل اصل رسالہ مکتبہ فریدیہ سے چار روپے میں دستیاب ہے۔

کیا یہ مرزائیت سے اندرونی اتحاد نہیں ہے ؟ ایک طرف تو تھانوی صاحب نے اپنے آپ کو اتنا بڑھایا کہ اپنا کلمہ و درود تک پڑھوایا۔ اور دوسری طرف نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم کی یہاں تک تنقیص و گستاخی کی کہ

> ○ "بعض علوم غیبیہ ہیں ..... حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ..... ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون (بچہ و پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم (چوپاؤں) کے لئے بھی حاصل ہے" (حفظ الایمان ص۸)

مولوی خلیل احمد انبیٹھوی

براہین قاطعہ اور المہند جیسی مشہور دیوبندی کتب کے مصنف ہیں۔ ان کتب پر مولوی رشید احمد گنگوہی، مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی اشرف علی تھانوی جیسے اکابر دیوبند نے تصدیقات کی ہیں پھر براہین قاطعہ تو مولوی گنگوہی جی ہی کے حکم پر لکھی گئی تھی اس میں فخر المحدثین شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ پر افتراء کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

> ○ حضور نے فرمایا (معاذ اللہ) "مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں" حالانکہ شیخ عبدالحق علیہ الرحمہ نے اس نظریہ کی تردید فرمائی ہے۔ نیز شیطان اور ملک الموت کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وسیع قرار دیتے ہوئے لکھا ہے کہ:
> "شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے" (براہین قاطعہ ص۵۱)

> ○ "ایک صالح (دیوبندی وہابی) فخر عالم علیہ السلام کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا آپ کو اردو میں کلام کرتے دیکھ کر پوچھا کہ آپ کو یہ کلام کہاں سے آگئی آپ تو عربی ہیں فرمایا کہ جب سے علماء دیوبند سے ہمارا معاملہ ہوا ہم کو یہ زبان (اردو) آگئی سبحان اللہ اس سے رتبہ اس مدرسہ (دیوبند) کا معلوم ہوا"
> (براہین قاطعہ ص۲۶ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی و مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی دیوبندی)

دیوبندی فقہ کے نادر نمونے

> ○ "روپیہ منی آرڈر سے بھیجنا درست نہیں خواہ اس میں کچھ پیسہ دیئے جائیں یا نہ

ـــــــ یہ کتاب مکتبہ فریدیہ سے طلب فرمائیں۔

دیے جائیں۔

○ "منی آرڈر درست نہیں جیسا ہنڈی درست نہیں دونوں میں معاملہ سود کا ہے"
(فتاویٰ رشیدیہ ص۱۶۹)

○ "منی آرڈر اور ہنڈی میں کچھ فرق نہیں دونوں کا ایک حکم ہے منی آرڈر کرنا سود میں داخل ہے"
(فتاویٰ رشیدیہ ص۱۸۱)

○ "بنک میں روپیہ داخل کرنا نادرست ہے خواہ سود لے یا نہ لے"
(فتاویٰ رشیدیہ ص۱۸۱)

○ "اس زمانہ کی وکالت اور مختارنہ حلال نہیں حرام ہے، اُن کا کھانا بھی اچھا نہیں"
(فتاویٰ رشیدیہ ص۲۵۰)

○ "کچہری میں جھوٹ بولنا۔ احیاء حق کے واسطے کذب (جھوٹ بولنا) درست ہے"
(فتاویٰ رشیدیہ ص۲۵۰)

○ "مسلمانوں کے میلوں (عرسوں) جیسے اجمیر پیران کلیر وغیرہ میں واسطے سوداگری یا خریداری کے جانا درست نہیں حرام ہے"
(فتاویٰ رشیدیہ ص۲۵۵ و ص۲۵۶)

○ "عیدین میں (عید الفطر و عید الاضحیٰ) کو معانقہ کرنا (گلے ملنا) بدعت ہے"
(فتاویٰ رشیدیہ ص۲۴۳)

○ "بروز ختم قرآن شریف مسجد میں روشنی کرنا بدعت و نادرست ہے"
(فتاویٰ رشیدیہ ص۲۶۰)

○ "شادی اور ختنہ کی روٹی نہ اس گھر میں کھانا جائز جہاں رسوم ہورہی ہوں نہ دوسرے گھر میں لینا جائز"
(فتاویٰ رشیدیہ ص۲۵۵ و ص۲۵۸)

○ "جس جگہ زاغ معروفہ (مشہور دیسی کالا کوا) کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والے کو بُرا کہتے ہوں تو ایسی جگہ کوا کھانے والے کو ثواب ہوگا"
(فتاویٰ رشیدیہ ص۲۹۶)

○ "ترکی ٹوپی اصل شعار نیچریوں کا ہے"
(فتاویٰ رشیدیہ ص۲۸۰)

○ "دفع ظلم کے واسطے رشوت دینا درست ہے"
(فتاویٰ رشیدیہ ص۲۰۱)

○ "محرم میں ذکر شہادت حسنین علیہما السلام کرنا اگرچہ بروایات صحیحہ ہو یا سبیل لگانا شربت پلانا یا چندہ سبیل اور شربت میں دینا یا دودھ پلانا سب نادرست اور تشبیہ روافض کی وجہ سے حرام ہیں۔"

(فتاویٰ رشیدیہ ص۴۳۵)

○ "پیر یا استاد کی برسی کرنا خلاف سنت و بدعت ہے۔"

(فتاویٰ رشیدیہ ص۲۶۱)

ہم نے اس عنوان کے تحت مذہبی اختلافی مسائل کو نہیں اٹھایا بلکہ ایسے مسائل کو نقل کیا، جو روزمرہ زندگی میں سامنے آتے ہیں بتایا جائے کہ دیوبندی اپنے بانی اسلام مولوی رشید گنگوہی کے فتاویٰ رشیدیہ پر کیوں عمل کرتے ہیں؛ بتایا جائے کہ اس وقت کون سا دیوبندی ان چیزوں کو قصداً نہیں اپنا رہا ؟

کاش کہ مصنف سیف حقانی نے بریلوی مذہب کا قرطاس ابیض شائع کرنے سے پہلے دیوبندی دھرم کا قرطاس ابیض ایک نظر دیکھا ہوتا۔

باب چہارم

تکفیر

دیوبندی وہابی عموماً علماء اہلِ سنت پر تکفیرِ مسلم کا الزام لگاتے ہیں اور تکفیر کے الزام کو اچھے خاصے پروپیگنڈا کا ذریعہ بنایا ہوا ہے، اجی یہ مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں، بریلوی بلاوجہ کافر کہتے ہیں۔ یہی کچھ مصنف سیف حقانی نے ص۱۴ پر بعنوان "تکفیر مسلم کا مشغلہ" کہا ہے۔ حالانکہ علماء اہلِ سنت میں سے کسی نے بھی کسی کو بلاوجہ کافر نہیں کہا نہ کسی مسلمان کو کافر کہا۔ امام اہلِ سنت مجددِ دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب فاضل بریلوی قدس سرہٗ اس الزام کا طلسم چاک کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ "ناچار عوام المسلمین کو بھڑکاتے اور دن دہاڑے ان پر اندھیری ڈالنے کو یہ چال چلتے ہیں کہ علماء اہلِ سنت کے فتوے تکفیر کا کیا اعتبار یہ لوگ تو ذرا ذرا سی بات پر کافر کہہ دیتے ہیں۔ ان کی مشین میں ہمیشہ کفر ہی کے فتوے چھپا کرتے ہیں۔ اسماعیل دہلوی کو کافر کہہ دیا۔ مولوی اسحٰق صاحب کو کہہ دیا۔ مولوی عبدالحیٔ صاحب کو کہہ دیا۔ پھر جن کی حیا اور بڑھی ہوئی ہے وہ اتنا اور ملاتے ہیں کہ معاذاللہ حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو کہہ دیا، شاہ ولی اللہ صاحب کو کہہ دیا، حاجی امداد اللہ صاحب کو کہہ دیا، مولانا شاہ فضل الرحمٰن صاحب کو کہہ دیا، پھر جو پورے ہی حد حیاء سے اونچے گزر گئے وہ یہاں تک بڑھتے ہیں کہ عیاذاً باللہ حضرت شیخ مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کو کہہ دیا، جسے جس کا زیادہ معتقد پایا اس کے سامنے اسی کا نام لے دیا کہ انہوں

نے اسے کافر کہہ دیا۔ یہاں تک کہ ان میں کے بعض بزرگواروں نے مولانا مولوی شاہ محمد حسین صاحب الہ آبادی مرحوم و مغفور سے جاکر خبر دی کہ معاذ اللہ معاذ اللہ معاذ اللہ حضرت سیدنا شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس سرہٗ کو کافر کہہ دیا۔ مولانا کو اللہ تعالےٰ جنت عالیہ عطا فرمائے۔ انہوں نے آیہ کریمہ اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْٓا پر عمل فرمایا خط لکھ کر دریافت کیا جس پر یہاں سے رسالہ" انجاء البری عن وسواس المفتری لکھ کر ارسال ہوا اور مولانا نے مفتری کذاب پر لاحول شریف کا تحفہ بھیجا۔ غرض ہمیشہ (دیوبندی وہابی) ایسے ہی افترا اٹھایا کرتے ہیں"۔

تمہید ایمان ص ۴۷ ، ۴۸ از اعلیحضرت علیہ الرحمتہ

ثابت ہوا امام اہل سنت و علماء اہل سنت پر تکفیر مسلم کا الزام سراسر غلط و من گھڑت ہے۔ اہل سنت کسی کو بلاوجہ کافر نہیں کہتے اور مسلمان کو کافر نہیں کہتے تکفیر مسلم کے ناپاک الزام سے ہمارا دامن پاک ہے ہاں البتہ علماء اہلسنت نے ایسے لوگوں کو یقیناً کافر قرار دیا جنہوں نے

۱۔ اللہ عزوجل (سبوح و قدوس) پر امکان کذب و وقوع کذب کا افترا کیا۔ (فتوے گنگوہی)

۲۔ حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کو عوام کا خیال بتاکر بالکل غلط اور جدید معنیٰ پہنائے اور قادیانی دجال اور دیگر مرتدوں کے لیے نبوت کا دروازہ کھولنے کی ناپاک کوشش کی (تحذیر الناس)

۳۔ نبی اکرم رسول محترم صلے اللہ علیہ وسلم کے علم غیب شریف کو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے علم غیب سے تشبیہ دی۔ (حفظ الایمان)

۴۔ شیطان مردود کے وسعت علم محیط ارض کو نص سے ثابت مانا اور سرکار

رسالت صلے اللہ علیہ وسلم کی وسعت علم محیط ارض کو خلاف نصوص اور شرک قرار دیا (براہین قاطعہ)

ایسے عقائد باطلہ کے حامل افراد بلا شبہ کافر و مرتد ہیں دائرہ ایمان و اسلام سے خارج ہیں. یہ عقائد کس کے ہیں؟ یہ معلوم کرنا کوئی ایسا راز نہیں فتوے گنگوہی کا فوٹو موجود ہے. تحذیر الناس مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی حفظ الایمان مولوی اشرف علی تھانوی. براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل انبیٹھوی. مصدقہ مولوی رشید گنگوہی چھپی ہوئی موجود ہیں. آج بھی مل جاتی ہیں. ان کتابوں کی ایک عبارتوں پر صرف اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے تنہا فتوے نہ دیا بلکہ حسام الحرمین شریف موجود ہے. عرب و عجم کے جلیل القدر اکابر و مشاہیر علماء وفقہا کی تصدیقات موجود ہیں. الصوارم الہندیہ موجود ہے برصغیر ہند کے مشاہیر کرام کی تصدیقات موجود ہیں مگر تعجب ہے کہ دیوبندی تکفیر کو تو برا سمجھتے ہیں توہین کو برا نہیں سمجھتے. اگر کوئی توہین و تنقیص نہ کرتا تو کوئی بھی تکفیر نہ کرتا. اگر مصنف سیف حقانی تکفیر کو بلا وجہ سمجھتے تو وہ اپنے کسی بھی دیوبندی مکتبہ سے تحذیر الناس، براہین قاطعہ، حفظ الایمان لے کر ہمارے پاس آجائے، ہم اس کو مذکورہ بالا عبارتیں نکال کر دکھا دیں گے.

تکفیر مسلم کے حوالجات

قارئین کرام یہ جان کر حیران ہوں گے مصنف سیف حقانی نے ص۱۲ پر تکفیر مسلم کے تحت جو حوالجات نقل کیے ہیں ان سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ مصنف کو نہ صرف علماء دیوبند کی ہی تکفیر بری لگی ہے بلکہ دیوبندیوں کے ساتھ قادیانیوں وہابیوں، نیچریوں، چکڑالویوں، رافضیوں کی تکفیر کا بھی سخت صدمہ اور ملال ہے. لہٰذا اس نے ص۱۲ پر بعنوان "تکفیر مسلم کا مشغلہ" اعلیحضرت امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب رضی اللہ عنہ کی تصانیف جلیلہ سے سات اور کتاب تجانب اہلسنت سے چار حوالجات نقل کیے. سیف حقانی سے

... خط کشیدہ مکتب فریدیہ سے حاصل کیا.

ہماری معلومات میں اضافہ ہوا اور اب پتہ چلا کہ دیوبندی قادیانیوں، وہابیوں چکڑالویوں، نیچریوں، کو بھی مسلمان سمجھتے ہیں۔ اس لئے تو تکفیر مسلم کے ذیل میں ان کو شامل کیا۔

آیئے پہلے اعلیٰحضرت قدس سرہٗ کی عبارات و حوالہ جات پر بات کرتے ہیں اور پھر تجانب اہل سنت کے مندرجات کا جائزہ لیں گے مصنف سیف حقانی نے اعلیٰحضرت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کی کتب سے جو عبارات نقل کی ہیں وہ دو قسم کی ہیں پہلی عبارات وہ ہیں جن میں بدعقیدہ فرقوں پر احکام شریعت لگائے گئے ہیں۔ دوسری عبارات وہ ہیں جن میں نام بنام شرعی احکام بیان ہوئے ہیں۔

پہلی قسم کی عبارات

۱۔ ایسے ہی وہابی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی یہ جملہ مرتد ہیں (ملفوظات اعلیٰحضرت حصہ دوم صـ۱)

۲۔ آج کے وہابی، رافضی، چکڑالوی، نیچری، قادیانی، جھوٹے صوفی کہ شریعت پر ہنستے ہیں، سب سے بدتر مرتد ہیں۔ (احکام شریعت اول صـ۹۱)

۳۔ رافضی، تبرائی، وہابی، دیوبندی، غیر مقلد قادیانی، چکڑالوی، نیچری ان سب کے ذبیحہ محض نجس و مردار و حرام قطعی ...... یہ سب مرتدین ہیں۔ (احکام شریعت اول صـ۶۸)

۴۔ احکام دنیا میں سے بدتر مرتد ہے اور مرتدوں میں سب سے خبیث تر مرتد منافق رافضی، وہابی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی .... (احکام شریعت اول صـ۲۹ و حصہ دوم صـ۱۴۲)

ثابت ہوا کہ مصنف سیف حقانی کے نزدیک نہ صرف دیوبندیوں کی تکفیر غلط ہے بلکہ قادیانیوں، چکڑالویوں، تبرائی، رافضیوں، وہابیوں، نیچریوں کی تکفیر غلط ہے۔ اور یہ سب مصنف سیف حقانی کے نزدیک صحیح العقیدہ مسلمان

صاحب ایمان ہیں۔ مصنف نے اس ضمن میں کوئی وضاحت نہیں کی جس سے یہ معلوم ہوتا کہ اس کے نزدیک صرف دیوبندیوں کی تکفیر غلط ہے باقی فرقوں کی صحیح ہے۔ نہیں بلکہ مصنف ان تمام فرقوں کو مسلم کے ذیل میں دیا ہے، ہمیں اختصار مانع ہے۔ بات سے بات نکلی چلی جا رہی ہے اور کتاب بہت طویل ہوتی جا رہی ہے اس لیے ہم بہت اختصار سے ہر فرقہ کے متعلق ان کے گھر کی شہادتیں پیش کریں گے اور ہر فرقہ کے متعلق علماء دیوبند کے ایک ایک حوالہ پر قناعت کریں گے۔ تفصیل میں نہیں جائیں گے ورنہ اس سے بھی زیادہ نقل کیے جا سکتے ہیں۔ پہلے قادیانیوں کو لیجئے۔

ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند

مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی چاندپوری لکھتے ہیں "جب علماء اسلام نے جب مرزا (قادیانی) صاحب کے عقائد کفریہ معلوم کر لیے اور وہ قطعاً ثابت ہو گئے تو اب علماء اسلام پر مرزا صاحب (قادیانی) اور مرزائیوں (قادیانیوں) کو کافر مرتد کہنا فرض ہو گیا۔ اگر وہ مرزا صاحب اور مرزائیوں کو کافر نہ کہیں چاہے وہ لاہوری ہوں یا قادیانی وغیرہ تو وہ خود مرتد ہو جائیں۔ کیونکہ جو کافر کو کافر نہ کہے وہ خود کافر ہے۔" (اشد العذاب ص۱۳)

مذکورہ بالا عبارت سے ثابت ہوا۔

۱۔ قادیانی کافر و مرتد ہیں۔
۲۔ جو ان کو کافر اور مرتد نہ سمجھے وہ خود کافر و مرتد ہے۔
۳۔ یہ کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی کا قادیانیوں پر فتوےٰ صحیح ہے۔
۴۔ مصنف سیف حقانی قادیانیوں سے متعلق اعلیٰحضرت کے حکم تکفیر کو صحیح نہ مان کر وہ خود بھی مولوی مرتضیٰ حسن چاندپوری کے فتوے سے کافر و مرتد ہوا۔ کیونکہ اس نے اعلیٰحضرت کے فتاوے نقل کرتے وقت یہ وضاحت نہیں کی کہ قادیانیوں کے متعلق اعلیٰحضرت کا فتوےٰ صحیح ہے صرف

دیوبندیوں کے متعلق غلط ہے اگر وہ اب ایسا کرے گا تو جو بھی فہرست مرتدین کی اس نے دی تھی اس میں سے ایک فرقہ کم ہوا۔ باقی رہے وہابی، نیچری، چکڑالوی رافضی وغیرہ۔ تو آئیے اس کا بھی فیصلہ کریں اور دوسرے نمبر پر وہابیوں کے متعلق اکابر دیوبند شہادت پیش کریں۔

صدر مدرسہ دیوبند

مولوی حسین احمد صاحب "مدنی" جنکو مصنف نے صفحہ ۵ پر آدھی درجن القابات سے بڑھا چڑھا کر پیش کیا ہے۔ وہ وہابیوں کے متعلق لکھتے ہیں۔ "شان نبوت اور حضرت رسالت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال کرتے ہیں...... ان کے بڑوں (اکابر وہابیہ) کا مقولہ ہے۔ معاذ اللہ نقل کفر کفر نباشد۔ کہ ہمارے ہاتھ کی لاٹھی ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم کو زیادہ نفع دینے والی ہے۔" (الشہاب الثاقب صفحہ ۴۷)۔

اس جگہ مولوی حسین احمد صدر دیوبند نے تسلیم کیا ہے کہ وہابیہ شان نبوت و حضرت رسالت میں نہایت گستاخی کے کلمات استعمال کرتے ہیں اور اکابرین وہابیہ کا قول نقل کفر کفر نباشد کہہ کر نقل کیا ہے۔ ثابت ہوا صدر مدرسہ دیوبند کے نزدیک بھی وہابیہ کافر ہیں اور نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخی کے الفاظ استعمال کرنے والے ہیں۔ گستاخی کرنیوالوں پر فتوے بھی صدر مدرسہ دیوبند ہی کا ملاحظہ ہو۔ "جو الفاظ موہم تحقیر حضور سرور کائنات علیہ السلام ہوں۔ اگرچہ کہنے والے نے نیت حقارت کی نہ کی ہو مگر ان سے بھی کہنے والا کافر ہو جاتا ہے۔" (الشہاب الثاقب صفحہ ۵۰)۔

ان الفاظ میں ایہام گستاخی و بے ادبی کا ہوتا تھا ان کو بھی باعث ایذا جناب رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام ذکر کیا اور آخر میں فرمایا کہ بس ان کلمات کفر کے بکنے والے کو منع کرنا شدید چاہیئے۔ اگر مقدور ہو اگر باز نہ آوے تو

قتل کرنا چاہیے کہ موذی گستاخ شان جناب کبریا تعالٰے شانہٗ اور اسکے رسول امین صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔" (الشہاب الثاقب صہ)

مذکورہ حوالہ جات سے ثابت ہوا وہابی نبی اکرم رسول محترم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں نہایت گستاخی کے الفاظ استعمال کرتے ہیں اور وہ مولوی حسین احمد مدنی کے نزدیک بھی کافر اور واجب القتل ہیں اور یہ بات مصنف سیف حقانی کے پیر دادا سے ثابت ہوگئی۔ ثابت ہوا اعلٰحضرت کا فتوے غلط نہیں اور اکابر دیوبند بھی وہابیوں کو ایسا ہی سمجھتے ہیں جیسا اعلٰحضرت قدس سرہٗ نے تحریر فرمایا۔ قادیانیوں اور وہابیوں کا فیصلہ ہو جانے کے بعد آیئے اب نیچریوں پر اکابر دیوبند کا فتوے ملاحظہ کیجئے۔

دیوبندی حکیم الامت

جناب مولوی اشرف علی صاحب تھانوی لکھتے ہیں: "ہندوستان میں نیچریت کا بیج سر سید احمد خاں کا بویا ہوا ہے۔"

الافاضات الیومیہ جلد ششم صہ ۹۸ زیر ملفوظ صہ ۱۳۶

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ سرسید کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی۔ یہ نیچریت کا زینہ ہے اور جڑ ہے۔ الحاد اور بے دینی کی اس سے پھر شاخیں پھلی ہیں یہ قادیانی اس نیچریت کا اول شکار ہوا۔ آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ یعنی استاد سرسید احمد خاں سے بھی بازی لے گیا کہ نبوت کا مدعی بن بیٹھا

الافاضات الیومیہ جلد ششم صہ ۱۰۶

تھانوی صاحب نے بھی صاف صاف بتا دیا کہ نیچریت الحاد اور بے دینی ہے اور قادیانی نیچریوں سے نکلے ہیں۔" بتایئے اعلٰحضرت فاضل بریلوی نے نیچریت کے متعلق کیا غلط فتوے دیا؟ دیوبندی حکیم الامت کے اس فتوے سے مصنف سیف حقانی کی فہرست میں ایک کی مزید کمی ہوئی۔ یعنی قادیانیوں

وہابیوں اور نیچریوں پر ان کے گھر سے ان کے اکابر کا فتوے مل گیا۔ باقی رہے رافضی اور چکڑالوی تو آیئے پہلے رافضی کا فیصلہ دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی سے کرالیں۔

دیوبندی قطب عالم

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے پاس ایک استفتاء آیا۔ سوال وجواب دونوں ملاحظہ ہوں۔

سوال۔ رافضی تبرائی کے جنازہ کی نماز جو کہ اصحاب ثلثہ کی شان میں کلمات بے ادبی کہتا ہے پڑھنی چاہیئے یا نہیں؟

جواب۔ ایسے رافضی کو اکثر علماء کافر فرماتے ہیں لہٰذا اس کی صلوٰۃ جنازہ پڑھنی نہ چاہیئے۔

فتاوے رشیدیہ ص ۱۹۱

لیجئے صاحب رافضی کا فیصلہ بھی اکابر دیوبند کے مرشد اعظم مولوی رشید گنگوہی صاحب سے ہوگیا۔ انہوں نے اکثر علماء کافر فرماتے ہیں کہہ کر نماز جنازہ سے روک کر فتوے تکفیر کی تائید کردی۔ مصنف سیف حقانی اپنی کتاب کا صفحہ ۵۱ بغور ملاحظہ کرے۔ احکام شریعت اول ص ۹۸ کے حوالہ میں اعلیحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے بھی رافضی تبرائی پر فتوے دیا ہے۔ اور فاضل بریلوی کے فتاوے کی تائید خود دیوبندی قطب عالم سے ثابت ہوگئی۔ لہٰذا مصنف کی پیش کردہ فہرست میں ایک اور کم ہوا باقی رہے چکڑالوی اور دیوبندی تو پہلے چکڑالوی کو لیجئے۔ چکڑالوی ذخیرہ احادیث کو ناقابل اعتبار قرار دیتے ہیں احادیث مبارکہ کے منکر ہیں اس وقت اختصار ملحوظ ہے۔ صرف مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی کا فتوے ملاحظہ ہو

مفتی محمد شفیع دیوبندی کو دیوبندی فرقہ اپنا مفتی اعظم پاکستان تسلیم

کرتا ہے۔ مشہور منکر حدیث مسٹر پرویز کو ان کا ایک پمفلٹ موصول ہوا جس کا جواب دیتے ہوئے پرویز مفتی محمد شفیع کو لکھتا ہے:

۲۵، بی گلبرگ لاہور

۲۰، فروری

محترمی مفتی صاحب السلام علیکم

مجھے ایک پمفلٹ موصول ہوا ہے جس کا عنوان ہے "علمائے امت کا متفقہ فتوے" "پرویز کافر ہے"۔ اس پمفلٹ کے تمہیدی بیان کے متعلق لکھا ہے کہ وہ آپ کا تحریر فرمودہ ہے۔

کتابچہ "کافر گری" از بزم طلوع اسلام ص۲۹

صدر دیوبند مولوی حسین احمد "مدنی" مودودی کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "وہ (جماعت اسلامی) چکڑالوی کی طرح ذخیرہ احادیث دین متین کو (معاذ اللہ) ناقابلِ اعتبار قرار دیتی ہے"

مودودی صاحب، اکابر امت کی نظر میں "ص۷۱"

ثابت ہوا کہ چکڑالوی احادیث کے منکر ہیں تو بتایئے اس پر فتوئے کفر کس طرح قابلِ اعتراض ہو سکتا ہے! اس کے بعد اب صرف دیوبندی فرقہ رہ گیا جس پر اعلیٰحضرت نے حکم تکفیر جاری فرمایا۔ یہ بات پوری دنیا پر واضح ہے اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ اعلیٰحضرت امام اہلِ سنت مجدد دین و ملت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے بار بار علماء دیوبند کو ان کے اقوالِ کفریہ پر مطلع فرمایا توبہ و رجوع کی تلقین فرمائی لیکن انہوں نے نہ توبہ کی نہ رجوع کیا نہ جواب دیا۔ تو پھر اعلیٰحضرت قدس سرہٗ نے اپنی طرف سے کوئی انفرادی فتوئے نہیں دیا بلکہ ان کے اقوالِ کفریہ کو علماء عرب و عجم

کے سامنے پیش کیا۔ مدینہ منورہ و مکہ مکرمہ کے جلیل القدر اکابر و مشاہیر علماء و فقہاء نے ان اقوال کو کفر ٹھہرایا۔ حکم ارتداد جاری کیا جو رسالہ مبارکہ "حسام الحرمین" شریف میں مذکور ہے اور بکثرت علماء کرام کی تصدیقات موجود ہیں اور برصغیر ہند و پاک کے ستّر۷۰ دیں جلیل القدر اکابرین علماء نے اس کی تصدیق و تائید فرمائی جو کتاب الصوارم الہندیہ میں موجود ہے۔ اعلیحضرت نے تکفیر کے معاملہ میں کمال احتیاط کا مظاہرہ فرمایا۔ کوئی ذاتی رائے یا انفرادی فتوے نہ دیا اور پھر تکفیر تو خود علماء دیوبند آپس میں ایک دوسرے کی خود بھی کرتے ہیں۔ بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی ان سب کے گرو گھنٹال ہیں۔ ان کے متعلق ایک فتوے ان سب کے لیے کافی ہوگا۔ اس نوع کے متعدد فتاوٰے نقل کیے جا سکتے ہیں۔ مگر ہمیں اختصار مانع ہے چند فتاوٰے کفر ملاحظہ ہوں۔

مفتی دیوبند کا بانی مدرسہ دیوبند پر فتویٰ کفر

اس فتویٰ سے ایک دنیا واقف ہے

مولوی محمد یحییٰ سابق ناظم مکتبہ جماعت اسلامی لودھراں نے مودودی صاحب پر دیوبندی علماء کی فتوے بازی سے تنگ آ کر بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم نانوتوی کی مندرجہ ذیل عبارت لکھ کر مفتی دیوبند سے فتوے طلب کیا۔ عبارت اور فتوے درج ذیل ہے۔ "دروغ صریح بھی کئی طرح کا ہوتا ہے۔ ہر قسم کا حکم یکساں نہیں، ہر قسم سے نبی کو معصوم ہونا ضروری نہیں۔ بالجملہ کذب کو منافی شان نبوت بایں معنی سمجھنا کہ یہ معصیت ہے اور انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ خالی غلطی سے نہیں"

نوٹ۔ یہ عبارت تصفیۃ العقائد ص۲۵/۲۸ مصنفہ مولوی قاسم نانوتوی پر موجود تھی لیکن مستفتی نے فتوے بغیر حوالہ کے طلب کیا تو مدرسہ دیوبند سے مندرجہ ذیل فتوے نازل ہوا۔ فتوے ۴۱

انبیاء علیہم السلام معاصی سے معصوم ہیں۔ ان کو مرتکب معاصی سمجھنا العیاذ باللہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ نہیں ہے اس کی وہ تحریر خطرناک بھی ہے اور عام مسلمانوں کو ایسی تحریر کا پڑھنا جائز بھی نہیں۔ فقط واللہ اعلم

احمد سعید نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔ جواب صحیح ایسے عقیدے والا کافر ہے جب تک تجدید ایمان و تجدید نکاح نہ کرے اس سے قطع تعلق کریں۔ مسعود احمد عفی اللہ عنہ؛

مہر دارالافتاء فی دیوبند الہند ماخوذ اشتہار مولوی محمد عیسٰے ناظم مکتبہ جماعت اسلامی لوہران (ماہنامہ تجلی" دیوبند۔ اپریل ۱۹۵۶ء اور سہ روزہ "دعوت" دہلی ۱۷ جنوری ۱۹۵۹ء اور ہفت روزہ پیل دہنار ۱۹، اپریل ۱۹۷۰ء)

"ایک اور ستم گر نے چند اقتباسات دارالافتاء

مفتی دیوبند کا مہتمم مدرسہ دیوبند پر فتویٰ

دیوبند روانہ کر کے شرعی فیصلہ طلب کیا پہلے استفتاء ملاحظہ فرمایئے۔

کیا فرماتے ہیں علماء دین مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی عالم دین فارسلنا الیھا روحنا فتمثل لھا بشرا سویا کی تشریح اور اس سے درج ذیل نتائج اخذ کرتے ہوئے اس طرح لکھے اقتباس ۱۔ یہ دعوٰی تخیل یا وجدان محض کی حد سے گزر کر ایک شرعی دعوے کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم عذراء کے سامنے جس شبیہ مبارک اور بشر سوی نے نمایاں ہو کر پھونک ماردی وہ شبیہ محمدی تھی۔ اس ثابت شدہ دعوے سے بین طریق پر خود بخود کھل جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا اس شبیہ مبارک کے سامنے بمنزلہ زوجہ کے تھیں جبکہ اس تصرف سے حاملہ ہوئیں۔

۲۔ پس حضرت مسیح کی ابنیت کے دعویدار ایک حد تک ہم بھی ہیں۔ مگر ابن اللہ مان کر نہیں بلکہ ابن احمد کہہ کر خواہ وہ ابنیت تمثالی ہی ہو۔

۳۔ حضور بنی اسمٰعیل میں پیدا ہو کر کل انبیاء کے خاتم قرار پائے اور عیسٰی علیہ السلام

بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر اسرائیلی انبیاء کے خاتم کیے گئے جس سے ختم نبوت کے منصب میں ایک گونہ مشابہت پیدا ہو گئی الولد سر لابیہ۔

۴۔ بہرحال اگر خاتمیت میں حضرت مسیح کو حضور سے کامل مناسبت دی گئی تھی تو اخلاقِ خاتمیت اور مقاماتِ خاتمیت میں بھی مخصوص مشابہت و مناسبت دی گئی۔ جس سے صاف واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسوی کی بارگاہِ محمدی سے خلقاً و خلقاً ونسباً و مقاماً ایسی ہی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں میں یا باپ و بیٹوں میں ہونی چاہیئے۔ براہِ کرم مندرجہ بالا اقتباسات کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اس کی صحت و عدم صحت کو ظاہر کر کے بتائیں۔ کہ ایسا شرعی دعوے کرنے والا اہل سنت والجماعت کے نزدیک کیا ہے؟ المستفتی۔

بحوالہ "ایشیا" ۹ جنوری ۶۳ء

"دعوت" دہلی ۲۲ دسمبر ۶۲ء

استفتاء آپ نے پڑھا اب اس سلسلہ میں مفتی دار العلوم دیوبند فی الہند کے فتوے کا مطالعہ کیجئے۔

الجواب :- جو اقتباسات سوال میں نقل کئے ہیں اس کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا ہے۔ بلکہ در پردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور ان کا انکار کر رہا ہے۔ جملہ مفسرین نے تفاسیر میں تصریح کی کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو مریم علیہ السلام کی طرف بھیجے گئے تھے وہ شبیہ محمدی نہ تھی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ بلکہ ان مثل عیسٰے عند اللہ عیسٰے عند اللہ کمثل آدم خلقہ من تراب ثم قال لہ کن فیکون کلمۃ القٰھا الیٰ مریم وروح منہ ربک لاہب لک غلاماً ذکیا قال ربک ھو علیّ ھین ولنجعلہ آیۃ للناس الیٰ آخر الآیات ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ و خاتم النبیین۔ کے قائل تھے اور اس پر اجماعِ امت ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو حضرت مریم کو خوشخبری سنانے آیا تھا۔ شخص مذکور ملحد و بے دین ہے

عیسائیت و قادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرایت کئے ہوئے ہے وہ اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدے عیسیٰ ابن اللہ کو صحیح ثابت کرنا چاہتا ہے جس کی تردید علیٰ رؤس الاشہاد قرآن عزیز نے کی ہے۔ نیز لا تطرونی کما اطرت النصاریٰ عیسیٰ بن مریم الحدیث ببانگ دہل شخص مذکور کی تردید کرتی ہے الحاصل یہ اقتباسات قرآن وحدیث اور جملہ مفسرین اور اجماع امت کے خلاف ہیں مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان نہ لگانا چاہیئے بلکہ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے جب تک توبہ نہ کرے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(دستخط سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند)

ایضاً۔ جس شخص کے مفتی دارالعلوم دیوبند فی الہند نے مذکورہ بالا فتوٰے جاری کیا ہے۔ آپ اس کا نام جاننے کے لیئے یقیناً بے چین ہوں گے تو سنیئے یہ فتوٰے قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کے خلاف جاری ہوا ہے اور جن اقتباسات پر کفر کا فتوٰے جاری ہوا وہ طیب صاحب کی کتاب "اسلام اور مغربی تہذیب" سے ماخوذ تھے۔ (ہفت روزہ "لیل و نہار" کراچی ص۹۲ ۱۹ اپریل ۱۹۷۰ء)

(بحوالہ "مدینہ" بجنور ۲۸ جنوری ۱۹۶۴ء)

اسی طرح جعلی سواد اعظم کے سیکرٹری جنرل غلام اللہ راولپنڈی کی تفسیر جواہر القرآن پر مفتی مہدی حسن دیوبندی مفتی محمد شفیع دیوبندی مفتی کفایت اللہ دہلوی وغیرہ کے فتاوٰے سے ہر شخص واقف ہے اور یہ فتاوٰے اشتہار کی صورت میں خود دیوبندی مکتب فکر کی طرف سے بار بار چھپ کر تقسیم ہو چکا ہے۔ ہماری اس مذکورہ بالا تحقیق سے ثابت ہو گیا کہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر تکفیر مسلم کا الزام لگانے والے خود بھی بے دریغ تکفیر کرتے ہیں اور جن فرقوں قادیانی، وہابی، نیچری چکڑالوی، رافضی، دیوبندی کی تکفیر پر امام اہل سنت کے خلاف زہر اگلا جاتا ہے۔ دیوبندی خود بھی ان فرقوں کی تکفیر کرتے ہیں اور خود آپس میں بھی ایک دوسرے کو کافر قرار دیتے ہیں۔ ان حقائق کو کون جھٹلا سکتا ہے اور ان حوالوں کا کس

دیوبندی کے پاس کیا جواب ہے ؟

تجانب اہلسنت مصنف سیف حقانی نے صہ ۱۸۰،۱۶۱ پر تجانب اہل سنت سے چند فتاوے نقل گئے ہیں اول تو یاد رکھنا چاہیئے کہ تجانب اہل سنت نہ تو اعلیحضرت امام اہل سنت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہٗ کی تصنیف ہے نہ اعلیحضرت کے شہزادگان خلفاء و تلامذہ میں سے کسی نے اس کی تائید فرمائی نہ یہ کہ مرکز اہل سنت بریلی شریف سے شائع ہوئی نہ پوری دنیائے اہل سنت و اکابر اہل سنت کا اس کتاب سے متفق ہونا ضروری ہے۔

دوم جن سیاسی لیڈروں پر اس کتاب میں فتاوے ہیں ان پر مختلف اَدوار گزرے ہیں۔ بعض پر حسب حال فتاوے ہیں۔ بعض پر ان کے سابقہ عقائد و نظریات کی بنا پر ہیں اور لیڈروں کی فہرست میں متعدد ایسے افراد ہیں جن پر خود اکابر دیوبند کے بھی فتاوے ہیں۔ اور کئی حضرات اس فہرست میں ایسے ہیں جن کے خود آپس میں ایک دوسرے پر فتاوے ہیں۔ ان امور کو مدنظر رکھ کر مصنف کے نقل کردہ حوالوں کا تجزیہ کیا جائے تو اہل سنت و تجانب اہل سنت پر کوئی الزام عائد نہیں ہوتا۔

پہلا فتوے یوں نقل کیا گیا ہے " بحکم شریعت جینا اپنے عقائد کفریہ قطعیہ یقینیہ کی بنا پر قطعاً مرتد اور خارج از اسلام ہے " تجانب اہل سنت صہ ۱۲۲

جواب۔ اس عبارت میں لفظ جینا استعمال ہوا ہے اگر بالفرض اس سے بانی پاکستان محمد علی جناح ہی مراد ہوں تو بھی اس میں یہ گنجائش ہے ممکن ہے یہ فتوے اس وقت کا ہو جب بانی پاکستان ہندو کانگرس میں تھے۔ پھر سائل نے یہ نہیں بتایا کہ کتاب مذکور میں مستفتی (سائل) نے آپ سے کیا عقائد ظاہر کرکے فتوے لیا بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ سائل کسی کے عقائد کچھ اور بتا کر فتوے

لیتا ہے تو وہ فتوے ان الفاظ وعقائد پر دیا جاتا ہے خواہ وہ غلط منسوب کئے گئے ہوں اور پھر بانیٔ پاکستان محمد علی جناح پر تو خود اکابر علمائے دیوبند نے بھی فتوے کفر دیا ہے۔ نہ صرف فتوے کفر بلکہ آپ کو کافر اعظم قرار دیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

"نئی دہلی ۲۷ر اکتوبر ۱۹۴۵ء مولانا حسین احمد صاحب (صدر مدرسہ دیوبند و صدر جمعیت العلمائے ہند) نے مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دینے اور قائد اعظم کو کافر اعظم کا لقب دیتے ہوئے حال ہی میں فتوے دیا تھا"

(مجموعہ خطبات عثمانی مکالمۃ الصدرین ص۴۹ از مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی)

یہ ہیں وہ مولوی حسین احمد صاحب جن کو مصنف نے سیف حقانی ص۳ پر حضرت شیخ العرب والعجم و شیخ الاسلام حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسے القاب و آداب و دعائیہ کلمات سے یاد کیا ہے حالانکہ اس دیوبندی مصنف کو قائد اعظم سے رتی بھر بھی عقیدت و محبت ہوتی تو وہ قائد اعظم کو کافر قرار دینے والے کانگرسی ملاں کو شیخ العرب والعجم اور شیخ الاسلام قرار نہ دیتا۔ تعجب ہے کہ مصنف کو تجانب اہل سنت تو نظر آگئی لیکن مکالمۃ الصدرین نظر نہ آیا۔

وقار انبالوی کی شہادت

"نوائے وقت" کے کالم نگار اور شاعر وقار انبالوی صاحب لکھتے ہیں

"علمائے دیوبند کی اکثریت بلکہ غالب اکثریت حضرت قائد اعظم سے سوء ظن رکھتی تھی۔ علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے ہم خیال (چند) علماء کے سوا سبھی مخالفت کا اظہار کرتے تھے ...... سبھی مسلم لیگ اور قائد اعظم کا نام لے کر ایسی جلی کٹی سناتے تھے جو کسی غیر مسلم کے منہ بھی زیب نہ دیتی۔ مثال کے طور پر قائد اعظم کو انہی (دیوبندی) بزرگوں نے کافر اعظم کہا"... الخ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ جنوری ۱۹۷۹ء)

دوسرا فتوے

مصنف نے تجانب اہل سنت سے دوسرا فتوے یہ نقل کیا ہے "ان صلح

(ل) ہندوستان میں اعظم گڑھ کے مولانا شبلی اور الطاف حسین حالی اور زمانہ حال کے مشہور شاعر ڈاکٹر اقبال سب صاحبان کی لکھتے تھے ان کی صلح کلیت اپنی حد سے گزر کر شدید نیچریت اور دہریت تک پہنچی ہوئی تھی

(تجانب اہل سنت ص ۲۸۹)

اس فتوے میں کفر ارتداد کا لفظ نہیں نیچریت اور دہریت کا ذکر ہے بہر حال مصنف نے اس میں اعظم گڑھ کے شبلی ۔ الطاف حسین حالی اور ڈاکٹر اقبال صاحب کا نام لیا ہے۔ آیئے دیکھتے ہیں دیوبندی خود ان حضرات کو کیسا سمجھتے ہیں پہلے شبلی نعمانی صاحب کو لیجئے ان کے متعلق دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی سنیے وہ شبلی نعمانی اعظم گڑھی کے عقائد گنواتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ارسطو کا اصل مذہب یہ ہے کہ عالم (خداوند تعالے کا پیدا کیا ہوا نہیں) قدیم ہے۔

(کتاب الکلام ص ۳)

ہم کو اس سے انکار نہیں کہ عالم اجزا ذی مقراطیسی سے بنا ہوا ہے اور ہم کو یہ بھی تسلیم ہے کہ عالم قدیم ہے جیسا کہ خود مسلمانوں کا ایک فرقہ معتزلہ اور حکمائے اسلام یعنی فارابی ابن سینا اور ابن رشد کی رائے ہے۔

(کتاب الکلام ص ۵۴ از شبلی نعمانی اعظم گڑھی مصنف سیرت نبوی)۔

یہ نعمانی (شبلی اعظم گڑھی) بھی سرسید احمد خاں کے قدم بقدم ہی ہیں سیرت نبوی لکھی ہے جس پر آج کل نیچری فریفتہ ہیں۔

(الافاضات الیومیہ جلد پنجم ص ۱۵۲ ۔ از مولوی اشرف علی تھانوی)

نوٹ! مصنف بتائے مذکورہ بالا عقائد کیا اسلامی عقائد ہیں۔ نیز مصنف سیف حقانی مذکورہ حوالہ میں آنکھیں کھول کر "نیچری فریفتہ ہیں" کا لفظ دیکھ سکتا ہے کہ تھانوی صاحب نے شبلی نعمانی اعظم گڑھی کو سرسید احمد خاں کے قدم بہ قدم قرار دیا ہے اور سرسید احمد خاں کو تھانوی صاحب نے الافاضات

الیومیہ جلد ۵ صہ۱۱ زیر ملفوظ ۱۸۱ گمراہ گر اور نیچری قرار دیا ہے۔ بتایئے تجانب اہل سنت میں کیا غلط لکھا گیا ؟

مفتی کفایت اللہ دہلوی نے ۱۳۳۲ھ میں مولوی شبلی نعمانی کے دور میں ایک فتوے تحفہ ہندیہ پریس دہلی میں چھپوا کر شائع کیا جس میں لکھا ہے۔ "علامہ (شبلی اعظم گڑھی) اہل سنت والجماعت سے خارج اور معتزلہ اور ملاحدہ (بے دینوں) کے ہمنوا بلکہ چودھویں صدی میں ان کی یادگار ہیں۔"

(بحوالہ تواریخ مجددین حزب وہابیہ صہ۲۳)

مولوی انور کاشمیری دیوبندی لکھتے ہیں: "وانما الوح علے عین الناس اذلیس من الدین ان یغمیض عن کافر یعنی میں شبلی نعمانی (اعظم گڑھی) کی یہ بدعقیدگی اور بد مذہبی لوگوں پر اس لیئے ظاہر کرتا ہوں کہ دین اسلام میں کافر کے کفر کو چھپانا جائز نہیں ہے۔

(مقدمہ مشکلات القرآن صہ۳۲)

لیجئے صاحب مولوی انور کاشمیری شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند نے تو بدعقیدہ بد مذہب اور کافر تک قرار دے دیا۔ اگر صاحب تجانب اہل سنت نے صلح کل اور نیچری کہہ دیا تو کون سا جرم ہو گیا کاش کہ مصنف اپنے اکابر کی کتب سے واقفیت رکھتا تو یوں ہیچ و پکار نہ کرتا۔

الطاف حسین حالی

مصنف نے حالی صاحب کو بھی گھسیٹا ہے اور کہا کہ تجانب میں ان کو صلح کل اور نیچری وغیرہ کہا ہے۔ مصنف کو تجانب اہل سنت کی فکر پڑی ہے لیکن یہ نہیں دیکھا کہ جناب حالی نے کس بے دردی سے مسلمانوں کو کافر و مشرک قرار دیا تھا ملاحظہ ہو۔ حالی صاحب لکھتے ہیں۔

نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں
اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں

مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں
شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں

(مسدس حالی)

بتایا جائے نبی کو خدا بنانا اور اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھانا کفر و شرک ہے یا نہیں؟ حالی صاحب مسلمانانِ اہلِ سنت پر نبی کو خدا بنانے اور اماموں کو نبی سے بڑھانے کا الزام لگا کر ان کو کافر و مشرک بنا رہے ہیں۔ کوئی بھی سنی مسلمان نہ نبی کو خدا بناتا ہے۔ نہ اماموں کو نبیوں سے بڑھاتا ہے۔ بتائیے یہ کفر واپس پلٹا یا نہیں؟ حدیث شریف صحیح بخاری جلد دوم ص ۹۰۱۔ صحیح مسلم جلد اول ص ۵۷ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت حضور پرنور سید عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایما امرئ قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما ان کان کما قال والا رجعت الیہ یعنی جو کسی کلمہ گو کو کافر کہے ان دونوں میں ایک پر یہ ضرور بلا پڑے اگر جسے کہا وہ سچ کافر ہے جب تو خیر ورنہ یہ لفظ اسی کہنے والے پر پلٹ آئے گا بتائیے حالی نے مسلمانانِ اہلِ سنت پر نبی کو خدا بنانے اور اماموں کو نبی سے بڑھانے کا الزام لگایا بلکہ دوسرے لفظوں میں اماموں کو نبی اور خدا سے بڑھانے کا الزام لگا کر کافر قرار دیا یا نہ اور بتائیے یہ کفر پلٹا یا نہ؟

ڈاکٹر اقبال

ورد تو مصنف کو اپنا ہے۔ اپنے اکابر کا ہے لیکن وہ ورد کے حضرات کو خواہ مخواہ درمیان میں لا رہا ہے۔ اس سلسلہ میں مصنف اقبال صاحب کا نام بھی لیا ہے تو اس کے متعلق یہ ہے کہ ابتداً اقبال صاحب سے (چونکہ وہ عالم دین نہیں تھے) کچھ ایسے اشعار واقع ہوئے جو شرعی لحاظ سے قابلِ مواخذہ تھے۔ مثلاً ؎

تیرے شیشے میں مے باقی نہیں ہے — بتا کیا تو میرا ساقی نہیں
سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم — بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے۔

اور ؎

چپ رہ نہ سکا حضرتِ یزداں میں بھی اقبال
کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا منہ بند

ممکن ہے تجانب والوں نے اس قسم کی باتوں پر کچھ کہا ہو۔ اگر اللہ واحد قہار کی عظمت شانِ رزاقی کی پاسداری میں ایسا کیا تو اس کے لیے تو خود ڈاکٹر صاحب نے بھی اجازت دی تھی کہ ؎

کرتا کوئی اس بندۂ گستاخ کا منہ بند

اور پھر جناب ڈاکٹر اقبال صاحب حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا بھی مانتے تھے بتایئے مصنف سیف حقانی کے نزدیک اللہ تعالےٰ کے سوا کسی کو مشکل کشا ماننے والا مسلمان ہے؟ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں ؎

مریم از یک نسبت عیسیٰ عزیز — از سہ نسبت حضرت زہرا عزیز
نور چشم رحمۃ للعالمین — آں امام اولین و آخریں
بانوے آں تاجدار ھل اتیٰ — مرتضیٰ مشکل کشا شیر خدا
مادر آں مرکز پرکار عشق — مادر آں قافلہ سالار عشق

بتایئے ڈاکٹر اقبال حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا مان کر مسلمان رہے یا نہیں؟ مصنف سیف حقانی سے تو امید نہیں کہ وہ اس موقعہ پر اپنا مذہب بیان کرے البتہ ہم ان کے اکابر کے فتاوے سنائے دیتے ہیں سنیئے مولوی غلام خاں دیوبندی لکھتا ہے۔ کوئی کسی کے لیے حاجت روا اور مشکل کشا کس طرح ہو سکتا ہے' ایسے عقائد والے لوگ بالکل پکے" کافر ہیں۔ ان کا کوئی نکاح نہیں۔ ایسے عقائد پر مطلع ہو کر جو انہیں کافر و مشرک نہ کہے وہ بھی ویسا ہی کافر ہے۔

(جواہر القرآن ص ۱۴۷ از مولوی غلام خاں دیوبندی)

تقویت الایمان، فتاوے رشیدیہ، بہشتی زیور میں بھی مشکل کشا ماننے پر

کفر و شرک کے فتاوے دیئے گئے ہیں ہمیں اختصار ملحوظ ہے ورنہ سب نقل کرتے۔ مذکورہ علماء دیوبند کے فتاوے کے مطابق غیر خدا کو مشکل کشا ماننے والے کافر و مشرک ہیں اور جناب ڈاکٹر اقبال صاحب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا مان رہے ہیں۔ تو ان کے یہ فتاوے ڈاکٹر صاحب پر بھی پڑے اور ان کے ناپاک فتاوے کی رو سے وہ مشرک و کافر قرار پائے پھر "تجانب اہلِ سنت" کے مرتب پر کس منہ سے الزام لگا رہے ہیں؟

تیسرا فتویٰ

مصنف نے وہابیہ، دیوبندیہ، قادیانیہ و رافضی و نیاچرا و وہابیہ غیر مقلدین وہابیہ نجدیہ وغیرہ پر تجانب اہلِ سنت ص ۲۵۲ سے ثابت کیا ہے اور ان سب فرقوں پر ہم ابھی تھوڑا پہلے اکابر دیوبند کے فتاوے کفر بھی ثابت کر چکے ہیں۔ مصنف خواہ مخواہ عوام کی آنکھوں میں دھول جھونک رہا ہے۔ حالانکہ اکابر اہلِ سنت نے جن فرقوں پر ان کے بد و باطل عقائد کی بنا پر تکفیر کا حکم شرعی واضح کیا ان سب فرقوں کو خود اکابر دیوبند بھی کافر قرار دے چکے ہیں جیسا کہ ابھی اسی باب میں بحوالہ کتب گزرا ہے۔

چوتھا فتویٰ

مصنف نے تجانب اہلِ سنت سے یہ نقل کیا ہے کہ عبد الشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم صدر مدرسہ دیوبند حسین احمد اجودھیا باشی۔ شبیر احمد دیوبندی۔ عطاء اللہ بخاری حبیب الرحمٰن لدھیانوی احمد سعید دہلوی ابو الکلام آزاد کفایت اللہ شاہجہانپوری وغیرہ کے خلاف فتوے دیا۔ ہم مانتے ہیں یہ صحیح ہے مگر دیکھنا یہ ہے کہ ان کے خلاف فتوے کیوں دیا گیا۔ تحذیر الناس، براہین قاطعہ۔ حفظ الایمان وغیرہ کتب کی گستاخانہ عبارات سب کے سامنے ہیں۔ ان عبارات کے قائل کو علماء عرب و عجم نے کافر و مرتد قرار دیا اور برصغیر ہند و پاک کے ہر صوبہ ہر ضلع ہر ریاست کے اکابر علماء و مشائخ اہلِ سنت نے مذکورہ بالا کتب کے

ہا پر تکفیر کا حکم شرعی واضح کیا۔ اور ایسا جو ان کے کفر میں شک کرے وہ بھی کافر تو مذکورہ بالا حضرات اکابر دیوبند اپنے اکابر کی ان کفریہ عبارات کی تاویل کرتے رہے ہیں، کفر کو اسلام ثابت کرنے کے لیئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے ہیں۔ لہٰذا وہ حکم شرعی کی زد میں آ گئے۔ مثلاً مولوی حسین احمد نے الشہاب الثاقب میں کفریات کو اسلام ثابت کرنے کے لیئے پورا زور قلم صرف کیا۔ کفایت اللہ صاحب نے المہند مصنفہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کی تصدیق و تائید کی اور حصہ دار بنے۔ کاکوروی ایڈیٹر النجم خود مناظرے کرتے رہے اور باقی لوگ ان کے متبعین ہیں اور پھر مذکورہ اکابر دیوبند نے تو خود بھی آپس میں ایک دوسرے پر دلیرانہ فتوے لگائے ہیں۔

مولوی عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر "النجم"

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کی حفظ الایمان کی عبارت میں لفظ ایسا کی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: "جس چیز کو ہم مانتے ہیں، اس کو رذیل چیز سے تشبیہہ دینا یقیناً توہین ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا میں صفت علم غیب ہم نہیں مانتے اور جو مانے اس کو منع کرتے ہیں۔ لہٰذا علم غیب کی کسی بشق کو رذیل چیز میں بیان کرنا ہرگز توہین نہیں ہو سکتی۔" (مباحثہ مونگیر کی دیوبندی رودیداد نصرت آسمانی ص۲۷)

مولوی عبدالشکور کاکوروی یہ کہہ رہے ہیں ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب نہیں مانتے لہٰذا اس لیئے تھانوی صاحب نے جانوروں پاگلوں سے تشبیہہ دی ہے۔ توہین اس وقت ہوتی جب، ہم نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کو علم غیب مانتے اور پھر کسی رذیل چیز سے تشبیہہ دیتے۔ آیئے اب مولوی مرتضےٰ حسن دربھنگی چاندپوری کی پوچھتے ہیں وہ کیا کہتے ہیں۔ وہ تھانوی صاحب کی عبارت کی تاویل کرتے ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیئے علم غیب کا اقرار کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔ "عبارت حفظ الایمان کی شرح توضیح

البیان کے صہ ۱۳ پر ہے۔ بیان بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو علم غیب حاصل ہے، نہ اس میں گفتگو ہے نہ یہاں ہو سکتی ہے اسی رسالہ کے صفحہ پر ہے۔ حفظ الایمان میں اس امر کو تسلیم کیا گیا ہے کہ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب باعطائے الٰہی حاصل ہے۔" گویا مولوی مرتضٰے حسن دربھنگی چاندپوری اور مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے نزدیک حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل ہے۔ لہٰذا یہ مولوی عبدالشکور کاکوروی ایڈیٹر النجم کے اصول کے مطابق، ذلیل چیز سے تشبیہ کے باعث توہین ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی توہین باالاتفاق کفر ہے۔ لہٰذا ایڈیٹر النجم کاکوروی صاحب کے اس اصول سے تھانوی صاحب اور دربھنگی صاحب ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند کافر ہوئے۔ یہی کچھ صدر مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد عبارت حفظ الایمان کی تاویل میں لکھتے ہیں: "غرض کہ لفظ عالم الغیب کے معنی میں دو شقیں فرمائی ہیں۔ ایک شق کو سب میں موجود مانتے ہیں۔ یہ نہیں کہہ رہے ہیں کہ جو علم غیب رسول علیہ السلام کو حاصل تھا، وہ سب میں موجود ہے بلکہ اس معنی کو سب میں موجود مانتے ہیں:" (الشہاب الثاقب صہ ۱۱۲) صدر دیوبند بھی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو علم غیب حاصل تھا، مان رہے ہیں اور یہ ایڈیٹر النجم مولوی عبدالشکور کاکوروی کے اصول سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہے اور توہین کفر ہے تو کاکوروی صاحب کے فتوے سے، صدر دیوبند بھی کافر ہوئے۔ اگر مصنف سیف حقانی صدر مدرسہ دیوبند مولوی حسین احمد اور ناظم تعلیمات مدرسہ دیوبند مولوی مرتضٰے حسن چاندپوری کو کافر نہیں مانتا اور مولوی کاکوروی کی تکفیر کو غلط سمجھتا ہے تو پھر یہ کفر مولوی عبدالشکور کاکوروی کی طرف پلٹا اور وہ صدر دیوبند اور ناظم تعلیمات دیوبند کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی توہین کا مرتکب قرار دے کر کافر بنانے کے باعث خود کافر ہوئے۔ ۵

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا   جو کچھ کیا تم نے کیا بے خطا ہوں میں

صدر دیوبند مولوی حسین احمد کانگرسی صدر جمیعت العلماء ہند نے قائداعظم کو کافر اعظم قرار دیا اور مسلم لیگ میں مسلمانوں کی شرکت کو حرام قرار دیا۔"

(مجموعہ خطبات و مکالمۃ الصدرین صہ ۴۹)

اگر مولوی حسین احمد صدر دیوبند کا فتوٰے صحیح ہے تو مصنف سیف حقانی واشگاف الفاظ میں اعلان کرے اور اگر صدر دیوبند مولوی حسین احمد کا یہ فتویٰ غلط ہے تو پھر یہ کفر بھی صدر دیوبند کی طرف پلٹا جیسا کہ ابھی حدیث شریف کے حوالہ سے گزرا۔

مولوی حسین احمد صاحب صدر مدرسہ دیوبند حفظ الایمان کی عبارت کی تاویل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "حضرت [redacted] میں لفظ اتنا تو نہیں فرمارہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کو اور چیزوں کے برابر کردیا۔۔۔۔ اس سے بھی اگر قطع نظر کریں تو لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہہ کا ہے۔

(الشہاب الثاقب صہ ۱۰۲)

ثابت ہوا کہ مولوی حسین احمد صدر دیوبند کے نزدیک حفظ الایمان میں لفظ ایسا تشبیہہ کے لیئے ہے۔ اب تشبیہہ قرار دینے پر مشہور دیوبندی سلطان المناظرین مولوی منظور سنبھلی مدیر الفرقان کی سنیئے وہ کہتے ہیں: "حفظ الایمان کی عبارت میں بھی ایسا تشبیہہ کے لیئے نہیں ہے۔ بلکہ وہ یہاں بدون تشبیہہ کے اتنا کے معنی میں ہے۔ (فتح بریلی کا دلکش نظارہ صہ ۳۳)

حفظ الایمان کی اس عبارت میں بھی ایسا تشبیہہ کے لیئے نہیں ہے۔ صہ ۳۴

اگر بالفرض اس عبارت کا وہ مطلب ہو جو مولوی سردار احمد صاحب بیان کر رہے ہیں۔ جب تو ہمارے نزدیک بھی کفر ہے

(فتح بریلی کا دلکش نظارہ صہ ۳۵)

گویا مولوی منظور صاحب کے نزدیک لفظ ایسا بطور تشبیہہ کہنا کفر ہے

اور صدر دیوبند مولوی حسین احمد صاحب الشہاب الثاقب صت۱۰۲ پر تسلیم کر رہے ہیں کہ لفظ ایسا تو کلمہ تشبیہ کا ہے تو صدر دیوبند مولوی منظور صاحب کے فتوے سے کافر ہوئے۔ ؎

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا ہے خطا ہوں میں

باقی رہے مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی کفایت اللہ صاحب اور ابوالکلام آزاد تو پہلے عثمانی صاحب کو لیجیے۔

مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی

دیوبندی کہتے ہیں ... دارالعلوم دیوبند کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور مخش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چھپاں کئے جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ (مکالمۃ الصدرین صت۴۳)

لیجئے صاحب آپ تو مصنف تجانب اہل سنت کے فتوے تکفیر کی شکایت کر رہے ہیں وہ تو غیر تھے لیکن جناب مولوی شبیر احمد صاحب عثمانی تو خود اقرار کر رہے ہیں کہ آپ کے مدرسہ دیوبند کے طلباء و اساتذہ نے ان کو ابوجہل تک قرار دیا۔ ؏

الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

آیئے اب عطاء اللہ بخاری صاحب کے کرتوت ملاحظہ کیجئے۔

مولوی عطاء اللہ بخاری

"احرار کی شریعت کے امیر مولانا عطاء اللہ بخاری نے امروہہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جو لوگ مسلم لیگ کو (پاکستان کیلئے) ووٹ دیں گے وہ سور ہیں اور سور کھانے والے ہیں۔"

(چمنستان صت۱۶۵ از مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار لاہور)۔

بتایئے مسلمانوں کو سور اور سور کھانے والا قرار دینا فتوے کفر سے کم ہے؟

ماہنامہ تجلّی دیوبند اپریل ۱۹۵۷ء صفحہ ۳۰ پر مولوی عامر عثمانی فاضل دیوبند رقمطراز ہیں کہ کسی صاحب نے (احراری لیڈر عطاء اللہ بخاری) کا ایک شعر ؎

زکافِ کعبہ تا کافِ کراچی
سراسر کفر و کفر" دُون کفر"

لکھ کر (بغیر نام بتائے) مولوی احمد علی صاحب لاہوری سے پوچھا یہ شعر کیسا ہے اس کے لکھنے والے کے بارے میں کیا رائے ہے۔ مولوی احمد علی صاحب نے جواب دیا یہ شعر نہایت ذلیل و خبیث ہے۔ اس کا لکھنے والا بصیرت سے محروم نا اہل مودودی کا بھائی ہے۔ بدقسمت بے بصیرت بالکل جھوٹا مرزا غلام احمد کی طرح تاویلیں کرنے والا کفرانِ نعمت کرنے والا ہے۔ غیر سچا مسلمان ہے۔

(تجلّی۔ دیوبند مطابق اپریل ۱۹۵۷ء صفحہ ۳۰)

مودودی کا بھائی اور مرزا قادیانی کی طرح تاویلیں کرنیوالا کہہ کر جناب عطاء اللہ صاحب بخاری کو کھلم کھلا کافر خود قرار دے رہے ہیں۔ لیکن الزام علماء اہلِ سنت پر ہے کہ یہ تکفیر کرتے ہیں۔

مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی نے "میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ دس ہزار جینا (محمد علی جناح) اور شوکت اور ظفر (مولوی ظفر علی خاں، جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جا سکتے ہیں۔ (چمنستان صفحہ ۱۶۵۔ از مولوی ظفر علی خاں)

ثابت ہوا جن حضرات کو نہرو جیسے پلید کافر و مشرک کی جوتی کی نوک پر قربان کیا جا رہا ہے۔ ان کے نزدیک وہ یقیناً نہرو جیسے کافر مشرک سے کئی گنا بڑے کافر و مشرک ہوں گے۔

اب مصنف سیف حقانی بتائے کہ مولوی حبیب الرحمٰن کا یہ قول صحیح ہے یا غلط؟ اگر صحیح ہے تو صاف صاف بتایئے ورنہ اتنا بتایئے بانی پاکستان محمد علی جناح جیسے حضرات کو نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کرنے والا خود کون ہوا؟ ان کے

بعد اب ابوالکلام آزاد کو دیکھیے:

ابوالکلام آزاد

خود لکھتے ہیں "میں خود سرسید احمد خاں کا نہ صرف مقلد اعمیٰ (اندھا پیروی کرنے والا) تھا۔ بلکہ تقلید کے نام سے پرستش کرتا تھا۔ (آزاد کی کہانی ص۳۸۲)

۱۔ بتائیے غیر خدا کی پرستش کرنے والے کو کیا کہا جائے گا؟

۲۔ پھر یہ دیکھیے کہ پرستش کس کی کی جارہی ہے۔ اس کی جس کو شیخ الحدیث مدرسہ دیوبند مولوی انور کاشمیری نے بے دین و ملحد جاہل و گمراہ قرار دیا۔ (مشکلات القرآن ص۳۲) مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے نیچری قرار دیا۔ (الافاضات الیومیہ جلد پنجم ص۱۰۱) ایسے شخص کا اندھا مقلد اور پرستش کرنے والا کون ہوگا۔ جو جواب تمہارا وہ ہمارا۔

باقی رہے مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولوی احمد سعید صاحب دہلوی جن پر مصنف سیف حقانی کو تجانب اہلسنت کے فتوے کی شکایت ہے تو مصنف کو چاہیئے وہ مولوی خلیل احمد صاحب انبیٹھوی کی "المہند" کا مطالعہ کرے جس میں ان حضرات نے تحذیر الناس، حفظ الایمان، براہین قاطعہ کی توہین آمیز گستاخانہ کفریہ عبارات کی رکیک و ذلیل و مذموم تاویلات کی تصدیقات کی ہیں جن کو عرب وعجم اور برصغیر ہندوپاک کے جلیل القدر اکابر علماً وفقہا نے کفر قرار دیا۔ نیز مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولوی احمد سعید صاحب اس جمعیت العلماً ہند کے رہنما ہیں۔ جس کے صدر مولوی حسین احمد اجودھیا باشی نے "قائداعظم کو کافر اعظم قرار دیا۔" (مجموعہ خطبہ عثمانی ومکالمۃ الصدرین ص۴۸)

یہ عجیب اور ناقابل فہم بات ہے۔ کہ اکابر دیوبند تو جس کو چاہیں کافر ومشرک قرار دیں اور کافر اعظم بناڈالیں لیکن خود یہ علماً حق کی منکرین ضروریات دین کے خلاف حق تکفیر کے خلاف واویلا کرتے اور شور مچاتے ہیں اور خود بے دردی سے مسلمانان عالم کو اندھا دھند کافر ومشرک بے ایمان قرار

دے ڈالتے ہیں۔ ملاحظہ ہو

تمام دنیا میں ایک بھی اہلِ ایمان موجود نہیں

بابائے وہابیت آقائے دیوبندیت مولوی اسمٰعیل دہلوی

کا فتویٰ

مولوی اسماعیل صاحب دہلوی اپنی مشرک ساز کتاب تقویۃ الایمان ص۴۲ پر بحوالہ مشکوٰۃ نقل کرتے ہیں: "پھر بھیجے گا اللہ ایک باؤ اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں ہوگا رائی کے دانہ بھر ایمان سو رہ جائیں گے وہی لوگ کہ جن میں کچھ بھلائی نہیں سو پھر جائیں گے اپنے باپ، دادوں کے دین پر" پھر اس کے بعد ص۴۵ پر ایک حدیث شریف نقل کی اور خود ہی اس کا یہ ترجمہ کیا: "نکلے گا دجال سو بھیجے گا اللہ بیٹے مریم کو سو وہ ڈھونڈھے گا اس کو تباہ کر دے گا اس کو۔ پھر بھیجے گا اللہ ایک باد ٹھنڈی (سرد ہوا) شام کی طرف سے سو نہ باقی رہے گا زمین پر کوئی کہ اس کے دل میں ذرا بھر ایمان ہو مگر مار ڈالے گی۔" حدیث مذکورہ لکھ کر مولوی اسماعیل تقویت الایمان کے اسی صفحہ ۴۵ پر یہ نتیجہ اخذ کرتے اور صاف لکھتے ہیں: "سو پیغمبر خدا کے فرمانے کے موافق ہوا یعنی ان کی قسمت کی وہ ٹھنڈی باؤ (سرد ہوا) چل بھی گئی اور اب کوئی بھی دنیا میں ایسا نہیں بچا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اب تمام دنیا میں (معاذ اللہ) کافر و مشرک و بے ایمان ہیں۔ (استغفر اللہ العظیم) کس قدر ناپاک جسارت اور جہالت ہے۔ ختم دنیا و قربِ قیامت کی حدیث خاص اپنے ہی زمانہ پر جڑ دی۔ مصنف سیف حقانی اب بتائے جبکہ بقول مولوی اسمٰعیل دہلوی وہ ٹھنڈی باؤ چل گئی اور کوئی بھی ایسا شخص نہ بچا جس کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر ایمان ہو تو پھر مولوی قاسم نانوتوی، مولوی رشید احمد گنگوہی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، مولوی اشرف علی تھانوی، مولوی محمود الحسن۔ مولوی حسین احمد

صدر دیوبند، کفایت اللہ دہلوی، احمد سعید دہلوی، ابوالکلام آزاد، مولوی عطاء اللہ بخاری وغیرہ وغیرہ، کیا اس دنیا سے باہر ہیں! کیا مولوی اسماعیل کے اس تقویۃ الایمانی فتوے سے یہ سب کے سب اور جملہ اکابر و اصاغر دیوبند خبیث کافر ثابت نہ ہوئے۔ ؎

کافر ہوئے جو آپ تو میرا قصور کیا
جو کچھ کیا وہ تم نے کیا بے خطا ہوں میں

اکابر دیوبند کے آپس میں ایک دوسروں پر فتاویٰ کفر و شرک و ارتداد کا منظر دیکھنے کے لیے ہماری کتاب "اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ[1]" (جو سولہ سال سے چھپ رہی ہے اور لاجواب ہے) اور کتابچہ "دیوبندی شاطر اپنے منہ کافر" کا مطالعہ کرو جس میں ان کے گھر کے فتاویٰ کفر کو منظر عام پر لایا گیا ہے۔

تعجب ہے کہ دیوبندی علماء اور مصنفین تکفیر کا رونا تو روتے ہیں، لیکن اپنے اکابر کی کتب میں موجود "تنقیص و توہین" ان کو نظر نہیں آتی۔ بہرحال تکفیر سے جس کو تکلیف ہے تو اس کا علاج توہین سے توبہ ہے۔

مولوی ظفر علی خاں مصنف نے اخبار زمیندار کے ایڈیٹر و بانی مولوی ظفر علی خاں کی ایک طویل نظم بھی ص۱۹ پر بہارستان سے نقل کی ہے۔ ؎

اوڑھ کے حامد رضا خاں آئے بدعت کا لحاف
ذات اس کی ہے مجدد بات اس کی لام کاف

یہ طویل نظم نقل کرنے کے بعد ص۲۰ پر مصنف سیف حقانی لکھتا ہے۔
"ظفر علی خاں نے اعلیٰحضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا۔"
جی ہاں! کر دیا اور آپ نے بھی داد دینے کا فرض ادا کر دیا۔ "حق اور فرض ادا کرنے کے بعد ہم آپ دونوں کی لاعلمی و بے خبری کا بھانڈا پھوڑتے ہیں۔"

---

[1] مکتبہ فریدیہ سے طلب فرمائیں۔

بے خبری ولا علمی

مصنف سیف حقانی بہارستان سے ظفر علی خاں کی نظم تو نقل کر دی۔ اور اپنی گرتی ساکھ کو سہارا دے لیا لیکن کیا مصنف کو یہ علم بھی ہے کہ یہ نظم ظفر علی خاں نے کس کے متعلق کہی ہے۔ ظفر علی خاں نے بزعم خود یہ نظم کہی تو ہے شہزادہ اعلیٰحضرت حجۃ الاسلام مولانا شاہ محمد حامد رضا خاں صاحب بریلوی قدس سرہٗ کے خلاف لیکن مصنف سیف حقانی یہ نظم نقل کر کے صلا پر لکھتا ہے۔

"ظفر علی خاں مرحوم نے اعلیٰحضرت کے تعارف کا واقعی حق ادا کر دیا حالانکہ نظم کے پہلے مصرعہ میں حجۃ الاسلام کا نام گرامی حامد رضا خاں موجود ہے اور یہ نظم لاہور میں حضرت حجۃ الاسلام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تشریف آوری کے موقعہ پر لکھی گئی تھی لیکن مصنف سیف حقانی کو کچھ پتہ نہیں کہ وہ کون سی دنیا میں ہے وہ بے خبری میں مولانا حامد رضا خاں صاحب کو اعلیٰحضرت (مولانا احمد رضا خاں) سمجھ رہا ہے اور حق ادا کرنے کی داد دے رہا ہے اور مولوی ظفر علی خاں کی یہ بے خبری وہ اس نظم کے پہلے مصرعہ میں تو کہتا ہے۔ ؎

اوڑھ کر حامد رضا خاں آئے بدعت کا لحاف

اور مصرعہ ثانی میں کہتا ہے ؎

ذات انکی ہے مجدد بات انکی لام کاف

کیا بات ہے اس سخن فہمی اور سخن سازی کی۔ بتایا جائے مولانا حامد رضا خاں صاحب کو مجدد کون مانتا ہے؟ مجدد تو اہل سنت اعلیٰحضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ کو مانتے ہیں تو بات خود ظفر علی خاں کی لام کاف نہ کہ حجۃ الاسلام قدس سرہٗ العزیز کی۔ باقی رہا شعر و شاعری کا معاملہ اگرچہ ظفر علی خاں حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ سے متعلق یہ بے ڈھنگی تک بندی کر ڈالی لیکن یہی ظفر علی خاں ان ہی حجۃ الاسلام مولانا شاہ حامد رضا خانصاحب کے شاگرد رشید شیخ القرآن مولانا محمد عبد الغفور صاحب ہزاروی علیہ الرحمۃ

کی مدح میں کہتے ہیں ؎

حج کو جب جا رہے تھے ہزاروی عبد الغفور
آسماں برسا رہا تھا اُن پہ نُور . (چمنستان از ظفر علیخاں)

اور ایک دوسری جگہ ان ہی مولانا حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد رشید مولانا عبد الغفور ہزاروی کی مدح میں اور احراری امیر شریعت عطاء اللہ بخاری صاحب سے موازنہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں ؎

ہوں آج سے مرید میں عبد الغفور کا
چشمہ اُبل رہا ہے محمد کے نور کا
بند اس کے سامنے ہے بخاری کا ناطقہ
ہو اس سے کیا مقابلہ اس بے شعور کا

مصنف سیف حقانی کو معلوم ہونا چاہیئے . وہ اور زمانہ تھا جب ظفر علی خاں نے مولانا حامد رضا خاں صاحب علیہ الرحمۃ کے خلاف یہ نظم لکھی . لیکن بعد میں وہ مولانا شاہ حامد رضا خاں صاحب کے شاگرد رشید اور تلمیذ عزیز مولانا عبد الغفور ہزاروی کے مرید ہو گئے جس کا وہ مذکورہ بالا نظم میں خود اعتراف کر رہے ہیں . اور پھر یہی ظفر علی خاں ہیں جو صدر دیوبند مولوی حسین احمد کا ننگوٹی کو یوں ادھیڑتے ہوئے نظر آتے ہیں ؎

حسین احمد سے کہتے ہیں خزف ریزے مدینے کے
کہ لٹو آپ بھی کیا ہو گئے سنگم کے موتی پر
(چمنستان ص ۱۸۷)

اور پھر دیوبندی مجلس احرار اور امیر الاحرار عطاء اللہ بخاری کی یوں دھجیاں اڑاتے ہیں . ؎

ہندوؤں سے نہ سکھوں سے نہ سرکار سے ہے
گلہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے

پانچ ککوں کا ہے پابند شریعت کا امیر
اس میں طاقت ہے تو کرپان کی جھنکار سے ہے
آج اسلام اگر ہند میں ہے خوار و ذلیل
سب یہ ذلت اسی طبقۂ غدار سے ہے!

(چمنستان ص۴)

اور سنیے "بابائے صحافت" ظفر علی خاں ایڈیٹر و بانی زمیندار کی ایک نظم یہ بھی ہے۔

ابن سعود کیا ہے؛ فقط اک حرم فروش
برطانیہ کی زلف گرہ گیر کا اسیر
اسلامیوں پر اس نے برسائیں گولیاں
پھر کیوں نہ کشتنی ہو زمیندار کا مدیر؛

(نگارستان ص۲۵۲)

یہی ظفر علی خاں ہیں جنہوں نے ابو الکلام آزاد دیوبندی کانگرسی کو یوں للکارا ہے۔

جہاں اسلام کا نام آئے تو خاموش رہتا ہے
قسم ہے مجھ کو اے آزاد تیری بو الکلامی کی

احرار کا جنازہ

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار
اسلام اور ایمان احسان سے بیزار
ناموس پیغمبر کے نگہبان سے بیزار
کافر سے موالات مسلمان سے بیزار
اس پر ہے یہ دعوےٰ کہ ہیں اسلام کے احرار
احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

بیگانہ یہ بدبخت ہیں تہذیب عرب سے — ڈرتے نہیں اللہ تعالیٰ کے غضب سے
مل جائے حکومت کی وزارت کسی ڈھب سے — سرکارِ مدینے سے نہیں ان کا سروکار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

جا کر کہے ان سے کوئی اللہ کا بندہ — جب دین کی حرمت کا گلے میں نہیں پھندا
اور شرع کی "تذلیل" ہے احرار کا دھندا — پھر کیوں ہیں مسلمان سے چندے کے طلبگار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

کھاتا ہے مسلمان کوئی سینہ میں جو گولی — گالی اسے دیتی ہے یہ احرار کی ٹولی
اسلامیوں کے خون سے چلی کھیلنے ہولی — احرار کو پھر آج سے کیوں کہیئے نہ اشرار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

سوجھی شہداء پر انہیں مردار کی پھبتی — سکھوں کی یہ پھبتی ہے نہ سرکار کی پھبتی
توحید کے بھٹو یہ ہے احرار کی پھبتی — گمراہ ہیں خود اور ہمیں کہتے ہیں غلط کار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

اللہ کے گھر کو کوئی ڈھادے تو یہ خوش ہیں — مسجد کا نشاں کوئی مٹادے تو یہ خوش ہیں
مسلم کا کوئی خون بہادے تو یہ خوش ہیں — لاہور میں آثارِ قیامت ہیں نمودار
پنجاب کے احرار اسلام کے غدار

(نگارستان ۲۳۱، ۲۳۲ ۔ از مولوی ظفر علی خاں ایڈیٹر زمیندار لاہور)

بتایئے جناب دیوبندی ملاؤں کے تعارف کا بھی ظفر علی خاں نے حق ادا کیا ہے یا نہیں؟

باب پنجم

اہل سنت وجماعت

کسے خبر تھی کہ لے کے چراغ مصطفوی
جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

مصنف نے صفحہ ۱۴۱ تا صفحہ ۱۶۴ گویا کل ۲۴ صفحات پر آٹھواں باب اور باب نہم کے تحت انگریز پرستی کا رونا رویا ہے اور مولانا فضل حق خیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ کو بلادلیل ثبوت اپنا ہم عقیدہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اور ہم ان دونوں موضوعات پر باب اول میں انگریز پرستی کے زیر عنوان مصنف کو ایسا مدلل و مسکت جواب دے چکے ہیں جن کا جواب انشاء اللہ العزیز تا قیام قیامت ان کے اکابر و اصاغر کے بس کی بات نہیں۔ ہوائیاں اڑانا اور بات ہے مگر ہم چیلنج سے کہتے ہیں کہ ہمارے دلائل و حوالہ جات کا نمبروار توڑ نہیں کیا جا سکتا کیونکہ

وہ رضا کے نیزہ کی مار ہے کہ عدو کے سینہ میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے یہ وار وار سے پار ہے

سیف حقانی میں ص۱۶۵ تا ص۱۷۶ کے گیارہ صفحات باب العاشر کی نذر ہیں مصنف نے باب العاشر ختم مرتبت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے شروع کیا ہے بانی دیوبند کا وہی قاسمی نانوتوی انداز ہے۔ ختم زمانی کے تو یہ قائل ہی نہیں کیونکہ تحذیر الناس والا یہی سبق پڑھا گیا ہے۔ لہذا جب لکھیں گے ختم مرتبت یا ختم مرتبی لکھیں گے بہر حال مصنف نے اس آخری باب میں ص۱۶۵ تا ص۱۷۰ ایک اچھی خاصی تقریر فرمائی ہے جس میں وہ ساری باتیں اور متعدد احادیث جو حقیقی اہل سنت وجماعت کی حقانیت و صداقت کا پتہ دے رہی ہیں اپنے کھاتہ میں ڈال لی ہیں اور اپنے نومولود مذہب پر چسپاں کر

لی ہیں. حالانکہ ان احادیث سے اہل سنت کی حقانیت صداقت کا پتہ چلتا ہے اور کچھ باتیں بالکل ہی بے ربط و بے ڈھنگی کی ہیں جن کا کہیں ہاتھ ہے تو کہیں پاؤں، کہیں سر تو کہیں آنکھیں اور چند بار حسب عادت تردید شدہ پرانی باتوں کا اعادہ کیا گیا ہے۔

ارکان عشرہ ہاں البتہ مصنف نے بڑا تیر مارا ہے اور سمندر سے موتی نکال لایا ہے۔ سمندر سے مراد کراچی کا وہ سمندر نہیں جس کے کنارے مصنف رہتا ہے وہ سمندر ہے مولوی ریحان الدین قاسمی کا کتابچہ "نیا دین" اور اس نقال مصنف نے جو موتی نکالے ہیں وہ ہیں "رضاخانی شریعت کے ارکان عشرہ" واقعی مصنف نے بڑا کمال کیا ہے باب بھی العاشر اور ارکان بھی عشرہ اس میں ذرا شاعری کے آداب کو ملحوظ رکھا ہے خدا جانے مصنف سیف نقانی کو نقالی کا کیا مرض ہے۔ کبھی پروفیسر ردمی کی نقل مارتا ہے کبھی مولوی ریحان الدین قاسمی کے پورے مضامین نقل کر ڈالتا ہے ویسے مصنف یہ خود ہے مصنف سیف حقانی صـ۱۹۲ پر جو ارکان عشرہ نقل کئے ہیں وہ بعینہ وہی ہیں جو مولوی ریحان الدین قاسمی نے "بریلی کا نیا دین" میں صـ۴۷ تا صـ۹۶ بیان کئے ہیں اس مفتری نے بھی بلا دلیل و ثبوت ان کو اہل سنت بریلویوں کے ارکان عشرہ قرار دیا تھا اور اس مفتری نے بھی بھیڑ چال چلتے ہوئے اسی انداز میں بلا کسی حوالہ دلیل کے اہل سنت کے ارکان عشرہ بنا ڈالے ہیں، مگر مصنف بے وقوف ہوتے ہوئے بھی اتنا بے وقوف نہیں کہ نقل بمطابق اصل کرتا بلکہ اس نے ارکان وہی رکھے البتہ ترتیب بدل دی۔ ریحان الدین نے (۱) پہلا رکن عظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب سمجھنا قرار دیا تھا۔ اس نے ذرا آگے پیچھے کر کے مصنف بننے کے لئے (۱) پہلا رکن میلاد شریف مع قیام صلوٰۃ وسلام قرار دیا۔ اس نے دوسرا رکن انبیاء اولیاء کو قادر بالذات و مختار مطلق قرار دیا تھا۔ اس نے سیف حقانی میں اس کو (۸) نمبر دیکر آٹھواں رکن بنا دیا۔ اس نے تیسرا رکن بشریت رسول کے انکار کو قرار دیا تھا اس نے تین درنی چھ بشریت کے انکار کو چھٹا رکن قرار دیا ہے۔ اس نے چوتھا رکن مسئلہ قیام کو قرار دیا ہے، اس نے چوتھا رکن گیارھویں شریف بتائی ہے۔ اس نے پانچواں رکن فاتحہ کا التزام کیا تھا اس نے مقابر پر قبے بنانا عرس اور قوالیوں کو قرار دیا

ہے۔ اُس نے چھٹا رکن بڑے پیر کی گیارہویں بتائی تھی اس نے بشریت رسول کا انکار چھٹا رکن گردانا ہے۔ اُس نے ساتواں رکن اولیاء کا عرس بتایا تھا اس نے حاضر ناظر کو یہ نمبر دیا ہے۔ اُس نے آٹھواں رکن تعزیہ داری بتائی تھی اور اس نے انبیاء و اولیاء کے تصرفات کو یہ نمبر دیا ہے۔ اُس نے نواں رکن تیجہ بتایا تھا اس نے نبی کو عالم الغیب کہنے کے عقیدہ کو نواں نمبر دیا ہے۔ اُس نے دسواں رکن دسواں ششماہی برسی بتائی تھی اور اس نے غیر اللہ کے نذر اور ندا اور استعانت کو یہ نمبر دیا ہے۔ البتہ محنت اس کی ہی ہوئی ہے۔ اُس نے ہر نمبر کے عنوان کے ساتھ صرف ایک ایک مسئلہ لکھا تھا اس نے ایک نمبر کے ساتھ دو سے تین اور چار تک بلکہ اس سے زیادہ مسائل کے مجموعہ کو ایک ایک نمبر دے دیا ہے اور علیحدہ مستقل مصنف بن بیٹھا۔ خدا جانے دیوبندیوں کی شرم و حیا کہاں رخصت ہو گئی ہے۔ الزام لگاتے ہیں بڑی دیدہ دلیری اور جرأت مندی کے ساتھ لیکن حوالہ لکھنے کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے۔

مصنف سیف حقانی نے یا اس کے پیش رو ریحان الدین نے ارکان عشرہ کا افتراء کرتے ہوئے ان عقائد و اعمال کو اہل سنت کے ارکان ہونے کا قطعاً کوئی ثبوت پیش نہیں کیا اور کوئی حوالہ بطور ثبوت نہیں لائے اور زبانی کلامی الزام تراشیوں سے دل بہلایا ہے اور عوام کو گمراہ کرنے کی ناپاک سعی کی ہے۔ کوئی انصاف پسند بتائے کہ یہ کھلم کھلا الزام تراشیاں اور بہتان پردازیاں علم و تحقیق کا کونسا حصہ ہیں؟

پاگل پن

مصنف سیف حقانی نے یوں تو "رضا خانی شریعت کے ارکان عشرہ" کی سرخی جمائی ہے اور اپنی من گھڑت ترتیب میں نمبر بھی ایک تا دس لکھے ہیں لیکن ایک نمبر میں کئی کئی مسائل کو ٹھونس دیا ہے اس کی ترتیب یوں ہے۔

(۱) میلاد شریف مع قیام و صلوٰۃ و سلام (۲) فاتحہ مع لوازمات مطلق وصیت اعلیٰحضرت (۳) گیارہویں شریف (۴) مقابر پہ قبے بنانا کعبہ کی طرح چادریں ڈالنا پھر عرس اور قوالیاں کرنا میلے ٹھیلے اور مقابر کا طواف اور چومنا چاٹنا نیز محرم کا کھچڑا۔ کونڈے اور تعزیے نکالنا۔ (۵) نبی اکرم کی انسانیت آدمیت و بشریت کا انکار۔ (۶) حاضر و ناظر (۷) انبیاء اولیاء کا تصرف (۸) عالم الغیب اور علم ما کان و ما یکون (۹) غیر اللہ کی نذر

ان سے استغاثہ۔ ان کی ندا پکارنا ۔ گویا عنوان ارکان عشرہ اور عشرہ کے ذیل میں بیان ہے بائیس ارکان کا ۔ کہتے ہیں کوئی شخص اُلو فروخت کر رہا تھا ایک چھوٹا ایک بڑا دو اُلو تھے کسی نے قیمت پوچھی تو بتایا کہ بڑے اُلو کے پانچ روپے اور چھوٹے کے دس روپے ۔ خریدار نے اس کی وجہ پوچھی کہ بھئی چھوٹے اُلو کے دس روپے کیوں ہیں تو فرمایا کہ بڑا تو صرف اُلو ہی ہے اور چھوٹا اُلو بھی اور اُلو کا پٹھہ بھی ہے یہی حال ان کا ہے ۔ مصنف " نیا دین " نے دس ارکان عشرہ قرار دیکر افترا کیا تھا اور مصنف سیف حقانی نے ۲۲ عقائد کو ارکان عشرہ قرار دے کر افترا کیا ۔ یہ ہے ان کی دیانت وامانت

؎ شرم نبی خوف خدا یہ بھی نہیں وہ بھی نہیں

اکابر دیوبند کو چیلنج

مصنف سیف حقانی تو ہے ہی سو فیصد خالص کذاب اور اعلیٰ درجہ کا مفتری ہم اس نقال مصنف کے اکابر کو چیلنج کرتے ہیں وہ آگے آئیں بتائیں کہ دیوبندی مذہب کے اس نامور مصنف نے ارکان عشرہ کے تحت جو بے دریغ الزام تراشیاں کی ہیں وہ کہاں سے ثابت ہیں ۔ مدرسہ دیوبند کے مہتمم قاری طیب صاحب بتائیں ۔ مصنف کے استاد مفتی محمود صاحب بتائیں کہ علماء اہل سنت نے (۱) میلاد شریف (۲) فاتحہ شریف (۳) تیجہ دسواں چالیسواں برسی (۴) گیارہویں شریف (۵) مقابر پہ (۶) قبوں عرس قوالی (۷) مقابر کے طواف (۸) چوما چاٹی (۹) محرم کے کھچڑا (۱۰) کونڈے اور (۱۱) تعزیوں (۱۲) انبیاء علیہم السلام بشریت کے انکار (۱۳) انبیاء و اولیاء کے تصرفات (۱۴) انبیاء کو عالم الغیب ہونے نذر غیر اللہ ۔ ندا استغاثہ وغیرہ کو کہاں کس کتاب میں ارکان اسلام قرار دیا ہے ۔ مذکورہ اکابر دیوبند میں سے کوئی ان عقائد و اعمال کو اپنے بقول بریلوی مذہب کے ارکان ثابت کر دے تو ہم دس ہزار روپے نقد انعام دیں گے ۔ اگر اکابر دیوبند مذکورہ بالا عقائد و اعمال کو بریلیوں کے ارکان اسلام ثابت نہ کر سکیں تو اپنی جماعت کے ایسے زبان دراز اور بھانڈ مصنفین کے منہ میں لگام دیں ۔ ان کی قلمی خلاقتوں اور تخریبی سرگرمیوں کا محاسبہ کریں ۔ یہ لوگ اپنی مذموم حرکتوں سے اپنی جماعت کو بدنام کر رہے ہیں اور اپنے غیر ذمہ دارانہ طرز عمل سے اپنے اکابر کی پگڑیاں اچھال رہے ہیں ۔ جہاں تک مسائل میں

اختلاف کا تعلق ہے ان پر گالی گلوچ اور بے ہودہ گوئی کے بغیر بھی گفتگو ہو سکتی ہے مگر خدا جانے اس دور میں دیوبندی مصنفین کو ایک کہکر وہ سننے کی عادت کیوں پڑ گئی ہے اور یہ خدمت دین کا کون سا حصہ ہے ؟

دیوبندی مذہب

مصنف " سیف حقانی نے اہل سنت وجماعت کے ارکان عشرہ بلا دلیل و ثبوت من گھڑت بیان کئے تھے ہم دیوبندی مذہب کا مکمل نقشہ بحوالہ کتب بیان کرتے ہیں ہمارے نقل کردہ حوالہ جات کی جو چاہے اصل کتابوں سے مطابقت کر سکتا ہے جس کے پاس کتابیں نہ ہوں وہ ہم سے میلسی آکر دیکھ سکتا ہے ۔

دیوبندی کلمہ

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے ایک مرید لکھتے ہیں :

> " خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور (تھانوی صاحب) کا نام لیتا ہوں (لا الٰہ الا اللہ اشرف علی رسول اللہ کہتا ہوں) ...... اتنے میں بندہ خواب سے بیدار ہو گیا ...... لیکن حالت خواب و بیداری میں حضور (تھانوی صاحب) ہی کا خیال تھا " (رسالہ الامداد ماہ صفر ۱۳۳۶ھ صفحہ ۳۵)

نوٹ: دیوبندی یہاں پر فریب مغالطہ دیتے ہیں کہ اجی یہ تو خواب کی بات ہے خواب کی باتوں پر حکم نہیں لگایا جا سکتا ہے

اولاً یہ ایک حقیقت ہے کہ گستاخوں کو گستاخانہ خواب نظر آتے ہیں وہ ان کے حسب حال ہوتے ہیں لیکن مذکورہ بالا عبارت کے خط کشیدہ الفاظ ملاحظہ ہوں۔ تھانوی صاحب کا مرید اقرار کر رہا ہے " لیکن خواب و بیداری میں حضور (تھانوی صاحب) ہی کا خیال تھا "

دوم ایک واقعہ کے آخر میں تھانوی صاحب نے توبہ و استغفار کی تلقین کرنے کی بجائے اپنے مرید کو تسلی دیتے ہوئے کہا :

> " اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس (اشرف علی) کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالے

متبع سنت ہے "

مرید مان لیا خواب میں تھا لیکن پیر جی تو خواب میں نہیں تھے وہ تو بیداری کے عالم میں بتمامی ہوش وحواس تسلی دیکر اپنا کلمہ جپنے کی ترغیب دے رہے تھے۔

دیوبندی درود

پھر اس کے ساتھ ہی مرید تھانوی کہتا ہے :

"پھر بیدار ہوکر...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر یہی کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا و نبینا و مولٰنا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب میں نہیں .... لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں ...... دوسرے روز بیداری میں (یہی) رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سے وجوہات ہیں جو حضور (تھانوی) کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں ؟ (الامداد صفر ۱۳۳۶ھ ص۳۵)

غور کیجئے اب تو قطعی بیداری ہے خواب نہیں ہے بلکہ دوسرے روز بھی بیداری میں یہی حالت بتا رہا ہے اور بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان قابو میں نہیں کے بہلنے بنا کر تھانوی صاحب کو نبی و رسول قرار دے رہا ہے اور دیوبندی حکیم الامت کی نبوت و رسالت کا اعلان کر رہا ہے اور اس کو باعث محبت گردان رہا ہے بتایئے اس کی کیا رکیک و ذلیل تاویل ہو سکتی ہے ؟

بانی اسلام کا ثانی

دیوبندی شیخ الہند مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر و مرشد مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے انتقال پر ان کو بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں۔

زبان پر اہل اہوا کی ہے کیوں اُعل ہبل شاید ۔ اٹھا عالم سے کوئی بانی اسلام کا ثانی
جہاں تھا آپ کے ثانی وہیں جا پہنچے خود حضرت ۔ کہیں کیونکر بھلا کس منہ سے مولانا تھے لاثانی

(مرثیہ گنگوہی ص۷ رمضان)

دیوبندیوں کی سچی کتاب

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم کے متعلق فرماتا ہے:
ذٰلک الکتاب لا ریب فیہ ا ہ

لیکن مولوی رشید احمد صاحب لکھتے ہیں:

> "کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۵۶)
>
> "تقویۃ الایمان پر عمل کرنا عین اسلام ہے" (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳۵۱)

گنگوہ خانہ کعبہ سے افضل (معاذ اللہ)

یہی مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے گاؤں گنگوہ کو خانہ کعبہ سے نمایاں کرتے ہوئے اس کی عظمت یوں بیان کرتے ہیں:

> پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
> جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی (مرثیہ گنگوہی ص ۱۰)

دیوبندی صدیق و فاروق

بانی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دینے کے بعد ہی مولوی محمود الحسن صاحب اپنے پیر گنگوہی صاحب بعینہٖ صدیق اکبر و فاروق اعظم قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> وہ تھے صدیق اور فاروق پھر کہیے عجب کیا ہے
> شہادت نے تہجد میں قدم بوسی کی گر ٹھانی (مرثیہ گنگوہی ص ۱)

صاف صاف اعلان ہو رہا ہے اس میں کیا تعجب کی بات ہے کہ (معاذ اللہ) وہ صدیق و فاروق تھے۔

دیوبندی امام اعظم

سنی حنفی مسلمان اور ائمہ اربعہ سیدنا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو اپنا امام اور پیشوا مانتے ہیں لیکن دیوبندی فرقہ نے اپنا امام اعظم بھی علیحدہ گھڑ دیا ہے اور اس کو امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے بڑا عالم و محدث قرار دیا ہے۔ یقین نہ آئے تو خدام الدین دیکھ لیں لکھا ہے:

> "میں نے شام سے لیکر ہند تک اس دیوبندی مولوی انور کاشمیری کی شان کا کوئی

> محدث اور عالم نہیں پایا...... اگر میں قسم کھاؤں کہ یہ (مولوی انور کاشمیری) امام اعظم ابو حنیفہ سے بھی بڑے عالم ہیں تو میں اس دعویٰ میں کاذب نہ ہوں گا۔
>
> (خدام الدین لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۶۳ء)

دیوبندی غوث اعظم

شرق و غرب کے اکابر اولیاء کرام و مشائخ عظام سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث اعظم، قطب عالم اور محی الدین مانتے ہیں لیکن دیوبندیوں نے اپنا غوث اعظم محی الدین بھی علیحدہ تیار کر لیا ہے چنانچہ مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی دیوبندی مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندی کی سوانحیات میں لکھتے ہیں:

> "قطب العالم قدوۃ العلماء غوث الاعظم...... شیخ المشائخ مولانا الحافظ الحاج المولوی رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہٗ العزیز (تذکرۃ الرشید[1] پہلا حصہ ص۲)

مذکورہ بالا حوالہ میں مولوی گنگوہی صاحب کو قطب عالم اور غوث اعظم بنانے کے بعد محی الدین بھی قرار دیتے ہیں تاکہ کسی کو شک باقی نہ رہے۔ یہ فرض مولوی محمود الحسن صاحب شیخ دیوبند نے ادا کیا تاکہ کوئی بھی کمی نہ رہ جائے۔ لکھتے ہیں:

> ؎ محی الدین اکبر جاتے ہیں دار فنا سے بس
> اُٹھے اُف دیروریاں سے محی الدین گیلانی

لو صاحب محی الدین بھی ہو گئے نہیں، بلکہ محی الدین اکبر یعنی بڑے محی الدین محی الدین گنگوہی نہیں، بلکہ بعینہٖ محی الدین گیلانی۔ ملاحظہ ہو مرثیہ گنگوہی ص۱۳۔ اب صرف مولوی رشید گنگوہی صاحب کے نام پر گیارہویں شریف کرنا باقی رہ گیا۔

حضور پرنور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ عنہ کے محی الدین ہونے کا واقعہ، بہجۃ الاسرار شریف میں علامہ نور الدین ابو الحسن علی بن یوسف شنطوفی قدس سرہٗ نے بیان فرمایا کہ کس طرح حضور پرنور غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے دین اسلام کو زندہ فرمایا طاقت بخشی اور اکابر اولیاء اللہ نے محی الدین تسلیم فرمایا — لیکن یہ لوگ جلدی لگی نہ پھٹکڑی گھر بیٹھے چیلے چانٹوں کی لفاظی کے زور پر غوث اعظم اور محی الدین بن گئے — دنیا بھر کے اکابر

[1] مکتبہ فریدیہ سے منگوائیں۔

اولیاء کرام مانتے ہیں کہ حضور غوث اعظم سرکار بغداد رضی اللہ عنہ نے اپنے رب کے حکم پر فرمایا قدمی ھٰذہٖ علیٰ رقبۃ کل ولی اللہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے جس مجلس میں یہ واقعہ پیش آیا۔ عارف کامل شیخ علی بن ابو نصر الہیتی رضی اللہ عنہ نے گردن جھکادی اور آپ کا پاؤں مبارک اپنی گردن پر رکھ لیا۔ سلطان الہند خواجہ غریب نواز محمد معین الدین حسن اجمیری رضی اللہ عنہ خراسان کے پہاڑوں میں یہ اعلان سنکر اپنی گردن مبارک جھکا دیتے ہیں مگر مولوی محمود الحسن دیوبندی کہتے ہیں یہ اولیاء اللہ غوث الاعظم قطب العالم شیخ عبد القادر محی الدین جیلانی قدس سرہٗ کے سامنے اپنی گردنیں خم نہیں کر رہے تھے بلکہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کے سامنے اپنی گردنیں خم کر رہے تھے لکھا ہے۔

> رقاب اولیاء کیوں خم نہ ہوتیں آپ کے آگے
> وہ شہباز طریقت تھے محی الدین گیلانی (مرثیہ گنگوہی ص۔)

ان کے بس میں ہوتا تو یہ لوگ مولوی رشید کا نام بھی شیخ عبد القادر رکھ دیتے۔

دیوبندی علی ہجویری

مسلمان حضرت داتا گنج بخش لاہوری کو علی ہجویری مانتے ہیں دیوبندیوں نے اپنا سارا مذہب از سر نو تعمیر کرتے کرتے اپنا علی ہجویری (داتا گنج بخش) بھی علیحدہ بنالیا ہے۔ خدام الدین میں لکھا ہے:

> "ایک مجذوب نے کچھ محویت وجذب کے عالم میں چند باتیں فرمائیں ...... کہنے لگے لوگو! تمہارا یہ خیال ہے کہ لاہور میں صرف ایک علی ہجویری علیہ الرحمۃ ہیں آؤ اگر زندہ علی ہجویری دیکھنا ہو تو شیرانوالہ دروازہ میں حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب کو دیکھ لو" (خدام الدین لاہور ۲۰، اپریل ۱۹۶۲ء)

گویا داتا گنج بخش تو معاذ اللہ مردہ علی ہجویری تھے مگر مولوی احمد علی صاحب زندہ علی ہجویری ہیں مگر خدا نے اس کو بھی مردہ کر دیا اب حقیقی علی ہجویری کے مزار پہ انوار پر خلق خدا کا ہجوم ہے اور ایک دنیا اُن کے فیض سے سیراب ہو رہی ہے مگر نقلی علی ہجویری تن تنہا بیٹھے ہوئے ہیں یعنی

؎ ...... جن کی فاتحہ نہ درود

دیوبندی فرشتہ مقرب

> "میں نے انسانیت سے بالا درجہ ان (مولوی محمد قاسم نانوتوی صاحب بانی مدرسہ دیوبند) کا دیکھا۔ وہ ایک فرشتہ مقرب تھا جو انسانوں میں ظاہر کیا گیا"
> (ارواح ثلٰثہ صفحہ ۱۷۵ حکایت ۲۴۲)

حالانکہ مقرب فرشتے حضرت جبرئیل میکائیل عزرائیل اسرافیل ہیں جو معصوم ہیں اور رسل ملائکہ میں شمار ہوتے ہیں۔ کسی مولوی کو رسل ملائکہ قرار دینا کفر ہے اور یہ مسئلہ اجماعی ہے۔

ہدایت و نجات دیوبندی مولوی کے اتباع پر موقوف

مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ ہدایت قرآن مجید ہے اور نجات سرکار دو عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر موقوف ہے لیکن بقلم خود مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں!

> "سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد (گنگوہی) کی زبان سے نکلتا ہے اور میں بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر ہدایت و نجات موقوف ہے میرے اتباع پر"
> (تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۱۷)

چلو چھٹی ہوئی نہ قرآن حدیث کی ضرورت نہ اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حاجت۔ چلتے چلتے ذرا شیخ الہند محمود الحسن کا پھڑکتا ہوا مرثیہ بھی سن لو وہ زار و قطار رو رو کر اپنے پیر جی مولوی رشید صاحب کے اس دعوی کی ڈبڈباتی آنکھوں یوں تائید کرتے ہیں ؎

> ہدایت جس نے ڈھونڈی دوسری جا ہو گیا گمراہ
> وہ میزاب ہدایت تھے کہیں کیا نص قرآنی (مرثیہ گنگوہی صفحہ ۹)

بھلا مولوی رشید احمد گنگوہی کے سرچشمہ ہدایت ہونے میں کیا شبہ اور نص قرآنی کی کیا حاجت وہ تو نص قرآنی سے بھی زیادہ قوی دلائل سے میزاب ہدایت ہیں اور جو نہ مانا وہ گمراہ ہو گیا اور جو آپ کے اتباع کو چھوڑ کر دوسری جگہ گیا وہ بھی گمراہ ہو گیا۔ استغفر اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ ہے وہ ناپاک سازش کہ خدا و رسول

جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن وحدیث سے برگشتہ کر کے ہدایت ونجات کے لئے اپنی طرف بلانے کے لئے جدید مذہب کی بنیاد رکھی گئی زمانے والوں کو گمراہ بلکہ اس سے بڑھ کر مشرک و بدعتی بنایا گیا۔

دیوبندی تمغہ مسلمانی

دیوبندی فرقے نے جہاں اپنے مذہب میں ہر چیز نئی پیدا کی۔ وہاں مذہبی صنعت سازی میں انہوں نے مسلمانی کے تمغے بھی تیار کئے ہیں چنانچہ دیوبندیوں کے نزدیک محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی تمغہ مسلمانی نہیں بلکہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کا داغ غلامی تمغہ مسلمانی ہے۔ ملاحظہ ہو:

> زمانے نے دیا اسلام کو داغ اس کی فرقت کا
> کہ تھا داغ غلامی جس کا تمغہ مسلمانی (مرثیہ گنگوہی ص۳)

ذخیرہ آخرت

مولوی احمد علی صاحب لکھتے ہیں:

> "میرے پاس حضرت (مولوی حسین احمد) مدنی کا ایک مکتوب ہے جو میرے لئے ذریعہ نجات ہے جسے میں ذخیرہ آخرت سمجھتا ہوں" (خدام الدین لاہور ص ۱۲)

نجات آخروی کا طریقہ

آج تک تو یہ سنتے آئے کہ کتاب وسنت پر عمل اور سید الانبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع سے نجات آخروی ممکن ہے لیکن چودھویں صدی میں یہ انکشاف ہوا ہے کہ نجات آخروی مولوی اشرف علی صاحب تھانوی کے پاؤں دھو کر پینے پر موقوف ہے۔ خود لکھتے ہیں:

> "واللہ العظیم (خدا کی قسم) مولانا اشرف علی تھانوی کے پاؤں دھو کر پینا نجات آخروی کا سبب ہے" (تذکرۃ الرشید جلد ۱ صفحہ ۱۱۳ از مولوی عاشق الٰہی میرٹھی)

عذاب الٰہی سے بچنے کا دیوبندی طریقہ

مسلمان تو ایمان کامل اور اعمال صالح خوف خدا اور عشق رسالت کو عذاب قیامت سے بچنے اور نجات پانے کے لئے ضروری خیال کرتے ہیں لیکن دیوبندی مذہب کا فلسفہ ہی کچھ عجیب ہے۔ خدام الدین کے شیخ التفسیر مولوی احمد علی صاحب لاہوری

لکھتے ہیں :

> "میں نے کئی سال سے دل میں یہ پروگرام بنایا ہوا تھا کہ میری داڑھی کے جو بال کنگھی کرنے سے نکلتے ہیں وہ ...... حضرت (مولوی حسین احمد مدنی) کو اطلاع دیئے بغیر موچی کو دوں کہ حضرت کے جوتے کے تلووں میں یہ بال رکھ کر سی دے تاکہ حضرت سے اسی نسبت کے باعث میری قیامت کے دن عذاب الٰہی سے نجات ہو جائے"
>
> (خدام الدین لاہور جلد ۲۴)

اب پتہ چلا کہ سارا جھگڑا تو شخصیت پرستی کا ہے انبیاء و رسل علیہم السلام اولیاء عظام و مشائخ کرام سے بدظن کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ اپنا اتباع کرایا جائے اپنا گرویدہ بنایا جائے اس لئے اسلام کے مقابلہ میں ایک جدید مذہب فکر کی بنیاد رکھی کہیں کلمہ نیا گھڑا تو کہیں خود پر درود پڑھوایا، کہیں اپنے ملاؤں کو بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا ثانی قرار دیا تو کہیں صدیق و فاروق بنایا، کہیں اپنے مولویوں کو امام اعظم سے بڑھایا تو کہیں ان کو غوث اعظم محی الدین تک بنا ڈالا۔ کہیں اپنے عالم کو زندہ علی ہجویری داتا گنج بخش قرار دیا تو کسی جگہ مقرب فرشتے بنا کر پیش کیا۔ ان کی غلامی کو تمغہ مسلمانی قرار دیا۔ ہدایت و نجات ان کے اتباع پر موقوف بتائی ــــ یہ ساری باتیں اسلام کا حلیہ بگاڑنے کے مترادف ہیں یا نہیں بھلا ایسے عقائد و اعمال کا مذہب حق اہل سنت سے کیا تعلق ہے ؟ ان عقائد کی روشنی میں کوئی بتائے ان عقائد و اعمال کا اہل سنت و جماعت سے کوئی دور کا بھی تعلق ہے۔

مصنف نے سیف حقانی کے آخری باب میں بزعم خود رضا خانی دین کے ارکان عشرہ پیش کئے تھے اور ان من گھڑت ارکان عشرہ کا کوئی حوالہ بھی نقل نہ کیا تھا۔ ہم نے بفضلہ تعالےٰ دیوبندی مذہب کے چودہ بنیادی اصول نقل کئے ہیں اور سب کو دیوبندی وہابی اکابر علماء کی مستند کتب سے ثابت کیا ہے۔ اور کوئی ایک بات بھی بلا دلیل و ثبوت نہیں لکھی۔

حرف آخر و اعلان عام

قارئین کرام ! ہم نے بفضلہ تعالیٰ ضد و عناد سے بالاتر ہو کر سیف حقانی کا جواب لکھا ہے ایسا نہیں کیا جیسا کہ مصنف سیف حقانی نے کیا کہ زلزلہ اور تبلیغی جماعت کے دلائل و حوالہ جات کو چھوا تک نہیں اور اپنی

طرف سے بے دریغ الزام تراشی شروع کر دی۔ ہم نے مصنف سیف حقانی کی حتی الامکان جملہ الزام تراشیوں افترا پردازیوں کا طلسم توڑا ہے اور اپنے موقف کی تائید میں مستند و معتبر کتب سے حوالہ جات نقل کئے ہیں اب مصنف سیف حقانی یا کوئی بھی دیوبندی وہابی مصنف "برہان صداقت" کا جواب لکھنا چاہے تو وہ ہماری طرح دلائل لائے، ہمارے حوالہ جات کا نمبر وار توڑ کرے اور اپنے موقف کے ثبوت میں دلائل پیش کرے اور برہان صداقت کا صفحہ وار و نمبر وار پورا جواب دے۔ غلیظ انداز گفتگو عامیانہ و سوقیانہ طرز تحریر سے اجتناب کرے تاکہ پھر اس کے جواب سے اس کو تکلیف اور شکایت نہ ہو۔ مولیٰ تعالیٰ ضد و عناد سے بچائے حق کہنے حق سمجھنے حق ماننے اور حق کو جاننے کی توفیق رفیق فرمائے۔ آمین۔

اس کے ساتھ ہی ہم دیوبندی مصنفین سے استدعا کریں گے کہ وہ مہذب طرز تحریر کو اپنائیں۔ وہ الزام لگاتے وقت خوف خدا جل جلالہ شرم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مدنظر رکھیں۔ ہر الزام پر دلیل اور حوالہ جات نقل کریں۔ حوالہ جات اصل کتب سے بعینہ و بلفظہ نقل کریں۔ اور ہم سے جواب لیں۔

چیلنج

ہم بفضلہ تعالیٰ مخالفین اہل سنت کے جملہ مصنفین کو عام چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اپنی جس کتاب کو ناقابل تسخیر سمجھتے ہوں ہمیں ارسال کریں اور جواب لیں۔ اور اختلافی مسائل پر علمی حدود اور مہذب انداز میں طبع آزمائی کریں۔ بات کو بات اور دلیل سے جھٹلائیں تو ہم کو ہر وقت حاضر پائیں گے۔ اللہ تعالےٰ اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے مذہب حق اہل سنت و جماعت پر استقامت دے اور ضد و عناد سے بچائے۔ اس حقیر خدمت کو قبول فرما کر اس کا فائدہ عام فرمائے۔ جو حضرات اس کتاب سے فائدہ اٹھائیں، فقیر کے لئے خدمت دین اور حسن خاتمہ کی دعا فرمائیں۔ وصلے اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ و نور عرشہ سیدنا و مولانا محمد و آلہ و صحبہ اجمعین۔

محمد حسن علی قادری رضوی
مدیر انوار رضا میلسی

ہماری ایمان افروز مطبوعات

نام کتاب	قیمت
نورالایمان از مولانا عبدالحلیم فرنگی محلی	۷—۵۰
حیات النبی از علامہ سید احمد سعید شاہ صاحب کاظمی (مرکزی امیر جماعت اہلسنت پاکستان)	۵—۰۰
میلاد النبی	۳—۰۰
التبشیر بالتنویر	۵—۰۰
معراج النبی	۵—۰۰
کتاب التراویح	۲—۰۰
تسبیح الرحمٰن	۲—۰۰
الحق المبین	۲—۵۰
نفی ظل	
تقریر منیر	
الصوارم الہندیہ از مولانا حشمت علی خاں	۹—۰۰
محمد صلی اللہ علیہ وسلم قرآن میں از علامہ ارشد القادری	۳—۰۰
منکرین رسالت کے محاذ جنگ	۳—۰۰
سیر گلستاں	۹—۰۰
سوانح غریب نواز از رشید القادری مشتاق احمد نظامی	۲—۰۰
امام نعت گویاں از جناب اختر الحامدی	۹—۰۰
انیس الارواح از خواجہ عثمان ہارونی	۵—۰۰

نام کتاب	قیمت
اسرار الاولیاء (ملفوظات بابا صاحب)	۱۲—۰۰
قانون شریعت مکمل از مولانا شمس الدین رضوی (زیر طبع)	
عقائد اہلسنت مرتبہ علامہ مشتاق احمد نظامی (الہ آباد)	۱۲—۰۰
تحفۂ سرور (اردو) از جلال الدین سیوطی	۳—۰۰
احکام رمضان از مولانا عبدالحکیم صاحب میرٹھی	۳—۰۰
آئینۂ حق از مولانا ابوالنصر منظور احمد شاہ	۷—۵۰
انشاء احمد رضا بریلوی	۷—۵۰
افضلیت صدیق اکبر از مفتی غلام سرور قادری	۸—۰۰
قہر خداوندی از مولانا حسن علی رضوی	۱۰—۰۰
برق آسمانی	۷—۵۰
اکابر دیوبند کا تکفیری افسانہ	۳—۰۰
برہان صداقت	۱۲—۵۰
[illegible] از مولانا [illegible] اشرف جعفری	۵—۰۰
احمق کے دانت	۷—۵۰
مودودی جماعت کیا ہے؟ از اقبال احمد صاحب نوری	۶—۰۰
الغراب الخبیث دینی کتب کا حکم	۱—۰۰
اذان کے ساتھ صلوٰۃ وسلام کی شرعی حیثیت اور شبہات کا مفصل جواب از علامہ حافظ عبدالغفور	۳—۰۰

ملنے کا پتہ: مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال